اضافہ و تصحیح شدہ سوم ایڈیشن: ماہِ محرم الحرام 1446ھ/ اگست 2024

سلسلہ اِصلاحِ اَغلاط کے تحت تحریر کیے جانے والے جمعہ کے احکام کا مجموعہ

بابُ الجُمُعة: جمعہ کے احکام

مبین الرحمٰن
فاضل جامعہ دار العلوم کراچی
متخصص جامعہ اسلامیہ طیبہ کراچی

پیش لفظ

الحمدللہ، اللہ تعالیٰ کی خاص توفیق وکرم نوازی اور حضرات والدین، بزرگانِ دین، اساتذہ کرام اور احباب کی دعاؤں سے سلسلہ اصلاحِ اَغلاط کے اب تک 1780 سلسلے تحریر کیے جاچکے ہیں، اس سلسلہ کے تحت جمعہ کے احکام سے متعلق بھی کئی سلسلے لکھے گئے، پھر ارادہ ہوا کہ جمعہ کے احکام سے متعلق اب تک تحریر کیے جانے والے تمام سلسلوں کو یکجا شائع کیا جائے تاکہ استفادہ میں سہولت رہے۔ چنانچہ 36 قسطوں پر مشتمل یہ مجموعہ پیشِ خدمت ہے۔ البتہ اس حوالے سے یہ بات پیشِ نظر رہے کہ چوں کہ سلسلہ اصلاحِ اغلاط جاری ہے الحمدللہ، اس لیے آئندہ کے سلسلوں میں اگر جمعہ کے احکام سے متعلق مزید بھی سلسلے تحریر کرنے کی نوبت آئی تو انھیں اگلے ایڈیشن میں شامل کردیا جائے گا، ان شاء اللہ۔

حضرات اہلِ علم سے درخواست ہے کہ اس تحریر میں کسی قسم کی کوئی غلطی نظر آئے تو ضرور مطلع فرمائیں، بندہ ممنون رہے گا۔ جزاکم اللہ خیراً

اللہ تعالیٰ اس محنت کو قبول فرماکر بندہ کے لیے، بندہ کے والدین، اہل وعیال، خاندان، اساتذہ کرام، حضرات اکابر، احباب اور پوری امتِ مسلمہ کے لیے صدقہ جاریہ اور ذخیرۂ آخرت بنائے۔

بندہ مبین الرحمٰن

محلہ بلال مسجد نیو حاجی کیمپ سلطان آباد کراچی

ماہِ محرم الحرام 1446ھ/ اگست 2024

03362579499

اجمالی فہرست

- شبِ جمعہ کو روحوں کے گھروں میں آنے کا خود ساختہ نظریہ ---------------------- 5
- جمعہ کی رات یا دن کو سورتِ دُخان پڑھنے کی فضیلت ---------------------- 16
- جمعہ کے دن سورۃ الکہف پڑھنے کی فضیلت ---------------------- 22
- جمعہ کے دن صلاۃ التسبیح پڑھنے کا ثبوت ---------------------- 28
- جمعہ مبارک کہنے کا حکم ---------------------- 31
- جمعہ کے دن ناخن کاٹنے کا حکم ---------------------- 34
- نمازِ جمعہ کا وقت اور اس کے احکام ---------------------- 40
- نمازِ جمعہ کی ادائیگی کے لیے مسجد کی شرط ---------------------- 47
- مسافر کے ذمے نمازِ جمعہ کا حکم ---------------------- 49
- مسافر کے لیے نمازِ جمعہ پڑھانے کا حکم ---------------------- 52
- مسافر ظہر ادا کر کے شہر پہنچے تو نمازِ جمعہ کا حکم ---------------------- 54
- جمعہ کی پہلی اذان کے بعد مسجد کے قریب خرید و فروخت کا حکم ---------------------- 57
- جمعہ کی پہلی اذان کے بعد گھر میں سنتیں ادا کرنے کا حکم ---------------------- 64
- نمازِ جُمعہ کی سنّت نماز اور اس کی رکعات کی تعداد ---------------------- 66
- جمعہ کی سنت نمازوں میں جمعہ کی نیت کی جائے گی یا ظہر کی؟ ---------------------- 80
- حرمین میں جمعہ سے پہلے کی سنتیں کب ادا کی جائیں؟ ---------------------- 83
- جمعہ کی فرض نماز سے پہلے کی سنتیں رہ جائیں تو کب ادا کی جائیں؟ ---------------------- 85

- نمازِ جُمعہ کی دوسری اَذان کا جواب دینے کا حکم ---------------------------- 87
- خطبے کے دوران بیٹھنے کی ہیئت اور شرعی مسئلہ ---------------------------- 92
- خطبے کے دوران دعا مانگنے یا درود شریف پڑھنے کا حکم ---------------------------- 97
- جمعہ کے خطبے کے وقت تشبیک کرنے کا حکم ---------------------------- 103
- خطبہ کے دوران چندہ جمع کرنے کا حکم ---------------------------- 107
- جمعہ کے خطبے کے دوران امام کے لیے امر بالمعروف کا حکم ---------------------------- 113
- نمازِ جمعہ کے قعدہ میں شریک ہونے والا جمعہ پڑھے یا ظہر؟ ---------------------------- 115
- کیا نمازِ جمعہ اسی شخص کے لیے پڑھانا ضروری ہے جس نے خطبہ دیا ہو؟ ---------------------------- 120
- نمازِ جمعہ کے بعد اجتماعی طور پر درود پڑھنے کی مروجہ رسم ---------------------------- 123
- عید اور جمعہ ایک ہی دن جمع ہونے کو بھاری سمجھنے کا نظریہ ---------------------------- 131
- جمعہ کے دن عید ہونے کی صورت میں نمازِ جمعہ کی ادائیگی کا حکم ---------------------------- 134
- گھروں میں نمازِ جمعہ کی ادائیگی کا حکم ---------------------------- 137
- ماہِ رَمضان المبارک کا آخری جمعہ اور قضائے عمری کی حقیقت ---------------------------- 141
- نمازِ جنازہ کو نمازِ جمعہ تک مؤخر کرنے کا حکم ---------------------------- 151
- جمعہ کے دن نکاح کرنے کا حکم ---------------------------- 156
- ہر جمعہ کو قبرستان جا کر سورتِ یٰسٓ پڑھنے کی رسم ---------------------------- 159
- تحقیقِ حدیث: ماہِ محرم کے پہلے جمعہ کو روزہ رکھنے کی فضیلت ---------------------------- 162
- تحقیقِ حدیث: جمعہ کے دن دو سو مرتبہ درود شریف پڑھنے کی فضیلت ---------------------------- 164
- تحقیقِ حدیث: شبِ جمعہ کو مخصوص درود پڑھنے سے قبر میں حضور ﷺ کی زیارت ---------------------------- 166

شبِ جمعہ کو
روحوں کے گھروں میں آنے کا خود ساختہ نظریہ

مبین الرحمٰن
فاضل جامعہ دارالعلوم کراچی
متخصص جامعہ اسلامیہ طیبہ کراچی

شبِ جمعہ کو روحوں کے گھروں میں آنے کا خود ساختہ نظریہ:

بہت سے لوگ اس خود ساختہ نظریے کا شکار ہیں کہ جمعرات کے دن یا شبِ جمعہ کو فوت شدہ رشتہ داروں کی روحیں گھروں میں آتی ہیں اور کھانے پینے کا مطالبہ کرتی ہیں، اس لیے ان کے مطالبے اور خواہش کو پورا کرنے کے لیے کھانے پینے کی چیزیں تیار کر کے تقسیم کرنی چاہیے تاکہ ان کی بھوک اور پیاس بھی ختم ہو اور انھیں ثواب بھی پہنچے۔ اس پسِ منظر میں متعدد بے بنیاد باتیں عوام میں رائج ہیں۔ چنانچہ حکیم الامت حضرت مولانا اشرف علی تھانوی رحمہ اللہ اپنی مشہور کتاب ”اَغلاطُ العَوام“ میں اس منگھڑت نظریے کو یوں ذکر فرماتے ہیں کہ:

”عوام کا عقیدہ ہے کہ ہر جمعرات کی شام کو مُردوں کی روحیں اپنے گھروں میں آتی ہیں اور ایک کونے میں کھڑے ہو کر دیکھتی ہیں کہ ہم کو کون ثواب بخشتا ہے، اگر کچھ ثواب ملے گا تو خیر ورنہ مایوس ہو کر لوٹ جاتی ہیں۔“ (اغلاط العوام صفحہ: 16 ناشر: ادارۃ المعارف کراچی)

واضح رہے کہ جمعرات کے دن یا شبِ جمعہ کو روحوں کے گھروں میں آنے کا نظریہ خود ساختہ اور غلط ہے، قرآن و سنت میں اس پر کوئی معتبر دلیل موجود نہیں، اس لیے یہ نظریہ رکھنا اور اس کی بنیاد پر کھانے پینے کی چیزیں تقسیم کرنا ہرگز جائز نہیں۔

شبِ جمعہ کو روحوں کے گھروں میں آنے کے نظریے کی تردید:

جمعرات کے دن یا شبِ جمعہ کو روحوں کے گھروں میں آنے کا نظریہ غلط اور منگھڑت ہے، ذیل میں اس کی تردید کی وجوہات اور مختلف پہلو ملاحظہ فرمائیں:

1۔ جمعرات کے دن یا شبِ جمعہ کو فوت شدہ رشتہ داروں کی روحوں کا گھروں میں آنا قرآن و سنت سے ہرگز ثابت نہیں، اس حوالے سے کوئی بھی معتبر روایت موجود نہیں، اور جو روایات بیان کی جاتی ہیں وہ محدثین کرام کے نزدیک معتبر نہیں، اور نہ ہی وہ اس قابل ہیں کہ ان کی بنیاد پر کوئی عقیدہ اور نظریہ قائم کیا جاسکے یا کسی عمل

کو اپنایا جاسکے یا اس کو رواج دیا جاسکے۔ اس لیے یہ نظریہ کسی بھی طور درست نہیں۔

2۔ اس نظریے کی تردید کا دوسرا اہم پہلو یہ ہے کہ جمعرات کے دن یا شبِ جمعہ کو روحوں کے گھروں میں آنے کا علم یا تو مشاہدے سے ہو سکتا ہے کہ لوگ اپنی آنکھوں سے ان کو دیکھیں، یا پھر وحی سے ہو سکتا ہے، چوں کہ قرآن وسنت سے اس کا کوئی معتبر ثبوت نہیں، اس لیے وحی سے تو روحوں کا گھروں میں آنا ثابت نہیں۔ جہاں تک مشاہدے کی بات ہے تو لوگوں کو اس کا مشاہدہ بھی نہیں ہوتا، اس لیے مشاہدے سے بھی اس کا ثبوت نہیں ہو سکتا، تو جب وحی اور مشاہدے دونوں ہی سے اس کا ثبوت نہیں تو پھر کس بنیاد پر شبِ جمعہ کو روحوں کے گھروں میں آنے کا دعویٰ درست قرار دیا جاسکتا ہے!

3۔ اس نظریے کی تردید کا تیسرا اہم پہلو یہ ہے کہ اگر وہ روح نیک ہے تو اسے دنیا میں آنے اور کھانا پینا مانگنے کی ضرورت ہی نہیں رہتی کیوں کہ وہ جنت کی نعمتوں سے لطف اندوز ہو رہی ہوتی ہے، اسے دنیوی کھانے پینے کی کیا ضرورت! اور اگر وہ روح بُری ہے تو کیا فرشتے اسے دنیا میں آنے دیں گے؟ وہ تو عذاب میں مبتلا ہو گی، وہ دنیا میں کیسے آسکتی ہے!

4۔ اس نظریے کی تردید کا چوتھا اہم پہلو یہ ہے کہ موت کے بعد روحوں کا گھروں میں آنا اُن احادیث کے بھی خلاف ہے جن میں موت کے بعد روحوں کا جنت یا جہنم کے مقامات میں ہونا بیان کیا گیا ہے۔

5۔ اس نظریے کی تردید کا پانچواں اہم پہلو یہ ہے کہ اگر روحیں گھروں میں آتی ہیں اور بھوک اور پیاس کی وجہ سے کھانے پینے کا مطالبہ کرتی ہیں اور اس مطالبہ کی بنیاد پر لوگ کھانا پینا تقسیم کر دیتے ہیں تو سوال یہ ہے کہ ہمارے گمان کے مطابق بھوک اور پیاس تو میت یعنی روح کو لگی تھی اور کھایا پیا کسی اور نے، یہ کتنی عجیب بات ہے کہ جو کھانے پینے کا مطالبہ کر رہا ہے اس کو تو کچھ نہ دیا جائے اور دوسروں کو دے دیا جائے! اس پہلو سے بھی اس نظریے کا خود ساختہ اور غلط ہونا واضح ہو جاتا ہے۔

روح کا اللہ تعالیٰ کے حکم سے دنیا میں آنے کی حقیقت:

بعض لوگوں سے جب مذکورہ تفصیل کے مطابق یہ بات بیان کی جائے کہ شبِ جمعہ کو دنیا میں روحوں کے آنے کا نظریہ غلط ہے، تو وہ یہ کہہ دیتے ہیں کہ اگر اللہ چاہے تو روحیں آسکتی ہیں، اس لیے شبِ جمعہ کو بھی روحیں گھروں میں اللہ کے حکم سے آجاتی ہیں۔ اس بات کا تفصیلی جواب یہ ہے کہ موت کے بعد کسی بھی میت کی روح اللہ تعالیٰ کی اجازت کے بغیر دنیا میں نہیں آسکتی، یعنی اگر اللہ کبھی کسی مصلحت کی وجہ سے روح کو اجازت دے تبھی اس کا دنیا میں آنا ممکن ہے، اور اللہ تعالیٰ کی اجازت کا علم ہمیں نہیں ہو سکتا کہ وہ کسی روح کو دنیا میں آنے کی اجازت دیتا بھی ہے یا نہیں، اور اگر اجازت دیتا ہے تو کس روح کو کب دنیا میں آنے کی اجازت دیتا ہے، ان باتوں کا ہمیں علم نہیں ہو سکتا، اس لیے محض اپنے خیالات اور قیاسات کی بنیاد پر کوئی نظریہ قائم کرنا درست نہیں۔ اس کی بنیاد پر چند باتیں سمجھنے کی ضرورت ہے:

1۔ پہلی بات یہ کہ جب روح کے دنیا میں آنے کا تعلق اللہ تعالیٰ کی اجازت کے ساتھ ہے تو روح کے دنیا میں آنے کو ایک عمومی ضابطہ قرار نہیں دیا جاسکتا کہ ہر روح کے ہر شبِ جمعہ کو دنیا میں آنے کا نظریہ بنالیا جائے، بلکہ عام ضابطہ یہی ہے کہ روحیں دنیا میں نہیں آتیں، یعنی انھیں اللہ کی طرف سے دنیا میں آنے کا حکم نہیں ہوتا، جیسا کہ احادیث سے یہ بات ثابت ہے کہ موت کے بعد روحیں جنت یا جہنم کے مقامات میں ہوتی ہیں۔ اس سے اس نظریے کی واضح تردید ہو جاتی ہے کہ ہر روح ہر شبِ جمعہ کو دنیا میں آتی ہے۔

2۔ دوسری بات یہ کہ اگر اللہ کبھی کسی روح کو دنیا میں آنے کی اجازت دے تو ہمیں یہ معلوم ہونا بھی مشکل ہے کہ کس روح کو اللہ تعالیٰ نے آنے کی اجازت دی ہے۔

3۔ تیسری بات یہ کہ کبھی کسی حکمت کے تحت کسی روح کو دنیا میں آنے کی اجازت مل جائے تو اس کے وقت کے بارے میں بھی ہمیں علم نہیں ہو سکتا۔

4۔ چوتھی بات یہ کہ اگر اللہ کبھی کسی روح کو اپنی حکمت کے تحت دنیا میں آنے کی اجازت دے دے تو اس کے

بارے میں یہ معلوم ہونا بھی مشکل ہے کہ کس مقصد کے لیے اس کو اجازت ملی ہے۔ اس لیے اس سے یہ بات کہاں ثابت ہوتی ہے کہ وہ شبِ جمعہ کو کھانے پینے یا ثواب طلب کرنے کے لیے آئے گی، ظاہر ہے کہ اس کا تو ہمیں علم نہیں ہو سکتا۔

گویا کہ اگر روح کے دنیا میں آنے کو اللہ تعالیٰ کی اجازت کے ساتھ منسلک کر دیا جائے تو اس میں بھی نہ تو ہر ایک روح کے آنے کا دعویٰ کیا جا سکتا ہے اور نہ ہی کسی روح کی تعیین معلوم ہو سکتی ہے اور نہ ہی اس کا دن اور وقت معلوم ہو سکتا ہے، گویا کہ اللہ تعالیٰ اگر کسی روح کو آنے کی اجازت عنایت فرما دے تو اس کا آنا ممکن ہے، لیکن اس کی بنیاد پر ہر شبِ جمعہ کو ہر رشتہ دار کی روح کے دنیا میں آنے کا دعویٰ کیسے کیا جا سکتا ہے؟ بلکہ یہ دعویٰ کسی بھی طور ثابت نہیں ہو سکتا۔

دنیا میں روح کے آنے کا امکان اور اہم تنبیہ :

مذکورہ تفصیل سے متعلق یہ اہم نکتہ ذہن نشین رہنا چاہیے کہ یہ ساری بحث محض اس امکان کے پسِ منظر میں ہے کہ اگر اللہ تعالیٰ کبھی کسی حکمت کے تحت کسی روح کو دنیا میں آنے کی اجازت دے تو اس کا آنا ممکن ہے، پھر اس امکان کو سامنے رکھتے ہوئے مذکورہ بحث میں متعدد احتمالات قائم کر کے اس کو ایک عمومی ضابطہ بنانے کی تردید کی گئی۔ البتہ امکان سے متعلق یہ بات بھی سمجھنے کی ہے کہ کسی بات کے ممکن ہونے سے اس کا واقع ہونا ثابت نہیں ہوتا بلکہ اس کے لیے الگ سے کسی ثبوت کی ضرورت پڑتی ہے، اس لیے اللہ تعالیٰ کی اجازت سے کسی روح کا دنیا میں آنا ممکن تو ہے لیکن کوئی روح دنیا میں آئی یا آتی ہے تو اس کے لیے ثبوت کی ضرورت پڑے گی۔ جب اس کے واقع ہونے کے لیے بھی ثبوت اور دلیل ہی کی ضرورت پڑے گی تو اس بنیاد پر بلا دلیل شبِ جمعہ کو روحوں کے دنیا میں آنے کا نظریہ کیسے تسلیم کیا جا سکتا ہے! اس لیے عام ضابطہ یہی ہے کہ روحیں موت کے بعد دنیا میں نہیں آتیں البتہ اللہ کے حکم سے کسی روح کو آنے کی اجازت مل جائے تو یہ ممکن ہے، لیکن محض اس بنیاد پر اپنی طرف سے خود ساختہ دعوے نہیں کیے جا سکتے۔

مذکورہ مسئلے میں ایصالِ ثواب کی نیت:

مذکورہ تفصیل سے یہ بات بخوبی واضح ہوجاتی ہے کہ جمعرات کے دن یا شبِ جمعہ کو روحوں کے گھروں میں آنے کا نظریہ غلط اور منگھڑت ہے۔ اس پسِ منظر میں بعض لوگ یہ بھی کہہ دیتے ہیں کہ شبِ جمعہ کو کھانا پینا تقسیم کرنے میں ہماری نیت اور مقصود میت کی روح کو ثواب پہنچانا ہوتا ہے۔ اس بات کے تفصیلی جواب کے لیے درج ذیل تفصیل سمجھنے کی ضرورت ہے:

واضح رہے کہ شریعت کی نظر میں ایصالِ ثواب کے لیے نہ تو کوئی عمل خاص ہے، نہ کوئی چیز خاص ہے، نہ کوئی دن خاص ہے اور نہ ہی کوئی مہینہ خاص ہے، بلکہ سال بھر میں کسی بھی دن کسی بھی نیک عمل کا ایصالِ ثواب کیا جاسکتا ہے، اس لیے:

1۔ ایصالِ ثواب کے لیے دن یا مہینہ خاص کرکے اسے لازم سمجھنا یا اس کا خصوصی اہتمام کرنا بدعت کے زمرے میں آتا ہے، اس سے معلوم ہوا کہ ایصالِ ثواب کے نام پر رائج تیجہ، سوئم، ہفتم، جمعرات، جمعہ، چالیسواں، چہلم، برسی؛ سب کے سب بدعت اور گناہ ہیں۔ اسی طرح ایصالِ ثواب کے لیے محرم، رجب یا کسی اور مہینے کو خاص کرنا بھی بدعت اور ناجائز ہے۔ گویا کہ ایصالِ ثواب کے لیے شبِ جمعہ خاص کرنا بدعت ہے۔

2۔ ایصالِ ثواب کے لیے کوئی چیز یا عمل خاص کرکے اسے لازم سمجھنا یا رسم بناکر اس کا خصوصی اہتمام کرنا بھی بدعت کے زمرے میں آتا ہے، اس لیے ایصالِ ثواب میں بکرا ذبح کرنے، چھولے پکانے، خیرات کرنے، دیگیں چڑھانے، کھانے پینے کی چیزیں تقسیم کرنے اور ان جیسے دیگر امور کو لازم سمجھنا اور ان کو رسم بناکر خصوصی اہمیت دینا بھی بدعت اور ناجائز ہے۔ اس سے معلوم ہوا کہ اگر میت کی روح کو ثواب پہنچانا ہی مقصود ہے تو ثواب پہنچانے کے تو بہت سے طریقے ہیں کہ کسی بھی نیکی کا ایصالِ ثواب کیا جاسکتا ہے، اس کے لیے صرف کھانے پینے کی چیزیں تقسیم کرنے کو کیوں ضروری سمجھا جاتا ہے؟ ظاہر ہے کہ یہ بھی بدعت ہے۔

3۔ ایک ضمنی پہلو یہ بھی ہے کہ آجکل ایصالِ ثواب میں کھانے پینے کی چیزیں اس لیے بھی تقسیم کی جاتی ہیں تاکہ

نام ونمود ہو اور لوگوں کی ملامت سے بچا جاسکے، ورنہ تو لوگ کہیں گے کہ والد صاحب فوت ہو گئے اور ایک دیگ چاول بھی خیرات نہ کیا، یہ کیسی اولاد ہے!! ظاہر ہے کہ اس نیت سے ایصالِ ثواب کرنا ہی ناجائز ہے۔

ایصالِ ثواب کی وسعت اور آسانی:

ایصالِ ثواب ہر قسم کی مالی اور بدنی عبادت کا کیا جاسکتا ہے، اس میں بڑی وسعت اور سہولت ہے، جیسے: ذِکر کر لیا، تسبیحات پڑھ لیے، درود شریف پڑھ لیا، استغفار کر لیا، تلاوت کر لی، اس میں بھی مکمل قرآن کریم ختم کرنا ضروری نہیں بلکہ جتنا سہولت سے ہو سکے تلاوت کر کے ایصالِ ثواب کیا جاسکتا ہے، نفل نماز پڑھ لی، حج کر لیا، عمرہ کر لیا، صدقہ دے دیا، درخت لگا لیا، مدرسہ، مسجد، ہسپتال یا کنواں تعمیر کر لیا، مسجد میں بوقتِ ضرورت قرآن کریم رکھ دیے، طالب علم کو دینی کتب دے دی، مقروض کا قرض ادا کر دیا، ضرورت مند کی مدد کر دی، مدارس میں تعاون کر دیا، دینی کتاب تصنیف کر دی، الغرض ہر نیکی کا ایصالِ ثواب کیا جاسکتا ہے۔

اس تفصیل سے معلوم ہوا کہ ایصالِ ثواب کو شریعت نے بہت ہی آسان رکھا ہے کہ نہ تو اس میں مال ضروری ہے، نہ قرضہ لینا، نہ بوجھ سہنا، نہ مشقت جھیلنا اور نہ پریشان ہونا، بلکہ نہایت ہی سہولت سے ایصالِ ثواب کیا جاسکتا ہے۔ باقی یہ ساری تنگیاں تو ہم نے اپنی طرف سے بنا رکھی ہیں۔

ایصالِ ثواب کی قبولیت کے لیے دو اہم اصول:

اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں ایصالِ ثواب کی قبولیت کے لیے دو بنیادی اصول درج ذیل ہیں:

1۔ ایصالِ ثواب اخلاص کے ساتھ ہو کہ صرف اللہ تعالیٰ کی رضا کے لیے کیا جائے، اس میں ریاکاری اور نام ونمود کا جذبہ نہ ہو۔

2۔ ایصالِ ثواب شریعت کی تعلیمات کے مطابق کیا جائے، اس کے لیے خود ساختہ طریقے ایجاد نہ کیے جائیں۔

ان دو باتوں میں سے کوئی ایک بات بھی نہ پائی گئی تو وہ ایصالِ ثواب اللہ تعالیٰ کے ہاں قبولیت نہیں پاسکتا، جس کے نتیجے میں نہ تو اس عمل کرنے والے کو ثواب مل سکتا ہے اور نہ ہی یہ کسی دوسرے کو بھیجا جاسکتا ہے،

بلکہ ایسا کرنے والا گناہ گار ٹھہرتا ہے۔

ایصالِ ثواب کے نام پر بدعات کا ارتکاب کیوں؟

جب ایصالِ ثواب سے مقصود دوسروں کو ثواب پہنچانا ہے تو پھر اس کے لیے خود ساختہ اور غیر شرعی طریقے کیوں اختیار کیے جاتے ہیں؟؟ بدعات اور رسومات کا ارتکاب کیوں کیا جاتا ہے؟؟ حالاں کہ یہ تو واضح سی بات ہے کہ ایصالِ ثواب میں ثواب تبھی پہنچ سکتا ہے جب وہ اخلاص کے ساتھ شریعت کی تعلیمات کے مطابق ہو۔ کیا اللہ کو ناراض کرکے ایصالِ ثواب کیا جاسکتا ہے؟؟ جب ایسا نہیں ہوسکتا تو پھر ایصالِ ثواب کے لیے شریعت کی تعلیمات کو مدنظر کیوں نہیں رکھا جاتا؟؟ گویا کہ مقصود ایصالِ ثواب نہ ہوا بلکہ نام ونمود ہوا، ورنہ تو جس کا مقصود ایصالِ ثواب ہو وہ تو بدعات ورسومات کا کبھی ارتکاب نہیں کرتا۔ اس سے معلوم ہوا کہ نام نمود کے جذبے سے یا غیر شرعی طریقے سے ایصالِ ثواب کرنے والا اپنے فوت شدہ مرحومین کا خیر خواہ نہیں ہوسکتا!

ایصالِ ثواب کے نام پر مروّجہ بدعات کے نقصانات:

آجکل ایصالِ ثواب کے نام پر جو بدعات ورسومات جاری ہیں ان کے نقصانات بہت زیادہ ہیں جیسے:

- شریعت کی خلاف ورزی۔
- بدعات ورسومات کا ارتکاب۔
- بدعات ورسومات کو قوت پہنچانا۔
- مال کا ضیاع۔
- گناہ کا ارتکاب۔
- اللہ تعالیٰ کی ناراضگی۔
- ایصالِ ثواب کا بے فائدہ ہونا کہ اس میں دوسروں کو ثواب پہنچتا ہی نہیں۔ وغیرہ

فائدہ: ایصالِ ثواب سے متعلق تفصیلی احکام کے لیے بندہ کا رسالہ ”ایصالِ ثواب شریعت کے مطابق کیجیے!“ ملاحظہ فرمائیں۔

فتاویٰ جات

1۔ حکیم الامت حضرت مولانا اشرف علی تھانوی رحمہ اللہ یوں فرماتے ہیں کہ:

”مُردوں کی روح کے دنیا میں آنے کا خیال غلط ہے، کیوں کہ جو نیک ہیں وہ تو دنیا میں آنا نہیں چاہتے اور جو بد ہیں انھیں اجازت نہیں مل سکتی۔“ (اغلاط العوام صفحہ: 13 ناشر: ادارۃ المعارف کراچی)

2۔ دار الافتاء جامعۃ العلوم الاسلامیہ بنوری ٹاؤن کا فتویٰ:

”جمعرات کی شب یا دن کو روحوں کا اپنے گھر آنا یا چکر لگانا بے اصل اور من گھڑت عقیدہ ہے، کسی بھی صحیح حدیث سے ثابت نہیں ہے، اور نہ ہی اس پر کوئی شرعی دلیل موجود ہے، نیز مذکورہ عقیدہ کا بطلان عقل سے بھی سمجھ میں آتا ہے کیوں کہ میت اگر جہنمی ہے اور عذاب میں گرفتار ہے، تو اس کی روح کا عذاب سے چھوٹ کر آنا کیوں کر ممکن ہے؟ اور فرشتے اس کو کیوں چھوڑ سکتے ہیں؟ اور اگر وہ جنتی ہے تو دنیا کی فانی و مادی چیزوں کی تلاش میں وہ کیوں آئے گی؟ فقط واللہ اعلم۔“ (فتویٰ نمبر: 144008200643، تاریخِ اجرا: 02-05-2019)

3۔ فتاویٰ حقانیہ میں اسی سے متعلق ایک جواب میں تحریر فرماتے ہیں کہ:

”موت کے بعد روح کا گھر یا دنیا میں واپس آنا کسی صحیح روایت سے ثابت نہیں، اور نہ ہی عقل اس کی تائید کرتی ہے، بلکہ موت کے بعد روح کا جنت یا دوزخ میں ہونا صحیح روایات سے ثابت ہے، اس لیے ایسا عقیدہ رکھنا خلافِ شرع ہے، عوام الناس کو اس غلط عقیدے سے منع کرنا چاہیے۔ (1/ 208)

4۔ فتاویٰ محمودیہ میں اسی سے متعلق ایک تفصیلی جواب تحریر فرماتے ہیں:

”انتقال کے بعد ارواح کا دنیا میں مکان پر آنا یا نہ آنا، نہ تو ان مسائلِ اعتقادیہ میں سے ہے جن پر ایمان لانا فرض ہو، اور نہ ہی مسائلِ فقہیہ جزئیہ میں سے ہے کہ جس کو حل کیے بغیر عمل ممکن نہ ہو، اس لیے اس الجھن

میں پڑنے کی کیا ضرورت ہے۔ مُردوں کی ارواح کا مکان پر آنا نہ تو قرآن کریم کی کسی آیت سے ثابت ہے اور نہ ہی کسی صریح حدیث سے اس کا ثبوت ہے، جن احادیث کا حوالہ آپ نے دیا ہے انھیں اصحابِ صحاح نے اختیار نہیں کیا ہے، اور وہ اس پایہ کی نہیں کہ اس سے کسی ضروری مسئلہ کا اثبات کیا جاسکے۔ اصولی بات وہی ہے جو حضرت تھانوی رحمہ اللہ نے "اشرف الجواب" ص: 119 میں تحریر فرمائی ہے کہ مردہ اگر مُنْعَم علیہم ہے تو اسے یہاں آکر لپٹتے پھرنے کی کیا ضرورت ہے، اور اگر معذَّب ہے تو فرشتگانِ عذاب کیوں کر چھوڑ سکتے ہیں۔ باقی اگر اللہ جلّ شانہ کسی روح کو اجازت دے دیں تو کوئی وجہ رکاوٹ کی بھی نہیں۔

میت کے انتقال کے بعد اپنے گھر والوں اور متعلقین سے کچھ امیدیں وابستہ ہوتی ہیں اور وہ متعلقین سے امیدوار رہتی ہیں۔ ہوتا یہ ہے کہ وہ امید اور تعلق ہی لوگوں کو تمثُّل ہو کر ظاہر ہو جاتے ہیں، مثلاً یہ کہ روح دروازہ پر کھڑی ہے، کھانا مانگتی ہے اور ضروریات طلب کرتی ہے، یہ حقیقت نہیں ہوتی، بلکہ تمثل ہوتا ہے، کیوں کہ ارواح کو اُس عالم میں دنیاوی ضرورت کی نہ تو حاجت ہوتی ہے اور نہ ہی یہ چیزیں ان کے لیے وہاں مفید ہو سکتی ہیں، یہی وجہ ہے کہ ایصالِ ثواب کے طور پر جو چیزیں میت کی روح کو بخشی جاتی ہیں وہ بھی اس اصلی صورت میں نہیں بلکہ اخروی نعمتوں کی صورت میں متشکل ہو کر پیش ہوتی ہے۔" (1/ 606،607)

فتاوٰی محمودیہ میں اس مسئلے کی مزید تفصیل بھی دیکھی جاسکتی ہے۔

5۔ فتاوٰی رشیدیہ میں اس حوالے سے ایک جواب میں تحریر فرماتے ہیں کہ:

"ارواحِ مؤمنین کا شبِ جمعہ وغیرہ کو اپنے گھر میں آنا کہیں ثابت نہیں ہوا۔ یہ روایات واہیہ ہیں، اس پر عقیدہ کرنا ہر گز نہیں چاہیے۔" (کتاب الجنائز صفحہ: 281)

ایک اور جواب میں تحریر فرماتے ہیں:

"مردوں کی روحیں شبِ جمعہ میں اپنے اپنے گھر نہیں آتیں، روایت غلط ہے۔"

(کتاب الجنائز صفحہ: 282)

خلاصہ:

زیرِ بحث تحریر کا خلاصہ یہ ہے کہ شبِ جمعہ کو یا جمعرات کے دن فوت شدہ رشتہ داروں کی روحوں کا گھروں میں آنا ایک منگھڑت اور غلط نظریہ ہے، قرآن وسنت میں اس پر کوئی معتبر دلیل موجود نہیں، اس لیے یہ خودساختہ نظریہ رکھنا اور اس کی بنیاد پر کھانے پینے کی چیزیں تقسیم کرنا ہرگز جائز نہیں۔

مبین الرحمٰن

فاضل جامعہ دار العلوم کراچی

محلہ بلال مسجد نیو حاجی کیمپ سلطان آباد کراچی

11 صفر المظفّر 1442ھ/29 ستمبر 2020

جمعہ کی رات یا دن کو سورتِ دُخان پڑھنے کی فضیلت

مبین الرحمٰن
فاضل جامعہ دار العلوم کراچی
متخصص جامعہ اسلامیہ طیبہ کراچی

جمعہ کی رات یا دن کو سورتِ دُخان پڑھنے کی فضیلت:

متعدد روایات سے جمعہ کی رات اور جمعہ کے دن سورتِ دُخان پڑھنے کی بڑی فضیلت معلوم ہوتی ہے، ذیل میں اس حوالے سے متعدد روایات ذکر کی جاتی ہیں:

1۔ حضرت ابو امامہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور اقدس ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ: ’’جس شخص نے جمعہ کی رات یا جمعہ کے دن سورتِ دخان پڑھی تو اللہ تعالیٰ اس کے لیے جنت میں گھر بنا دیتا ہے۔‘‘

- المعجم الكبير:

٨٠٢٦- حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ دَاوُدَ الْمَكِّيُّ: ثنا حَفْصُ بْنُ عُمَرَ الْمَازِنِيُّ: ثنا فَضَالُ بْنُ جُبَيْرٍ عَنْ أَبِي أُمَامَةَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «مَنْ قَرَأَ حم الدُّخَانَ فِي لَيْلَةِ جُمُعَةٍ أَوْ يَوْمَ جُمُعَةٍ بَنَى اللهُ لَهُ بَيْتًا فِي الْجَنَّةِ». (فَضَالُ بْنُ جُبَيْرٍ عَنْ أَبِي أُمَامَةَ)

- إتحاف الخيرة المهرة:

سورة الدخان وفضلها:

٥٨١٤- قال أحمد بن منيع: حَدَّثَنَا يوسف بن عطية الصفار عن هارون بن كثير، عن زيد بن أسلم، عن أبيه، عن أبي أمامة، عن أبي بن كعب رضي الله عنه قال: من قرأ «حم الدخان» ليلة الجمعة غفر له.

٥٨١٥- قال: وَحَدَّثَنَا يوسف بن عطية عن يونس، عن الحسن مثله.

هذا إسناد ضعيف؛ لجهالة هارون بن كثير، وله شاهد من حديث أبي هريرة رواه الدارقطني.

- التحرير والتنوير لابن عاشور:

روى الترمذي بسندين ضعيفين يعضد بعضهما بعضا: عن أبي هريرة عن النبي ﷺ: «من قرأ حم الدخان في ليلة أو في ليلة الجمعة» الحديث. (سورة الدخان)

2۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور اقدس ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ: ’’جس شخص نے جمعہ کی رات سورتِ دخان پڑھی تو اللہ تعالیٰ اس کے تمام (صغیرہ) گناہ معاف فرما دیتا ہے۔‘‘

• سنن الترمذي:

٢٨٨٩- حَدَّثَنَا نَصْرُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمَنِ الكُوفِيُّ قَالَ: حَدَّثَنَا زَيْدُ بْنُ حُبَابٍ عَنْ هِشَامٍ أَبِي المِقْدَامِ، عَنِ الحَسَنِ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «مَنْ قَرَأَ حم الدُّخَانَ فِي لَيْلَةِ الجُمُعَةِ غُفِرَ لَهُ».

هَذَا حَدِيثٌ لَا نَعْرِفُهُ إِلَّا مِنْ هَذَا الوَجْهِ، وَهِشَامٌ أَبُو المِقْدَامِ يُضَعَّفُ، وَلَمْ يَسْمَعِ الحَسَنُ مِنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، هَكَذَا قَالَ أَيُّوبُ وَيُونُسُ بْنُ عُبَيْدٍ وَعَلِيُّ بْنُ زَيْدٍ.

(بَابُ مَا جَاءَ فِي فَضْلِ حم الدُّخَانِ)

• فيض القدير:

٨٩٣٩- (من قرأ حم الدخان في ليلة الجمعة غفر له) أي ذنوبه الصغائر كما تقرر. (ت) في «فضائله» عن نصر بن عبد الرحمن عن زيد بن الحباب عن هشام أبي المقدام عن الحسن (عن أبي هريرة) وقال: لا نعرفه إلا من هذا الوجه، وأبو المقدام يغفل، والحسن لم يسمع من أبي هريرة اهـ. قال الصدر المناوي: فهو ضعيف منقطع لكن له شواهد. (حرف الميم)

3۔ حضرت عبد اللہ بن عیسیٰ رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ مجھے یہ حدیث پہنچی ہے کہ: ’’جس شخص نے جمعہ کی رات ایمان اور یقین کے ساتھ سورتِ دخان پڑھی تو وہ اس حال میں صبح کرتا ہے کہ اس کے تمام (صغیرہ) گناہ معاف ہو چکے ہوتے ہیں۔‘‘

• مسند الدارمي المعروف بـ«سنن الدارمي»:

٣٤٦٣- حَدَّثَنَا يَعْلَى، حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ عِيسَى قَالَ: أُخْبِرْتُ أَنَّهُ مَنْ قَرَأَ حم الدُّخَانَ لَيْلَةَ الْجُمُعَةِ إِيمَانًا وَتَصْدِيقًا بِهَا أَصْبَحَ مَغْفُورًا لَهُ.

(كِتَاب فَضَائِلِ الْقُرْآنِ: بَابُ فِي فَضْلِ حم الدُّخَانِ وَالْحَوَامِيمِ وَالْمُسَبِّحَاتِ)

4۔ حضرت ابو رافع رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ: ’’جو شخص جمعہ کی رات ایمان اور یقین کے ساتھ سورتِ دخان پڑھے تو وہ اس حال میں صبح کرے گا کہ اس کے تمام (صغیرہ) گناہ معاف ہو چکے ہوں گے اور (جنت میں)

اس کا نکاح حورِ عین سے کرایا جائے گا۔“

- مسند الدارمي المعروف بـ«سنن الدارمي»:

٣٧٤٣- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُبَارَكِ: حَدَّثَنَا صَدَقَةُ بْنُ خَالِدٍ عَنْ يَحْيَى بْنِ الْحَارِثِ، عَنْ أَبِي رَافِعٍ قَالَ: مَنْ قَرَأَ الدُّخَانَ فِي لَيْلَةِ الْجُمُعَةِ أَصْبَحَ مَغْفُورًا لَهُ، وَزُوِّجَ مِنَ الْحُورِ الْعِينِ.

(كِتَاب فَضَائِلِ الْقُرْآنِ: بَابُ فِي فَضْلِ حم الدُّخَانِ وَالْحَوَامِيمِ وَالْمُسَبِّحَاتِ)

- إتحاف المهرة بالفوائد المبتكرة من أطراف العشرة:

١٧٧١٦- حديث (مي): «من قرأ الدخان في ليلة الجمعة أصبح مغفورا له، وزُوج من الحور العين». مي في «فضائل القرآن»: ثنا محمد بن المبارك: ثنا صدقة بن خالد عن يحيي بن الحارث، عنه، بهذا. موقوف. (مسند أبي رافع مولى النبي ﷺ)

5۔ جمعہ کی رات سورتِ دخان پڑھنے کی فضیلت سے متعلق مزید روایات ملاحظہ فرمائیں:

- فضائل القرآن لمحمد بن أيوب بن يحيي بن الضريس بن يسار الضريس:

٢٢١- أَخْبَرَنَا عَمَّارُ بْنُ هَارُونَ الثَّقَفِيُّ: حَدَّثَنَا أَبُو الْمِقْدَامِ: حَدَّثَنَا الْحَسَنُ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «مَنْ قَرَأَ لَيْلَةَ الْجُمُعَةِ بِسُورَةِ يس وَحم الدُّخَانِ، أَصْبَحَ مَغْفُورًا لَهُ».

(بَابٌ فِي فَضْلِ يس)

٢٢٢- أَخْبَرَنَا مُوسَى وَعَلِيٌّ قَالَا: حَدَّثَنَا حَمَّادٌ عَنْ أَبِي سُفْيَانَ السَّعْدِيِّ قَالَ عَلِيٌّ: أَخْبَرَنَا طَرِيفٌ أَبُو سُفْيَانَ السَّعْدِيُّ عَنِ الْحَسَنِ: أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ: «مَنْ قَرَأَ سُورَةَ الدُّخَانِ فِي لَيْلَةٍ غُفِرَ لَهُ» زَادَ عَلِيٌّ: «فِي لَيْلَةِ الْجُمُعَةِ غُفِرَ لَهُ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِهِ».

٢٢٣- أَخْبَرَنَا يَزِيدُ بْنُ عَبْدِ الْعَزِيزِ: أَخْبَرَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ عَيَّاشٍ: أَخْبَرَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ رَافِعٍ عَنْ إِسْحَاقَ بْنِ عَبْدِ اللهِ بْنِ أَبِي فَرْوَةَ قَالَ: بَلَغَنَا أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ قَالَ: «إِنَّ لِكُلِّ شَجَرٍ ثَمَرًا، وَإِنَّ ثَمَرَ الْقُرْآنِ ذَوَاتُ حم هُنَّ رَوْضَاتٌ مُخْصَبَاتٌ مُعْشَبَاتٌ مُتَجَاوِرَاتٌ، فَمَنْ أَحَبَّ أَنْ يَرْتَعَ فِي رِيَاضِ الْجَنَّةِ فَلْيَقْرَأِ الْحَوَامِيمَ، وَمَنْ قَرَأَ حم الدُّخَانِ فِي لَيْلَةِ الْجُمُعَةِ غُفِرَ لَهُ».

(بَابٌ فِي فَضْلِ سُورَةِ الدُّخَانِ)

- تذكرة الموضوعات للفَتَّني:

أَبُو هُرَيْرَة: «مَنْ قَرَأَ حم الدُّخَانَ فِي لَيْلَةٍ أَصْبَحَ يَسْتَغْفِرُ لَهُ سَبْعُونَ ألف ملك»، فِيهِ عَمْرو بن رَاشد يضع. قلت: أخرجه التِّرْمِذِيّ وَابْن مَاجَه، وَلَيْسَ هُوَ ابْن رَاشد، بل عَمْرو بن أبي خثعم، وَلم يجرح بكذب، فَلَا يدْفع حَدِيثه.

أَبُو هُرَيْرَة: «مَنْ قَرَأَ يس فِي لَيْلَةٍ أَصْبَحَ مَغْفُورًا لَهُ، وَمَنْ قَرَأَ الدُّخَانَ لَيْلَةَ الْجُمُعَةِ أَصْبَحَ مَغْفُورًا لَهُ»، فِيهِ مُحَمَّد بن زَكَرِيَّا يضع. قلت: لَهُ طرق كَثِيرَة عَنهُ بَعْضهَا على شَرط الصَّحِيح أخرجه التِّرْمِذِيّ وَالْبَيْهَقِيّ. (بَاب فضل الْقُرْآن وَالنَّظَر فِيهِ والسور)

- تنزيه الشريعة المرفوعة عن الأخبار الشنيعة الموضوعة:

(١٣) [حَدِيثٌ]: «مَنْ قَرَأَ يس فِي لَيْلَةٍ أَصْبَحَ مَغْفُورًا لَهُ، وَمَنْ قَرَأَ الدُّخَانَ لَيْلَةَ الْجُمُعَةِ أَصْبَحَ مَغْفُورًا لَهُ» (ابْن أبي دَاوُد) مِنْ حَدِيثِ أَبِي هُرَيْرَةَ، وَفِيهِ مُحَمَّد بن زَكَرِيَّا الْغلابِي (تعقب) بِأَن لَهُ طرقا كَثِيرَة عَن أبي هُرَيْرَة، بَعْضهَا على شَرط الصَّحِيح، أخرجه التِّرْمِذِيّ وَالْبَيْهَقِيّ فِي الشّعب من عدَّة طرق. (قلت:) وَرَأَيْت بِخَط الْحَافِظ ابْن حجر على هَامِش «مُخْتَصر الموضوعات لِابْنِ درباس» مَا نَصه: قلت: أخرج ابْن حبَان فِي «صَحِيحه» من حَدِيث جُنْدُب البَجلِيّ مَرْفُوعا: «من قَرَأَ يس فِي لَيْلَة ابْتِغَاء وَجه الله غفر الله لَهُ»، وَالله أعلم.

(١٤) [حَدِيثٌ]: «مَنْ قَرَأَ حم الدُّخَانَ فِي لَيْلَةٍ أَصْبَحَ يَسْتَغْفِرُ لَهُ سَبْعُونَ أَلْفَ مَلَكٍ». (قطّ) من حَدِيث أبي هُرَيْرَة، وَفِيه عمر بن رَاشد. (تعقب) بِأَن الحَدِيث أخرجه التِّرْمِذِيّ وَابْن مَاجَه، وَقَالَ التِّرْمِذِيّ: غَرِيب، وَعمر بن أبي خثعم يضعف، قَالَ مُحَمَّد: هُوَ مُنكر الحَدِيث. انْتهى. وَقَول ابْن الْجَوْزِيّ:« فِيهِ عمر بن رَاشد» تبع فِيهِ ابْن حبَان، وَقَالَ الذَّهَبِيّ فِي «الْمِيزَان»: عمر بن رَاشد غير عمر بن أبي خثعم، ذَاك عمر بن عبد الله وَهُوَ صَاحب حَدِيث سُورَة الدُّخان، انْتهى، وَلم يجرح بكذب فَلَا يكون حَدِيثه مَوْضُوعا. (كتاب فضائل الْقُرْآن)

وضاحتیں:

1۔ مذکورہ روایات پر محدثین کرام کی جانب سے کافی کلام ہوا ہے، لیکن یہ مجموعی اعتبار سے فضائل میں معتبر معلوم ہوتی ہیں اور ان سے جمعہ کی رات یا جمعہ کے دن سورتِ دخان پڑھنے کی فضیلت ثابت ہوتی ہے۔

2۔ بہتر یہ ہے کہ جمعہ کی رات کو سورتِ دخان پڑھی جائے البتہ اگر کوئی شخص جمعہ کے دن پڑھ لے تو اس کو بھی اس کی فضیلت حاصل ہو سکے گی جیسا کہ پہلی روایت سے معلوم ہوتا ہے۔

مبین الرحمٰن

فاضل جامعہ دار العلوم کراچی

محلہ بلال مسجد نیو حاجی کیمپ سلطان آباد کراچی

5 صفر 1444ھ/2 ستمبر 2022

جمعہ کے دن سورۃ الکہف پڑھنے کی فضیلت

مبین الرحمٰن
فاضل جامعہ دار العلوم کراچی
متخصص جامعہ اسلامیہ طیبہ کراچی

جمعہ کے دن سورۃ الکہف تلاوت کرنے کی فضیلت:

متعدد احادیث مبارکہ سے جمعہ کے دن سورۃ الکہف تلاوت کرنے کی بڑی فضیلت آئی ہے، ذیل میں اس حوالے سے چند احادیث مبارکہ ذکر کی جارہی ہیں:

1۔ حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت کہ حضور اقدس ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ: "جس شخص نے جمعہ کے دن سورۃ الکہف کی تلاوت کی تو اس کے لیے (اس جمعہ سے اگلے جمعے تک) دونوں جمعوں کے درمیان نور روشن کر دیا جائے گا۔

- فيض القدير شرح الجامع الصغير:

١١٤١٦- مَنْ قَرَأَ سُورَةَ الْكَهْفِ فِي يَوْمِ الجُمُعَةِ أَضَاءَ لَهُ مِنَ النُّورِ مَا بَيْنَ الجُمُعَتَيْنِ (ك هق) عن أبي سعيد.

(ك) في التفسير من حديث نعيم بن هشام عن هشيم عن أبي هاشم عن أبي مجلز عن قيس بن عبادة عن أبي سعيد (هق عن أبي سعيد) الخدري قال الحاكم: صحيح، فرده الذهبي فقال: قلت: نعيم ذو مناكير. وقال ابن حجر في «تخريج الأذكار»: حديث حسن، قال: وهو أقوى ما ورد في سورة الكهف. (حرف الميم)

- التَّنويرُ شَرْحُ الجَامِع الصَّغِيرِ:

٨٩١٠- (من قرأ سورة الكهف في يوم الجمعة أضاء له من النور) الذي يقذفه الله في قلبه أو في بصره أو بصيرته أو في كل أحواله، أو نور يصعد له مع أعماله إلى السماء، أو تشاهده الملائكة، أو يسطع له في الجنة زيادة على غيره (ما بين الجمعتين) الأسبوع كله. (ك هق عن أبي سعيد) رمز المصنف لصحته، وقال الحاكم: صحيح، ورده الذهبي، وقال: نعيم منكر، يريد ابن حماد أحد رواته، وقال ابن حجر في «تخريج أحاديث الأذكار»: حديث حسن، وهو أقوى ما ورد في سورة الكهف. (حرف الميم)

اس حدیث میں نور روشن اور عطا ہونے کے متعدد معانی بیان کیے گئے ہیں کہ: اللہ تعالیٰ اس کا دل منور کردے گا یا اس کو نورِ بصیرت عطا کردے گا جس کی وجہ سے راہِ ہدایت پر استقامت آسان ہو جائے گی یا اس کو ایسا نورِ بصیرت عطا کردے گا جس کی برکت سے وہ دجالی فتنوں کو پہچان پائے گا اور ان سے محفوظ رہے گا۔

2۔ حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت کہ حضور اقدس ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ: ’’جس شخص نے جمعہ کے دن سورۃ الکہف کی تلاوت کی تو اس شخص سے لے کر بیت اللہ تک اس کے لیے نور روشن کردیا جائے گا۔‘‘

- التيسير بشرح الجامع الصغير:

(من قَرَأَ سُورَة الْكَهْف يَوْم الْجُمُعَة أَضَاء لَهُ من النُّور مَا بَينه وَبَين الْبَيْت الْعَتِيق) وَفِي رِوَايَة بدل «يَوْم الْجُمُعَة» لَيْلَة الْجُمُعَة، وَجمع بِأَن المُرَاد الْيَوْم بليلته وَاللَّيْلَة بيومها (هَب عَن أبي سعيد) وإسناده حسن. (حرف الميم)

- التَّنويرُ شَرْحُ الجَامِع الصَّغِيرِ:

٨٩١٣- (من قرأ سورة الكهف يوم الجمعة) قال الحافظ ابن حجر: وقع في رواية: «يوم الجمعة»، وفي روايات: «ليلة الجمعة»، والجمع بينهما بأن المراد: اليوم بليلته والليلة بيومها، وأما رواية أبي الشيخ الذي فيه الجمع بينهما فضعيف جدًّا (أضاء له من النور ما بينه وبين البيت العتيق) هو الكعبة، وهذه الإضاءة يحتمل أنها في الدنيا يحفه النور هذه المسافة ويكون علامة للملائكة على قبول عمله ويدفع عنه الشياطين وقد كان ﷺ يسأل الله أن يجعل له نورًا من جميع جهاته بل وفي سمعه وبصره وشعره وبشره. ويحتمل أنه نور يكون لبصيرته يهتدي به إلى الحق ويحتمل غير ذلكَ والله أعلم بمراد رسوله. .... (هب عن أبي سعيد) رمز المصنف لحسنه وهو تابع فيه للحافظ ابن حجر، قال ابن حجر: وفي الباب عن علي وزيد بن خالد وعائشة وابن عباس وابن عمر وغيرهم بأسانيد ضعيفة. (حرف الميم)

اس حدیث میں نور روشن اور عطا ہونے کے متعدد معانی بیان کیے گئے ہیں کہ: اللہ تعالیٰ اس کے اور بیت

اللہ کے درمیان ایک نور کا رشتہ اور تعلق پیدا کر دے گا جس سے برکت سے اس کے نیک اعمال قبول ہوں گے اور وہ شیطان کے شر سے محفوظ رہے گا، یا اس کو نورِ بصیرت عطا کر دے گا جس کی وجہ سے راہِ ہدایت پر استقامت آسان ہو جائے گی۔

3۔ حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت کہ حضور اقدس ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ: ”جس شخص نے جمعہ کے دن سورۃ الکہف کی تلاوت کی تو وہ دجال کے تسلط اور فتنے سے محفوظ رہے گا۔“

- شعب الإيمان:

٢٧٧٦- أَخْبَرَنَا أَبُو نَصْرِ بْنِ قَتَادَةَ: حَدَّثَنَا أَبُو الْحَسَنِ عَلِيُّ بْنُ الْفَضْلِ بْنِ مُحَمَّدِ بْنِ عُقَيْلٍ: حَدَّثَنَا أَبُو شُعَيْبٍ الْحَرَّانِيُّ: حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللهِ بْنِ الْمَدِينِيِّ: حَدَّثَنَا قَبِيصَةُ بْنُ عُقْبَةَ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ أَبِي هَاشِمٍ، عَنْ أَبِي مِجْلَزٍ، عَنْ قَيْسِ بْنِ عَبَّادٍ، عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ قَالَ: «مَنْ قَرَأَ سُورَةَ الْكَهْفِ يَوْمَ الْجُمُعَةِ فَأَدْرَكَ الدَّجَّالَ لَمْ يُسَلَّطْ عَلَيْهِ، -أَوْ قَالَ: لَمْ يَضُرُّهُ- وَمَنْ قَرَأَ خَاتِمَةَ سُورَةِ الْكَهْفِ أَضَاءَ لَهُ نُورًا مِنْ حَيْثُ كَانَ بَيْنَهُ وَبَيْنَ مَكَّةَ».

قَالَ الْبَيْهَقِيُّ رَحِمَهُ اللهُ: وَقَدْ رُوِّينَا فِي كِتَابِ فَضَائِلِ الْقُرْآنِ مِنْ حَدِيثِ هُشَيْمٍ عَنْ أَبِي هَاشِمٍ مَوْقُوفًا وَمَرْفُوعًا.

اس حدیث کے حوالے سے یہ سوال پیدا ہو سکتا ہے کہ جمعہ کے دن سورۃ الکہف کی تلاوت کرنے سے دجالی فتنوں سے حفاظت کے مابین تعلق اور ربط کیا ہے؟ تو اس کا مختصر جواب یہ ہے کہ اس حوالے سے متعدد آرا ہیں، چنانچہ ایک رائے یہ ہے کہ یہ اس سورت کی خاصیت اور تاثیر ہے کہ اس کی تلاوت کی برکت سے دجالی فتنے سے حفاظت ہو جاتی ہے، یعنی ان دونوں کے مابین کوئی معنوی ربط اور تعلق تلاش کرنے کی حاجت نہیں۔ بعض حضرات نے یہ بھی فرمایا ہے کہ جس طرح اللہ تعالیٰ نے اصحابِ کہف کی حفاظت فرمائی تو اسی طرح اللہ تعالیٰ سورۃ الکہف کی تلاوت کرنے والوں کی بھی حفاظت کرے گا، یوں کسی درجے میں دونوں کے مابین ایک ربط اور تعلق سامنے آجاتا ہے۔ جبکہ ایک رائے یہ بھی ہے کہ سورۃ الکہف کی برکت سے دجالی فتنوں سے حفاظت

کے مابین ایک معنوی ربط اور تعلق بھی موجود ہے کہ سورتِ کہف کے مضامین سمجھنے اور انھیں پیشِ نظر رکھنے سے بھی ایسی راہنمائی اور قوت حاصل ہو جاتی ہے کہ جس کی وجہ سے آدمی دجالی فتنوں کے فریب کا شکار نہیں ہوتا۔ اس کی مزید تفصیل کے لیے بندہ کا رسالہ ”سورۃ الکہف اور دجالی فتنے سے حفاظت کا باہمی ربط و تعلق“ ملاحظہ فرمائیں۔

- مرقاة المفاتيح شرح مشكاة المصابيح:

٢١٢٦- (وَعَنْ أَبِي الدَّرْدَاءِ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: مَنْ حَفِظَ عَشْرَ آيَاتٍ مِنْ أَوَّلِ سُورَةِ الْكَهْفِ عُصِمَ) أَيْ حُفِظَ (مِنَ الدَّجَّالِ) أَيْ مِنْ شَرِّهِ، وَفِي رِوَايَةٍ: مِنْ فِتْنَةِ الدَّجَّالِ، قَالَ الطِّيبِيُّ: كَمَا أَنَّ أُولَئِكَ الْفِتْيَةَ عُصِمُوا مِنْ ذَلِكَ الْجَبَّارِ كَذَلِكَ يَعْصِمُ اللهُ الْقَارِئَ مِنَ الْجَبَّارِينَ، وَقِيلَ: سَبَبُ ذَلِكَ مَا فِيهَا مِنَ الْعَجَائِبِ وَالْآيَاتِ، فَمَنْ تَدَبَّرَهَا لَا يُفْتَتَنُ بِالدَّجَّالِ، وَلَا مَنْعَ مِنَ الْجَمْعِ وَهُوَ الْأَظْهَرُ بِالْخُصُوصِ، وَاللَّامُ لِلْعَهْدِ وَهُوَ الَّذِي يَخْرُجُ فِي آخِرِ الزَّمَانِ وَيَدَّعِي الْأُلُوهِيَّةَ لِخَوَارِقَ تَظْهَرُ عَلَى يَدَيْهِ كَقَوْلِهِ لِلسَّمَاءِ: أَمْطِرِي فَتُمْطِرُ لِوَقْتِهَا وَلِلْأَرْضِ: انْبِتِي فَتُنْبِتُ لِوَقْتِهَا زِيَادَةً فِي الْفِتْنَةِ، وَلِذَلِكَ لَمْ تُوجَدْ فِتْنَةٌ عَلَى وَجْهِ الْأَرْضِ أَعْظَمُ مِنْ فِتْنَتِهِ، وَمَا أَرْسَلَ اللهُ مِنْ نَبِيٍّ إِلَّا حَذَّرَهُ قَوْمَهُ، وَكَانَ السَّلَفُ يُعَلِّمُونَ حَدِيثَهُ الْأَوْلَادَ فِي الْمَكَاتِبِ.

(كِتَابُ فَضَائِلِ الْقُرْآنِ)

فوائد:

1۔ مذکورہ تمام روایات معتبر ہیں اور ایک دوسرے کی تقویت کا باعث بھی ہیں، جیسا کہ ماقبل کی عبارات سے بھی واضح ہے۔

2۔ سورۃ الکہف کی تلاوت خواہ جمعہ کے دن کی جائے یا جمعہ کی رات کو مغرب کے بعد سے صبح صادق تک کسی وقت کی جائے؛ بہر دو صورت یہ فضیلت حاصل ہو سکے گی ان شاء اللہ، جیسا کہ ماقبل کی بعض عبارات سے بھی واضح ہے۔

3۔ جمعہ کے دن سورۃ الکہف کی تلاوت کرنے کی اس قدر فضیلت اور اہمیت کے باوجود بھی اس کا اہتمام نہ کرنا بڑی محرومی کی بات ہے۔ اس لیے ہر مسلمان کو چاہیے کہ وہ اس کی تلاوت کا اہتمام کرے تاکہ اس کے فضائل، فوائد اور برکات حاصل ہو سکیں۔

مبین الرحمٰن
فاضل جامعہ دار العلوم کراچی
محلہ بلال مسجد نیو حاجی کیمپ سلطان آباد کراچی
29 جمادی الاولیٰ 1445ھ/ 14 دسمبر 2023

جمعہ کے دن صلاۃ التسبیح پڑھنے کا ثبوت

مبین الرحمٰن
فاضل جامعہ دار العلوم کراچی
متخصص جامعہ اسلامیہ طیبہ کراچی

جمعہ کے دن صلاۃ التسبیح پڑھنے کا ثبوت اور حکم:

صلاۃ التسبیح کی بڑی فضیلت ہے، اس لیے اس کا اہتمام ہونا چاہیے، بعض احادیث میں اس کی صراحت مذکور ہے کہ اگر ہوسکے تو آدمی ہر روز یہ نماز پڑھ لیا کرے، یہ نہ ہوسکے تو ہر جمعے کو پڑھ لیا کرے، یہ بھی نہ ہوسکے تو مہینے میں ایک بار پڑھ لیا کرے، یہ بھی نہ ہوسکے تو سال بھر میں ایک بار پڑھ لیا کرے اور یہ بھی نہ ہوسکے تو عمر بھر میں کم از کم ایک بار تو پڑھ ہی لے۔

- سنن أبي داود:

١٢٩٧- حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ بِشْرِ بْنِ الْحَكَمِ النَّيْسَابُورِيُّ: حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ عَبْدِ الْعَزِيزِ: حَدَّثَنَا الْحَكَمُ بْنُ أَبَانَ عَنْ عِكْرِمَةَ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ: أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ قَالَ لِلْعَبَّاسِ بْنِ عَبْدِ الْمُطَّلِبِ: «يَا عَبَّاسُ، يَا عَمَّاهُ، أَلَا أُعْطِيكَ، أَلَا أَمْنَحُكَ، أَلَا أَحْبُوكَ، أَلَا أَفْعَلُ بِكَ عَشْرَ خِصَالٍ، إِذَا أَنْتَ فَعَلْتَ ذَلِكَ غَفَرَ اللهُ لَكَ ذَنْبَكَ أَوَّلَهُ وَآخِرَهُ، قَدِيمَهُ وَحَدِيثَهُ، خَطَأَهُ وَعَمْدَهُ، صَغِيرَهُ وَكَبِيرَهُ، سِرَّهُ وَعَلَانِيَتَهُ، عَشْرَ خِصَالٍ: أَنْ تُصَلِّيَ أَرْبَعَ رَكَعَاتٍ تَقْرَأُ فِي كُلِّ رَكْعَةٍ فَاتِحَةَ الْكِتَابِ وَسُورَةً، فَإِذَا فَرَغْتَ مِنَ الْقِرَاءَةِ فِي أَوَّلِ رَكْعَةٍ وَأَنْتَ قَائِمٌ، قُلْتَ: سُبْحَانَ اللهِ، وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ، وَلَا إِلَهَ إِلَّا اللهُ، وَاللَّهُ أَكْبَرُ، خَمْسَ عَشْرَةَ مَرَّةً، ثُمَّ تَرْكَعُ، فَتَقُولُهَا وَأَنْتَ رَاكِعٌ عَشْرًا، ثُمَّ تَرْفَعُ رَأْسَكَ مِنَ الرُّكُوعِ، فَتَقُولُهَا عَشْرًا، ثُمَّ تَهْوِي سَاجِدًا، فَتَقُولُهَا وَأَنْتَ سَاجِدٌ عَشْرًا، ثُمَّ تَرْفَعُ رَأْسَكَ مِنَ السُّجُودِ فَتَقُولُهَا عَشْرًا، ثُمَّ تَسْجُدُ، فَتَقُولُهَا عَشْرًا، ثُمَّ تَرْفَعُ رَأْسَكَ، فَتَقُولُهَا عَشْرًا، فَذَلِكَ خَمْسٌ وَسَبْعُونَ، فِي كُلِّ رَكْعَةٍ تَفْعَلُ ذَلِكَ فِي أَرْبَعِ رَكَعَاتٍ، إِنِ اسْتَطَعْتَ أَنْ تُصَلِّيَهَا فِي كُلِّ يَوْمٍ مَرَّةً فَافْعَلْ، فَإِنْ لَمْ تَفْعَلْ فَفِي كُلِّ جُمُعَةٍ مَرَّةً، فَإِنْ لَمْ تَفْعَلْ فَفِي كُلِّ شَهْرٍ مَرَّةً، فَإِنْ لَمْ تَفْعَلْ فَفِي كُلِّ سَنَةٍ مَرَّةً، فَإِنْ لَمْ تَفْعَلْ، فَفِي عُمُرِكَ مَرَّةً». (بَابُ صَلَاةِ التَّسْبِيحِ)

یہ نماز ہر ہفتے پڑھنے کی صورت میں یہ ضروری نہیں کہ جمعے ہی کے دن پڑھی جائے، بلکہ کسی بھی دن پڑھی جاسکتی ہے، البتہ مذکورہ حدیث میں جمعہ کے دن کا ذکر آیا ہے، اسی طرح حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کا معمول بھی یہی تھا کہ وہ جمعہ کے دن زوال کے بعد جمعہ کی نماز سے پہلے پڑھ لیا کرتے تھے۔ البتہ اگر زوال

کے بعد جمعہ سے پہلے موقع نہ ہو تو زوال سے پہلے یا جمعہ کی نماز کے بعد پڑھ لیا کرے۔ اور اسی کو بعض اہلِ علم نے اعتدال والی صورت قرار دی ہے کہ ہر جمعہ یہ نماز پڑھ لینی چاہیے۔

- مرقاة المفاتيح شرح مشكاة المصابيح:

وَأَمَّا الدُّعَاءُ فَقَالَ التِّرْمِذِيُّ فِي «كِتَابِ اللُّمْعَةِ فِي رَغَائِبِ يَوْمِ الْجُمُعَةِ» لِابْنِ أَبِي الصَّيْفِ الْيَمَنِيِّ، نَزِيلِ مَكَّةَ الْمُشَرَّفَةِ: يُسْتَحَبُّ صَلَاةُ التَّسْبِيحِ عِنْدَ الزَّوَالِ يَوْمَ الْجُمُعَةِ ..... وَالْأَقْرَبُ مِن الِاعْتِدَالِ لِلْمُؤْمِنِ أَنْ يُصَلِّيَهَا مِنَ الْجُمُعَةِ إِلَى الْجُمُعَةِ، وَهَذَا الَّذِي كَانَ عَلَيْهِ حَبْرُ الْأُمَّةِ وَتُرْجُمَانُ الْقُرْآنِ عَبْدُ اللهِ بْنُ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا، فَإِنَّهُ كَانَ يُصَلِّيهَا عِنْدَ الزَّوَالِ يَوْمَ الْجُمُعَةِ، وَيَقْرَأُ فِيهَا مَا تَقَدَّمَ اه. (بَابُ صَلَاةِ التَّسْبِيحِ)

مبین الرحمٰن

فاضل جامعہ دار العلوم کراچی

محلہ بلال مسجد نیو حاجی کیمپ سلطان آباد کراچی

17 شعبان المعظم 1445ھ/28 فروری 2024

جمعہ مبارک کہنے کا حکم

مبین الرحمٰن

فاضل جامعہ دار العلوم کراچی
متخصص جامعہ اسلامیہ طیبہ کراچی

آجکل جمعہ مبارک کہنے کا ایک عام رواج ہو گیا ہے کہ بہت سے لوگ جمعہ کے دن ایک دوسرے کو جمعہ مبارک کے پیغامات ارسال کرتے ہیں اور مختلف ذرائع ابلاغ کے ذریعے زبانی یا تحریری طور پر یہ الفاظ کہتے اور لکھتے نظر آتے ہیں۔ ذیل میں اس کا حکم ذکر کیا جاتا ہے۔

جمعہ مبارک کہنے کا حکم:

''جمعہ مبارک'' ایک دعا ہے، جس کے ذریعے یہ دعا مقصود ہوتی ہے کہ اللہ تعالیٰ جمعہ کے دن کو ہمارے اور آپ کے لیے مبارک بنادے۔ اس لیے اس پہلو کے پیشِ نظر تو یہ الفاظ کہنا اور لکھنا اپنی ذات میں جائز ہے۔ البتہ اس حوالے سے چند باتوں کی رعایت ضروری ہے:

1۔ ''جمعہ مبارک'' کہنے کو سنت یا ضروری نہ سمجھا جائے، ورنہ تو یہ بدعت بن جائے گا۔

2۔ اگر یہ خدشہ ہو کہ لوگ ''جمعہ مبارک'' کہنے کو رفتہ رفتہ سنت یا ضروری سمجھ لیں گے تو ایسی صورت میں اس سے اجتناب کرنا چاہیے۔

3۔ ''جمعہ مبارک'' کہنے یا لکھنے کو محض رسم نہ بنایا جائے بلکہ دعا ہی کی نیت سے یہ الفاظ کہے جائیں اور لکھے جائیں، اس لیے محض رسم کے طور یہ الفاظ کہنے سے اجتناب کرنا چاہیے۔

4۔ ''جمعہ مبارک'' کے الفاظ لکھتے یا کہتے وقت مسنون سلام کا بھی اہتمام کیا جائے، کیوں کہ بہت سے لوگ جمعہ مبارک تو کہہ دیتے ہیں لیکن سلام نہیں کرتے تو یہ طریقہ سنت کے خلاف ہے کیوں کہ مخاطب ہوتے وقت پہلے سلام کرنا سنت ہے۔

مذکورہ چار باتوں کی رعایت کی جائے تو ''جمعہ مبارک'' کہنا اپنی ذات میں جائز ٹھہرتا ہے، لیکن آجکل عموماً ان باتوں کی رعایت نہیں جاتی، بلکہ یہ محض ایک رسم سا بن گیا ہے، اس لیے موجودہ صورتحال میں ''جمعہ مبارک'' کہنے سے اجتناب کرنا ہی بہتر معلوم ہوتا ہے۔

جامعہ دار العلوم کراچی کے فتاویٰ

1۔ دعا کے طور پر "جمعہ مبارک" کہنا (یعنی اللہ تعالیٰ جمعہ کے دن کو ہمارے اور آپ کے لیے بابرکت بنادے) فی نفسہٖ جائز ہے، جبکہ اس کو مسنون یا لازمی نہ سمجھا جائے، ایسی صورت میں یہ بدعت شمار نہیں ہوگا، لیکن اگر یہ اندیشہ ہو کہ لوگ اس کو مسنون یا ضروری سمجھنے لگیں گے تو اس سے بچنا چاہیے، اس لیے کہ اگر کوئی اس کو مسنون سمجھے یا ضروری سمجھے تو یہ بدعت ہوگا جس سے اجتناب کرنا لازم ہے۔ (فتوی نمبر: ۱۶۲۱/ ۲۸)

2۔ "عید مبارک" اور "جمعہ مبارک" ایک دعا ہے، یعنی اللہ تعالیٰ عید کو یا جمعہ کو ہمارے اور آپ کے لیے بابرکت بنائے، اور دعا ہونے کی حیثیت سے ان الفاظ کا استعمال فی نفسہٖ درست ہے، جیسا کہ بعض روایات سے عید کے دن "تَقَبَّلَ اللّٰهُ مِنَّا وَمِنْكَ" کہنا ثابت ہے۔ لیکن اگر کوئی اس میں حدِّ شرعی سے تجاوز کرے اور اس کو ضروری سمجھے اور سلامِ مسنون کہنے کی بجائے صرف "عید مبارک" یا "جمعہ مبارک" کہنے پر اکتفا کرے تو یہ مکروہ ہے اور اس کا ترک کرنا ضروری ہے۔ (فتویٰ نمبر: ۱۴۶۴/ ۶۲)

مبین الرحمٰن

فاضل جامعہ دار العلوم کراچی

محلہ بلال مسجد نیو حاجی کیمپ سلطان آباد کراچی

30 رجب المرجب 1442ھ/15 مارچ 2021

جمعہ کے دن ناخن کاٹنے کا حکم

مبین الرحمٰن
فاضل جامعہ دارالعلوم کراچی
متخصص جامعہ اسلامیہ طیبہ کراچی

جمعہ کے دن ناخن کاٹنے کی شرعی حیثیت:

شریعت کی رو سے ناخن کاٹنے کے لیے کوئی خاص دن مقرر اور لازم نہیں، بلکہ جب بھی ضرورت پڑے تو ناخن کاٹ لینے چاہییں، اس سے ناخن کاٹنے کی سنت ادا ہو جائے گی، البتہ متعدد حضرات نے جمعہ کے دن خصوصًا جمعہ کی نماز سے پہلے ناخن کاٹنے کو مستحب قرار دیا ہے کیوں کہ ایک تو متعدد روایات میں جمعہ کے دن خصوصًا جمعہ کی نماز کے لیے طہارت ونظافت کا اہتمام کرنے کی ترغیب اور تاکید بیان کی گئی ہے، اور ناخن کاٹنا بھی نظافت میں داخل ہے۔ دوم یہ کہ بعض روایات سے حضور اقدس ﷺ کا جمعہ کے دن خصوصًا جمعہ کی نماز سے پہلے ناخن کاٹنا بھی ثابت ہے۔ سوم یہ کہ متعدد صحابہ کرام اور تابعین عظام سے بھی جمعہ کے دن ناخن کاٹنا ثابت ہے۔ چہارم یہ کہ بعض روایات سے جمعہ کے دن ناخن کاٹنے کی فضیلت بھی ثابت ہے۔ مذکورہ وجوہات اور اس مضمون کی تمام روایات کی روشنی میں یہ بات واضح ہو جاتی ہے کہ جمعہ کے دن خصوصًا جمعہ کی نماز سے پہلے ناخن کاٹنے کا اہتمام بہتر اور مستحب ہے۔

وضاحتیں:

1۔ جمعہ کے دن ناخن کاٹنے سے متعلق وارد اکثر روایات پر محدثین کرام کی جانب سے کلام ہوا ہے، البتہ یہ روایات مجموعی اعتبار باہم ایک دوسرے کے لیے تقویت کا باعث بن کر معتبر قرار پاتی ہیں، اس لیے انھیں موضوع، غیر معتبر اور بے اصل قرار نہیں دیا جا سکتا۔

2۔ جن روایات میں جمعہ کے دن ناخن کاٹنے کا ذکر آتا ہے اُن سے جمعہ کی نماز سے پہلے کا وقت مراد ہے اور یہی راجح ہے۔ (دیکھیے: امداد الفتاوی، حاشیۃ الطحطاوی علی المراقی)

روایات اور فقہی عبارات

- المعجم الأوسط للطبراني:

٨٤٢- حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ يَحْيَى الْحُلْوَانِيُّ قَالَ: نا عَتِيقُ بْنُ يَعْقُوبَ الزُّبَيْرِيُّ قَالَ: نا إِبْرَاهِيمُ بْنُ

قُدَامَةَ، عَنْ أَبِي عَبْدِ اللهِ الْأَغَرِّ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ: أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ كَانَ يُقَلِّمُ أَظْفَارَهُ، ويَقُصُّ شَارِبَهُ، يَوْمَ الْجُمُعَةِ قَبْلَ أَنْ يَرُوحَ إِلَى الصَّلَاةِ. (مَن اسْمُهُ أَحْمَدُ)

- أخلاق النبي ﷺ وآدابه لأبي الشيخ الأصبهاني:

٨٠٩- أَخْبَرَنَا بُهْلُولٌ الْأَنْبَارِيُّ: نَا عَتِيقُ بْنُ يَعْقُوبَ: نَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ قُدَامَةَ عَنْ أَبِي قُدَامَةَ، عَنْ أَبِي عَبْدِ اللهِ الْأَغَرِّ: أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ كَانَ يَقُصُّ شَارِبَهُ، وَيَأْخُذُ مِنْ أَظْفَارِهِ قَبْلَ أَنْ يَرُوحَ إِلَى صَلَاةِ الْجُمُعَةِ.

٨١١- حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ دَاوُدَ بْنِ مَنْصُورٍ: نَا عُثْمَانُ بْنُ خُرَّزَاذَ: نَا الْعَبَّاسُ بْنُ عُثْمَانَ الرَّاهِبِيُّ: نَا الْوَلِيدُ بْنُ مُسْلِمٍ، عَنْ عَبْدِ الْعَزِيزِ بْنِ أَبِي رَوَّادٍ عَنْ نَافِعٍ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ: أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ كَانَ يَقُصُّ أَظْفَارَهُ يَوْمَ الْجُمُعَةِ.

٨١٢- حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ الْحُسَيْنِ الدُّورِيُّ: نَا أَبُو مُصْعَبٍ: حَدَّثَنِي إِبْرَاهِيمُ بْنُ قُدَامَةَ عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ الْحَارِثِ بْنِ مُحَمَّدِ بْنِ حَاطِبٍ عَنْ أَبِيهِ: أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ كَانَ يَأْخُذُ مِنْ شَارِبِهِ أَوْ ظُفْرِهِ يَوْمَ الْجُمُعَةِ.

٨١٠- حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي عَاصِمٍ النَّبِيلُ: نَا الْحَسَنُ بْنُ عَلِيٍّ الْحُلْوَانِيُّ: نَا عَمْرُو بْنُ مُحَمَّدٍ: نَا مُحَمَّدُ بْنُ الْقَاسِمِ الْأَسَدِيُّ: نَا مُحَمَّدُ بْنُ سُلَيْمَانَ الْمَسْمُولِيُّ: نَا عُبَيْدُ اللهِ بْنُ سَلَمَةَ بْنِ وَهْرَامَ عَنْ أَبِيهِ، عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ عَمْرٍو: أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ كَانَ يَأْخُذُ شَارِبَهُ وَأَظْفَارَهُ كُلَّ جُمُعَةٍ.

(ذِكْرُ مَا تَحَرَّاهُ فِي يَوْمِ الْجُمُعَةِ وَلَيْلَتِهِ عَلَى سَائِرِ الْأَيَّامِ مُتَبَرِّكًا بِهِ ﷺ)

- السنن الكبرى للبيهقي:

٦١٧٦- أَخْبَرَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ الْحَسَنِ وَأَبُو زَكَرِيَّا بْنُ أَبِي إِسْحَاقَ قَالَا: حَدَّثَنَا أَبُو الْعَبَّاسِ هُوَ الْأَصَمُّ: حَدَّثَنَا بَحْرُ بْنُ نَصْرٍ قَالَ: قُرِئَ عَلَى ابْنِ وَهْبٍ أُخْبَرَكَ حَيْوَةُ بْنُ شُرَيْحٍ عَنْ بَكْرِ بْنِ عَمْرٍو عَنْ بُكَيْرِ بْنِ عَبْدِ اللهِ بْنِ الْأَشَجِّ عَنْ نَافِعٍ: أَنَّ عَبْدَ اللهِ بْنَ عُمَرَ كَانَ يُقَلِّمُ أَظْفَارَهُ وَيَقُصُّ شَارِبَهُ فِي كُلِّ جُمُعَةٍ. {ت} وَرُوِّينَا عَنْ أَبِي جَعْفَرٍ مُرْسَلًا قَالَ: كَانَ رَسُولُ اللهِ ﷺ يَسْتَحِبُّ أَنْ يَأْخُذَ مِنْ شَارِبِهِ وَأَظْفَارِهِ يَوْمَ الْجُمُعَةِ.

٦١٧٧- وَأَخْبَرَنَا أَبُو الْحُسَيْنِ بْنُ بِشْرَانَ: أَخْبَرَنَا أَبُو عَمْرِو بْنُ السَّمَّاكِ: حَدَّثَنَا حَنْبَلُ بْنُ

إِسْحَاقَ: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ سَعِيدٍ: حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ يَمَانٍ عَنْ سُفْيَانَ عَنْ رَجُلٍ عَنْ مُعَاوِيَةَ بْنِ قُرَّةَ قَالَ: كَانَ لِي عَمَّانِ قَدْ شَهِدَا الشَّجَرَةَ يَأْخُذَانِ مِنْ شَوَارِبِهِمَا وَأَظْفَارِهِمَا كُلَّ جُمُعَةٍ. {ت} فَأَمَّا الْحَدِيثُ الَّذِى رُوِىَ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ مَرْفُوعًا فِى: «الْمُؤْمِنِ يَوْمَ الْجُمُعَةِ كَهَيْئَةِ الْمُحْرِمِ لَا يَأْخُذُ مِنْ أَظْفَارِهِ وَلَا مِنْ شَعَرِهِ حَتَّى تَنْقَضِىَ الصَّلَاةُ». وَعَنِ ابْنِ عُمَرَ مَرْفُوعًا: «الْمُسْلِمُ يَوْمَ الْجُمُعَةِ مُحْرِمٌ فَإِذَا صَلَّى فَقَدْ أَحَلَّ». فَإِنَّمَا رُوِيَا عَنْهُمَا بِإِسْنَادَيْنِ ضَعِيفَيْنِ لَا يُحْتَجُّ بِمِثْلِهِمَا، وَفِى الرِّوَايَةِ الصَّحِيحَةِ عَنِ ابْنِ عُمَرَ مِنْ فِعْلِهِ دَلِيلٌ عَلَى ضَعْفِ مَا يُخَالِفُهُ وَبِاللهِ التَّوْفِيقُ.
(باب السُّنَّةِ فِى التَّنْظِيفِ يَوْمَ الْجُمُعَةِ بِغُسْلٍ وَأَخْذِ شَعْرٍ وَظُفُرٍ)

- مُصنف ابن أبي شيبة:

٥٦١٥- حَدَّثَنَا حَفْصٌ عَنْ أَشْعَثَ عَنِ الْحَكَمِ وَحَمَّادٍ عَنْ إِبْرَاهِيمَ قَالَ: يُنَقِّي الرَّجُلُ أَظْفَارَهُ فِي كُلِّ جُمُعَةٍ.

٥٦١٦- حَدَّثَنَا مُعَاذٌ عَنِ الْمَسْعُودِيِّ، عَنِ ابْنِ حُمَيْدِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ، عَنْ أَبِيهِ: أَنَّهُ قَالَ فِيمَنْ قَلَّمَ أَظْفَارَهُ يَوْمَ الْجُمُعَةِ: أَخْرَجَ اللهُ مِنْهَا الدَّاءَ، وَأَدْخَلَ فِيهَا الشِّفَاءَ.

٥٦١٧- حَدَّثَنَا وَكِيعٌ عَنْ مُبَارَكٍ، عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ مُسْلِمِ بْنِ يَسَارٍ، عَنْ أَبِيهِ: أَنَّهُ كَانَ يَدْعُو بِالْقَلَمَيْنِ يَوْمَ الْجُمُعَةِ يَعْنِي الْمِقَصَّيْنِ.

٥٦١٨- حَدَّثَنَا الْفَضْلُ بْنُ دُكَيْنٍ قَالَ: حدَّثَنَا مِنْدَلٌ عَنْ عِمْرَانَ بْنِ أَبِي عَطَاءٍ قَالَ: رَأَيْتُ ابْنَ الْحَنَفِيَّةِ يُنَقِّي أَظْفَارَهُ فِي يَوْمِ جُمُعَةٍ. (فِي تَنْقِيةِ الأَظْفَارِ وَغَيْرِهَا يَوْمَ الْجُمُعَةِ)

- شرح الزرقاني على موطأ الإمام مالك:

وَأَخْرَجَ الْبَيْهَقِيُّ مِنْ مُرْسَلِ أَبِي جَعْفَرٍ الْبَاقِرِ قَالَ: كَانَ رَسُولُ اللهِ ﷺ يَسْتَحِبُّ أَنْ يَأْخُذَ مِنْ أَظْفَارِهِ وَشَارِبِهِ يَوْمَ الْجُمُعَةِ». وَلَهُ شَاهِدٌ مَوْصُولٌ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، لَكِنَّ سَنَدَهُ ضَعِيفٌ قَالَ: كَانَ ﷺ يُقَلِّمُ أَظْفَارَهُ وَيَقُصُّ شَارِبَهُ يَوْمَ الْجُمُعَةِ قَبْلَ أَنْ يَرُوحَ إِلَى الصَّلَاةِ. أَخْرَجَهُ الْبَيْهَقِيُّ. وَقَالَ عُقْبَةُ: قَالَ أَحْمَدُ: فِي هَذَا الْإِسْنَادِ مَنْ يُجْهَلُ. انْتَهَى. وَإِلَى هَذَا ذَهَبَ الْمَالِكِيَّةُ وَالشَّافِعِيَّةُ حَيْثُ يَذْكُرُونَ اسْتِحْبَابَ تَحْسِينِ الْهَيْئَةِ يَوْمَ الْجُمُعَةِ كَقَلْمِ ظُفْرٍ، وَقَصِّ شَارِبٍ إِنِ احْتَاجَ إِلَى ذَلِكَ

لِهَذِهِ الْأَحَادِيثِ، وَإِنْ كَانَتْ ضَعِيفَةً فَبَعْضُهَا يُقَوِّي بَعْضًا. قَالَ السُّيُوطِيُّ: وَبِالْجُمْلَةِ فَأَرْجَحُهَا دَلِيلًا وَنَقْلًا يَوْمَ الْجُمُعَةِ، وَالْأَخْبَارُ الْوَارِدَةُ فِيهِ لَيْسَتْ بِوَاهِيَةٍ جِدًّا بَلْ فِيهَا مُتَمَسَّكٌ، خُصُوصًا الْأَوَّلَ، وَقَدِ اعْتُضِدَ بِشَوَاهِدَ مَعَ أَنَّ الضَّعِيفَ يُعْمَلُ بِهِ فِي فَضَائِلِ الْأَعْمَالِ.

(كِتَاب الْجَامِعِ: باب صفة النبي صلى الله عليه وسلم وقضايا أخرى: مَا جَاءَ فِي السُّنَّةِ فِي الْفِطْرَةِ)

- الدر المختار:

(وَيُسْتَحَبُّ قَلْمُ أَظَافِيرِهِ) إلَّا لِمُجَاهِدٍ فِي دَارِ الْحَرْبِ فَيُسْتَحَبُّ تَوْفِيرُ شَارِبِهِ وَأَظْفَارِهِ (يَوْمَ الْجُمُعَةِ) وَكَوْنُهُ بَعْدَ الصَّلَاةِ أَفْضَلَ، إلَّا إذَا أَخَّرَهُ إلَيْهِ تَأْخِيرًا فَاحِشًا فَيُكْرَهُ؛ لِأَنَّ مَنْ كَانَ ظُفْرُهُ طَوِيلًا كَانَ رِزْقُهُ ضَيِّقًا.

- رد المحتار على الدر المختار:

(قَوْلُهُ: وَكَوْنُهُ بَعْدَ الصَّلَاةِ أَفْضَلَ) أَيْ لِتَنَالَهُ بَرَكَةُ الصَّلَاةِ، وَهُوَ مُخَالِفٌ لِمَا نَذْكُرُهُ قَرِيبًا فِي الْحَدِيثِ. (قَوْلُهُ: إلَّا إذَا أَخَّرَهُ إلَيْهِ) أَيْ إلَى يَوْمِ الْجُمُعَةِ بِأَنْ طَالَ جِدًّا وَأَرَادَ تَأْخِيرَهُ إلَيْهِ فَيُكْرَهُ. (قَوْلُهُ: وَفِي الْحَدِيثِ إلَخْ) قَالَ الزَّرْقَانِيُّ: أَخْرَجَ الْبَيْهَقِيُّ مِنْ مُسْنَدِ أَبِي جَعْفَرٍ الْبَاقِرِ قَالَ: كَانَ رَسُولُ اللهِ ﷺ يَأْخُذُ مِنْ أَظْفَارِهِ وَشَارِبِهِ يَوْمَ الْجُمُعَةِ. وَلَهُ شَاهِدٌ مَوْصُولٌ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ لَكِنَّ سَنَدَهُ ضَعِيفٌ، قَالَ: كَانَ رَسُولُ اللهِ ﷺ يَقُصُّ شَارِبَهُ وَيُقَلِّمُ أَظْفَارَهُ يَوْمَ الْجُمُعَةِ قَبْلَ أَنْ يَرُوحَ إلَى الصَّلَاةِ. أَخْرَجَهُ الْبَيْهَقِيُّ، وَقَالَ عُقْبَةُ: قَالَ أَحْمَدُ: فِي هَذَا الْإِسْنَادِ مَنْ يُجْهَلُ. قَالَ السُّيُوطِيّ: وَبِالْجُمْلَةِ فَأَرْجَحُهَا -أَيِ الْأَقْوَالِ- دَلِيلًا وَنَقْلًا يَوْمُ الْجُمُعَةِ، وَالْأَخْبَارُ الْوَارِدَةُ فِيهِ لَيْسَتْ بِوَاهِيَةٍ جِدًّا مَعَ أَنَّ الضَّعِيفَ يُعْمَلُ بِهِ فِي فَضَائِلِ الْأَعْمَالِ اهـ مَدَنِيٌّ.

(كِتَابُ الْحَظْرِ وَالْإِبَاحَةِ: فَصْلٌ فِي الْبَيْعِ)

- حاشية الطحطاوي على مراقي الفلاح:

تكميل: من كمال النظافة قص ظفر وحلق شعر، قال في «الخانية» و«الخلاصة» من كتاب الاستحسان: رجل وقت لقلم أظفاره أو حلق يوم الجمعة قالوا: إن أخره إلى يوم الجمعة تأخيرا فاحشا يعني قد جاوز الحد كره؛ لأن من كان ظفره طويلا يكون رزقه ضيقا، فإن لم

يجاوز الحد وأخره؛ تبركا بالأخبار فهو مستحب؛ لما ورت عائشة رضي الله عنها مرفوعا: «من قلم أظافيره يوم الجمعة أعاذه الله من البلاء إلى الجمعة الأخرى وزيادة ثلاة أيام». وفي استحسان «القهستاني» عن الزاهدي: يستحب أن يقلم أظفاره ويقص شاربه ويحلق عانته وينظف بدنه في كل أسبوع مرة، ويوم الجمعة أفضل، ثم في خمسة عشر يوما، والزائد على الأربعين آثم اه. وورد: «من قلم أظفاره يوم الجمعة أخرج الله تعالى منه الداء، وأدخل عليه الدواء» اه. وورد أن من استاك يوم الجمعة وقص شاربه وقلم أظافره ونتف إبطه واغتسل فقد أوجب. ونقل عن الثوري استحباب تقليم الأظفار يوم الخميس، وجعله بعض العلماء سببا للغنى، وأحاديث يوم الجمعة أكثر، فلا يعارضه هذا، وظاهر الأحاديث يدل على أن القلم قبل الصلاة، فما في بعض الكتب أنه بعدها ليشهد له بالصلاة: لا يعول عليه؛ [لأنه] تعليل في مقابلة النص. وقول بعضهم: «لم يثبت في استحباب قص الأظافر يوم معين» [مراده] لم يصح، لا أنه لم يثبت أصلا. (باب الجمعة)

مبین الرحمٰن

فاضل جامعہ دار العلوم کراچی

محلہ بلال مسجد نیو حاجی کیمپ سلطان آباد کراچی

12 صفر 1444ھ/ 9 ستمبر 2022

نمازِ جمعہ کا وقت اور اس کے احکام

مبین الرحمٰن

فاضل جامعہ دار العلوم کراچی
متخصص جامعہ اسلامیہ طیبہ کراچی

جمعہ کی نماز کا وقتِ ادا:

جمعہ کی نماز کا وقت وہی ہے کہ جو ظہر کی نماز کا ہے کہ دوپہر کو سورج ڈھلتے ہی جیسے ظہر کا وقت شروع ہوجاتا ہے اسی طرح جمعہ کی نماز کا وقت بھی شروع ہوجاتا ہے، اور جب ظہر کا وقت ختم ہوجاتا ہے تو جمعہ کی نماز کا وقت بھی ختم ہوجاتا ہے۔ نمازِ ظہر کے وقت کی مکمل تفصیل کے لیے بندہ کے سلسلہ اصلاحِ اَغلاط کی قسط نمبر 101 ملاحظہ فرمائیں۔ البتہ یہ مسئلہ واضح رہے کہ جمعہ کی نماز جب قضا ہوجائے تو ایسی صورت میں قضا کے طور پر ظہر ہی کی چار رکعات فرض ادا کی جائے گی۔

جمعہ کی نماز کا وقتِ مستحب:

جمعہ کی نماز میں تعجیل یعنی جلد ادائیگی مسنون ہے جس کا مطلب یہ ہے کہ زوال کے بعد جتنی جلدی ہوسکے اسے ادا کیا جائے، واضح رہے کہ جمعہ کی نماز کا یہ مسنون وقت سال بھر کے لیے ہے، چاہے کوئی بھی موسم ہو، یعنی سردی ہو یا گرمی ہر حال میں تعجیل مسنون ہے۔

سَعی اِلی الجمعہ سے متعلق مختصر وضاحت:

شریعت نے جمعہ کی نماز کے لیے جلدی جانے کی ترغیب دیتے ہوئے اس کی بڑی فضیلت بیان فرمائی ہے، پھر جمعہ کی پہلی اذان ہوتے ہی جمعہ کی ادائیگی کے لیے جانے کو واجب قرار دیا ہے، حتیٰ کہ جمعہ کی پہلی اذان شروع ہوتے ہی خرید وفروخت اور ہر وہ کام ممنوع قرار دیا ہے جو کہ اس سعی الی الجمعہ یعنی جمعہ کے لیے جانے میں رکاوٹ بنے تاکہ بروقت جمعہ کی ادائیگی کے لیے جانا ہوسکے۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ سورۃ الجمعہ میں فرماتے ہیں:

يٰٓأَيُّهَا الَّذِينَ اٰمَنُوٓا إِذَا نُودِىَ لِلصَّلٰوةِ مِن يَوْمِ الْجُمُعَةِ فَاسْعَوْا إِلٰى ذِكْرِ اللهِ وَذَرُوا الْبَيْعَ ذٰلِكُمْ خَيْرٌ لَّكُمْ إِن كُنتُمْ تَعْلَمُونَ. (٩)

ترجمہ: ”اے ایمان والو! جب جمعہ کے دن نماز کے لیے پکارا جائے تو اللہ کے ذکر کی طرف لپکو اور خرید وفروخت چھوڑ دو، یہ تمہارے لیے بہتر ہے اگر تم سمجھو۔“

سَعی اِلی الجمعہ میں رکاوٹ بننے والے امور کی ممانعت:

جمعہ کی پہلی اذان کے بعد سعی الی الجمعہ میں رکاوٹ بننے والا ہر کام ممنوع اور ناجائز ٹھہرتا ہے، قرآن کریم میں تو صرف خرید وفروخت ترک کردینے کا ذکر ہے، لیکن حضرات فقہائے کرام فرماتے ہیں کہ اس سے ہر وہ کام مراد ہے جو سعی الی الجمعہ میں خلل انداز ہو، چاہے خرید وفروخت ہو، کھانا پینا ہو، سونا ہو، مطالعہ کرنا ہو، یا کوئی بھی دینی یا دنیوی کام ہو؛ وہ سب ممنوع ہیں۔ چنانچہ شیخ الاسلام مفتی تقی عثمانی صاحب دام ظلہم فرماتے ہیں:

”جمعہ کی پہلی اذان کے بعد جمعہ کے لیے روانہ ہونے کے سوا کوئی اور کام جائز نہیں، نیز جب تک جمعہ ختم نہ ہو جائے خرید فروخت کا کوئی معاملہ جائز نہیں ہے۔ اللہ کے ذکر سے مراد جمعہ کا خطبہ اور نماز ہے۔“

(آسان ترجمہ قرآن)

اس تفصیل سے سعی الی الجمعہ کی حقیقت اور اہمیت معلوم ہو جاتی ہے، اس تحریر میں اس مسئلہ کی مختصر وضاحت اس لیے بھی ضروری ہے تاکہ آنے والے مسائل سمجھنے میں سہولت ہو۔

جمعہ کی نماز کے وقت سے متعلق مروّجہ غلطیوں کا اِزالہ:

1۔ متعدد مساجد میں جمعہ کی نماز میں سال بھر میں کافی تاخیر کردی جاتی ہے جس کی وجہ سے جہاں جمعہ کے مسنون وقت کی رعایت سے محرومی ہو جاتی ہے وہاں جمعہ کی پہلی اذان کے بعد بہت سے لوگ سعی الی الجمعہ پر عمل نہ کرنے کی وجہ سے گناہ گار ہوتے ہیں۔

2۔ متعدد مساجد میں ترتیب یوں ہوتی ہے کہ پہلی اذان کے کافی وقفہ کے بعد بیان شروع کیا جاتا ہے اور پھر بیان بھی کافی طویل کرلیا جاتا ہے، اس طرح گویا اذان سے لے کر نماز کے اختتام تک کافی طویل وقت خرچ ہو جاتا ہے، جبکہ اس قدر طویل دورانیہ اور وہ بھی پہلی اذان کے بعد قابلِ اصلاح معلوم ہوتا ہے کیوں کہ اس کی وجہ سے بہت سے لوگ پہلی اذان کے بعد سعی الی الجمعہ چھوڑنے کے باعث گناہ گار ہوتے ہیں، ظاہر ہے کہ معاشرے کے ایک بڑے طبقے کا اس گناہ میں مبتلا ہونا نہایت ہی تشویش ناک معاملہ ہے جس کے لیے ہمیں اپنی

پالیسیوں پر نظرِ ثانی کرنے کی ضرورت ہے!! اور یہ بات بھی توجہ کے قابل ہے کہ ایسی صورت میں لوگوں کو سعی الی الجمعہ چھوڑنے کے گناہ میں مبتلا کرنے کی ذمہ داری کن حضرات پر عائد ہو سکتی ہے؟؟ اس حوالے سے حضرت اقدس مفتی رشید احمد صاحب رحمہ اللہ کا یہ فتویٰ بھی قابلِ توجہ ہے:

"آجکل نمازِ جمعہ سے قبل تقریر کا دستور ہو گیا ہے جس کی وجہ سے اذانِ اوّل اور خطبہ کے درمیان بہت وقفہ رکھا جاتا ہے، اس کی وجہ سے جو لوگ اذانِ اوّل سن کر فوراً جمعہ کی تیاری میں مشغول نہیں ہوتے اُن کے اس گناہ کا سبب مسجد کی منتظمہ ہے، اس لیے منتظمہ بھی سخت گناہ گار ہو گی، منتظمہ پر لازم ہے کہ اذانِ اوّل و خطبہ کے درمیان زیادہ فصل نہ رکھیں۔" (احسن الفتاویٰ: 4/ 124)

3۔ بعض مساجد میں لوگوں کو سعی الی الجمعہ چھوڑنے کے گناہ سے بچانے کی خاطر بیان پہلے کیا جاتا ہے اور پہلی اذان اس کے بعد دیتے ہیں، اس میں اگرچہ سعی الی الجمعہ کو ترک کرنے کے گناہ سے تو حفاظت ہو سکتی ہے لیکن جمعہ کی نماز میں تاخیر اس میں بھی کر دی جاتی ہے جس کی وجہ سے جمعہ کے مسنون وقت کی رعایت نہیں ہو پاتی، اس کے علاوہ بھی اس میں متعدد باتیں قابلِ غور بلکہ قابلِ اصلاح سامنے آتی ہیں۔

مذکورہ کوتاہیوں کی اصلاح کے لیے ایک مفید لائحہ عمل:

مذکورہ صورتحال کی اصلاح کے لیے سنجیدگی کے ساتھ غور کرنے کی ضرورت ہے، ذیل میں اسی سے متعلق ایک مناسب لائحہ عمل ذکر کیا جاتا ہے۔

شیخ الاسلام مفتی محمد تقی عثمانی صاحب دام ظلہم فرماتے ہیں:

"اصل خرابی یہاں سے پیدا ہوئی ہے کہ جمعہ کو اس کے وقتِ مستحب (تعجیل) سے بہت مؤخر کر دیا گیا ہے، اوّلاً اس بات کی ترغیب کی ضرورت ہے کہ تعجیلِ جمعہ کی سنت کو زندہ کیا جائے۔ دوسرے: اذانِ اول اور اذانِ ثانی کے درمیان طویل فصل نہ ہو، جس کی صورت یا تو یہ ہے کہ تقریر زوال سے پہلے کی جائے اور زوال کے متصل بعد اذانِ اوّل اور دس پندرہ منٹ بعد اذانِ ثانی ہو، یا پھر

تقریر اذانَین [یعنی دونوں اذانوں] کے درمیان ہو تو پندرہ بیس منٹ سے زائد نہ ہو، اور مفصل تقریر جمعہ کے بعد یا زوال سے پہلے ہو۔ اذانِ اوّل سے پہلے اردو تقریر کے بارے میں یہ اندیشہ کہ لوگ تقریر سننے نہیں آئیں گے؛ تجربے سے درست ثابت نہیں ہوا۔ جو لوگ تقریر سنتے ہیں وہ پہلے بھی آجاتے ہیں اور جو نہیں سننا چاہتے وہ محض اذانِ اوّل کی وجہ سے عموماً نہیں آتے بلکہ اذان ثانی کا انتظار کرتے رہتے ہیں اور گناہگار ہوتے ہیں۔''

اس تحریر کی تائید میں مفتی اعظم پاکستان مفتی رفیع عثمانی صاحب دام ظلہم کی رائے ملاحظہ فرمائیں:

''مذکورہ بالا تحریر ناچیز کی رائے میں درست ہے اور دارالعلوم کراچی کے دارالافتاء سے جو فتویٰ جاری ہوا اور ''البلاغ'' میں شائع ہوا ہے وہ بھی درست ہے، البتہ احقر کے نزدیک اَذَانَین کے درمیان وقفہ اگر نصف گھنٹے کا بھی ہو جائے تو مضائقہ نہیں، جس میں بیس پچیس منٹ تقریر اور پانچ منٹ سنتوں کے لیے مل سکتے ہیں، اور لوگوں کے لیے اس میں ان شاءاللہ دشواری بھی نہیں ہوگی، اور جو گناہ سے بچنا چاہے گا وہ دشواری کے بغیر بچ سکے گا۔'' (فتاوٰی عثمانی جلد 1)

یقیناً اس تحریر سے نمازِ جمعہ کے وقت سے متعلق بہت بڑی راہنمائی میسر آجاتی ہے۔

مساجد کی انتظامیہ کی جانب سے جمعہ کی نماز کی تاخیر کے لیے جو عذر بیان کیے جاتے ہیں انھیں اُن پر غور کرنے کی ضرورت ہے کہ وہ معتبر اور معقول ہیں بھی یا نہیں، دوسرا یہ کہ جمعہ کی سنتِ تعجیل کی رعایت اور سعی الی الجمعہ کے تحفظ کے مقابلے میں ان اعذار کی حیثیت پر بھی توجہ دینی چاہیے۔

مساجد کی انتظامیہ سے ایک گزارش:

مساجد کی انتظامیہ اور ائمہ کرام سے گزارش ہے کہ لوگوں کے لیے سعی الی الجمعہ کو آسان بنانا چاہیے اور بلاوجہ جمعہ کی نماز کے دورانیے کو حدّ سے زیادہ طول نہیں دینا چاہیے، ساتھ ساتھ انھیں جمعہ کی نماز کے لیے جلدی آنے کی ترغیب بھی دینی چاہیے تاکہ وہ سہولت سے اس پر عمل پیرا ہو کر سعی ترک کرنے کے گناہ سے محفوظ ہو سکیں۔

احادیث مبارکہ اور فقہی عبارات

- صحیح بخاری:

٩٠٤- عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ: أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ كَانَ يُصَلِّي الْجُمُعَةَ حِينَ تَمِيلُ الشَّمْسُ.

٩٠٥- حَدَّثَنَا عَبْدَانُ قَالَ: أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللهِ قَالَ: أَخْبَرَنَا حُمَيْدٌ عَنْ أَنَسٍ قَالَ: كُنَّا نُبَكِّرُ بِالْجُمُعَةِ، وَنَقِيلُ بَعْدَ الْجُمُعَةِ.

- سنن ابی داود:

١٠٨٦- حَدَّثَنَا الْحَسَنُ بْنُ عَلِيٍّ: حَدَّثَنَا زَيْدُ بْنُ الْحُبَابِ: حَدَّثَنِي فُلَيْحُ بْنُ سُلَيْمَانَ: حَدَّثَنِي عُثْمَانُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمَنِ التَّيْمِيُّ: سَمِعْتُ أَنَسَ بْنَ مَالِكٍ يَقُولُ: كَانَ رَسُولُ اللهِ ﷺ يُصَلِّي الْجُمُعَةَ إِذَا مَالَتِ الشَّمْسُ.

- مصنف ابن ابی شیبہ:

٣٤٠- مَنْ كَانَ يَقُولُ: وَقْتُهَا زَوَالُ الشَّمْسِ وَقْتُ الظُّهْرِ.

٥١٧٨- حَدَّثَنَا زَيْدُ بْنُ حُبَابٍ قَالَ: حدَّثَنَا فُلَيْحُ بْنُ سُلَيْمَانَ قَالَ: أَخْبَرَنِي عُثْمَانُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمَنِ أَنَّهُ سَمِعَ أَنَسَ بْنَ مَالِكٍ يَقُولُ: كُنَّا نُصَلِّي مَعَ رَسُولِ اللهِ ﷺ الْجُمُعَةَ إِذَا مَالَتِ الشَّمْسُ.

٥١٧٩- عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللهِ قَالَ: كُنَّا نُصَلِّي مَعَ رَسُولِ اللهِ ﷺ الْجُمُعَةَ، ثُمَّ نَرْجِعُ فَنُرِيحُ نَوَاضِحَنَا. قَالَ حَسَنٌ: فَقُلْتُ لِجَعْفَرٍ: وَأَيُّ سَاعَةٍ تِيكَ؟ قَالَ: زَوَالُ الشَّمْسِ.

٥١٨١- عَنْ أَبِي الْعَنْبَسِ عَمْرِو بْنِ مَرْوَانَ، عَنْ أَبِيهِ قَالَ: كُنَّا نُجَمِّعُ مَعَ عَلِيٍّ إِذَا زَالَتِ الشَّمْسُ.

٥١٨٥- عَنِ الْحَسَنِ قَالَ: وَقْتُ الْجُمُعَةِ عِنْدَ زَوَالِ الشَّمْسِ.

٥١٨٧- عَنْ سِمَاكٍ قَالَ: كَانَ النُّعْمَانُ بْنُ بَشِيرٍ يُصَلِّي بِنَا الْجُمُعَةَ بَعْدَ مَا تَزُولُ الشَّمْسُ.

٥١٨٨- عَنِ الْوَلِيدِ بْنِ الْعَيْزَارِ قَالَ: مَا رَأَيْتُ إِمَامًا كَانَ أَحْسَنَ صَلَاةً لِلْجُمُعَةِ مِنْ عَمْرِو بْنِ حُرَيْثٍ، كَانَ يُصَلِّيهَا إِذَا زَالَتِ الشَّمْسُ.

٥١٨٩- حَدَّثَنَا هُشَيْمٌ عَنْ مُغِيرَةَ، عَنْ إِبْرَاهِيمَ قَالَ: وَقْتُ الْجُمُعَةِ وَقْتُ الظُّهْرِ.

● الدر المختار:

(وَ) الثَّالِثُ (وَقْتُ الظُّهْرِ فَتَبْطُلُ) الْجُمُعَةُ (بِخُرُوجِهِ) مُطْلَقًا وَلَوْ لَاحِقًا بِعُذْرِ نَوْمٍ أَوْ زَحْمَةٍ عَلَى الْمَذْهَبِ؛ لِأَنَّ الْوَقْتَ شَرْطُ الْأَدَاءِ لَا شَرْطُ الِافْتِتَاحِ.

● ردالمحتار:

(قَوْلُهُ: وَقْتُ الظُّهْرِ) فِيهِ أَنَّ الْوَقْتَ سَبَبٌ لَا شَرْطٌ، وَأَنَّهُ لَا بُدَّ مِنْهُ فِي سَائِرِ الصَّلَوَاتِ. وَالْجَوَابُ أَنَّهُ سَبَبٌ لِلْوُجُوبِ وَشَرْطٌ لِصِحَّةِ الْمُؤَدَّى، وَشَرْطِيَّتُهُ لِلْجُمُعَةِ لَيْسَتْ كَشَرْطِيَّتِهِ لِغَيْرِهَا فَإِنَّهُ بِخُرُوجِ الْوَقْتِ لَا تَبْقَى صِحَّةٌ لِلْجُمُعَةِ لَا أَدَاءً وَلَا قَضَاءً بِخِلَافِ غَيْرِهَا «سَعْدِيَّةٌ». (قَوْلُهُ: مُطْلَقًا) أَيْ وَلَوْ بَعْدَ الْقُعُودِ قَدْرَ التَّشَهُّدِ كَمَا فِي طُلُوعِ الشَّمْسِ فِي صَلَاةِ الْفَجْرِ كَمَا مَرَّ بَيَانُهُ فِي الْمَسَائِلِ الِاثْنَيْ عَشْرِيَّةَ. (قَوْلُهُ: عَلَى الْمَذْهَبِ) رَدٌّ لِمَا فِي «النَّوَادِرِ» مِنْ أَنَّ الْمُقْتَدِيَ إذَا زَحَمَهُ النَّاسُ فَلَمْ يَسْتَطِعْ الرُّكُوعَ وَالسُّجُودَ حَتَّى فَرَغَ الْإِمَامُ وَدَخَلَ وَقْتُ الْعَصْرِ فَإِنَّهُ يُتِمُّ الْجُمُعَةَ بِغَيْرِ قِرَاءَةٍ ح عَن «الْبَحْرِ».

● ردالمحتار:

قُلْت: «وَقَوْلُهُ: لَا يُسَنُّ الْإِبْرَادُ بِهَا» قَدَّمْنَا فِي أَوْقَاتِ الصَّلَاةِ أَنَّهُ قَوْلُ الْجُمْهُورِ. (باب الجمعة)

● المغنی لابن قدامہ (فَصْل تَعْجِيلِ الظُّهْرِ فِي غَيْرِ الْحَرِّ وَالْغَيْمِ):

فَأَمَّا الْجُمُعَةُ فَيُسَنُّ تَعْجِيلُهَا فِي كُلِّ وَقْتٍ بَعْدَ الزَّوَالِ مِنْ غَيْرِ إبْرَادٍ؛ لِأَنَّ سَلَمَةَ بْنَ الْأَكْوَعِ قَالَ: كُنَّا نُجَمِّعُ مَعَ رَسُولِ اللهِ ﷺ إذَا زَالَتْ الشَّمْسُ. مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ، وَلَمْ يَبْلُغْنَا أَنَّهُ أَخَّرَهَا، بَلْ كَانَ يُعَجِّلُهَا، حَتَّى قَالَ سَهْلُ بْنُ سَعْدٍ: مَا كُنَّا نَقِيلُ وَلَا نَتَغَدَّى إلَّا بَعْدَ الْجُمُعَةِ. أَخْرَجَهُ الْبُخَارِيُّ، وَلِأَنَّ السُّنَّةَ التَّبْكِيرُ بِالسَّعْيِ إلَيْهَا، وَيَجْتَمِعُ النَّاسُ لَهَا، فَلَوْ أَخَّرَهَا لَتَأَذَّى النَّاسُ بِتَأْخِيرِ الْجُمُعَةِ.

مبین الرحمٰن

فاضل جامعہ دار العلوم کراچی

محلہ بلال مسجد نیو حاجی کیمپ سلطان آباد کراچی

29ربیع الآخر 1441ھ/27دسمبر 2019

نمازِ جمعہ کی ادائیگی کے لیے مسجد کی شرط

مبین الرحمٰن
فاضل جامعہ دار العلوم کراچی
متخصص جامعہ اسلامیہ طیبہ کراچی

نمازِ جمعہ کی ادائیگی کے لیے مسجد کی شرط کی حیثیت:

نمازِ جمعہ کی ادائیگی کے لیے مسجد شرط نہیں کہ مسجد کے علاوہ نمازِ جمعہ ادا ہی نہ ہو۔ اس لیے اگر کسی علاقے میں کوئی وقف مسجد موجود نہ ہو یا جگہ کی تنگی یا کسی اور معقول عذر کی وجہ سے مسجد کے باہر کسی میدان یا کھلی جگہ نمازِ جمعہ ادا کی جائے تو اس میں کوئی حرج نہیں۔ (فتاویٰ محمودیہ)

- حلبي صغير:

صلاة الجمعة فرض عين على من استجمع شرائطها .... وأما شروط الأداء فستة أيضا، الأول: المصر أو فناؤه فلا تصح في القرى عندنا. واختلفوا في تفسير المصر، والصحيح ما اختاره صاحب «الهداية» أنه الموضع الذي له أمير وقاض ينفذ الأحكام ويقيم الحدود، والمراد به القدرة على إقامة الحدود، صرح به في «تحفة الفقهاء»، ولابد من كون الموضع المذكور ذا سكك ورساتيق، صرح به فيها أيضا إلا أن صاحب «الهداية» تركه؛ بناء على أن الغالب أن الأمير أو القاضي شأنه القدرة على تنفيذ الأحكام وإقامة الحدود، ولا يكون إلا في بلد له رساتيق وأسواق وسكك. والمسجد الجامع ليس بشرط فيجوز في فناء المصر.

- تبيين الحقائق شرح كنز الدقائق:

قَالَ رَحِمَهُ اللّٰهُ: (أَوْ مُصَلَّاهُ) أَيْ مُصَلَّى الْمِصْرِ وَهُوَ مَعْطُوفٌ عَلَى الْمِصْرِ، يَعْنِي شَرْطُ أَدَائِهَا الْمِصْرُ أَوْ مُصَلَّاهُ، وَالْحُكْمُ غَيْرُ مَقْصُورٍ عَلَى الْمُصَلَّى بَلْ يَجُوزُ فِي جَمِيعِ أَفْنِيَةِ الْمِصْرِ؛ لِأَنَّهَا بِمَنْزِلَتِهِ فِي حَقِّ حَوَائِجِ أَهْلِ الْمِصْرِ؛ لِأَنَّهَا مُعَدَّةٌ لِحَوَائِجِهِمْ. (بَابُ صَلَاةِ الْجُمُعَةِ)

مبین الرحمٰن

فاضل جامعہ دار العلوم کراچی

محلہ بلال مسجد نیو حاجی کیمپ سلطان آباد کراچی

28 جمادی الاولیٰ 1445ھ/ 13 دسمبر 2023

مسافر کے ذمے نمازِ جمعہ کا حکم

مبین الرحمٰن
فاضل جامعہ دار العلوم کراچی
متخصص جامعہ اسلامیہ طیبہ کراچی

مسافر کے ذمے نمازِ جمعہ کا حکم:

جو شخص شرعی اعتبار سے مسافر ہو اُس پر جمعہ کے دن نمازِ جمعہ واجب نہیں، بلکہ اس کے لیے جائز ہے کہ وہ نمازِ جمعہ کی بجائے ظہر کی دو رکعات قصر نماز ادا کرلے، البتہ یہ نمازِ ظہر انفرادی طور پر ہی ادا کرے گا، ایسی صورت میں بھی اس کے لیے بہتر یہی ہے کہ وہ نمازِ جمعہ ادا ہو جانے کے بعد اپنی نمازِ ظہر ادا کرے۔ لیکن اگر وہ نمازِ ظہر کی بجائے نمازِ جمعہ ادا کرنا چاہے تو یہ بالکل جائز بلکہ زیادہ اجر وثواب کا باعث ہے۔

- السنن الكبرى للبيهقي:

٥٨٤١- مِنْهَا: مَا أَخْبَرَنَا عَلِيُّ بْنُ أَحْمَدَ بْنِ عَبْدَانَ: أَخْبَرَنَا أَحْمَدُ بْنُ عُبَيْدٍ الصَّفَّارُ: حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ الْحَسَنِ بْنِ بَيَانٍ: حَدَّثَنَا سَعِيدُ بْنُ سُلَيْمَانَ: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ طَلْحَةَ بْنِ مُصَرِّفٍ، ح: وَأَخْبَرَنَا أَبُو حَازِمٍ الْحَافِظُ: أَخْبَرَنَا أَبُو أَحْمَدَ الْحَافِظُ يَعْنِي النَّيْسَابُورِيَّ: أَخْبَرَنَا أَبُو أَحْمَدَ مُحَمَّدُ بْنُ سُلَيْمَانَ بْنِ فَارِسٍ: حَدَّثَنَا مُحَمَّدٌ يَعْنِي ابْنَ إِسْمَاعِيلَ الْبُخَارِيَّ: حَدَّثَنِي إِسْمَاعِيلُ بْنُ أَبَانَ: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ طَلْحَةَ عَنِ الْحَكَمِ أَبِي عَمْرٍو عَنْ ضِرَارِ بْنِ عَمْرٍو عَنْ أَبِي عَبْدِ اللهِ الشَّامِيِّ عَنْ تَمِيمٍ الدَّارِيِّ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: «الْجُمُعَةُ وَاجِبَةٌ إِلَّا عَلَى امْرَأَةٍ أَوْ صَبِيٍّ أَوْ مَرِيضٍ أَوْ مُسَافِرٍ». وَفِي رِوَايَةِ ابْنِ عَبْدَانَ: «إِنَّ الْجُمُعَةَ وَاجِبَةٌ إِلَّا عَلَى صَبِيٍّ أَوْ مَمْلُوكٍ أَوْ مُسَافِرٍ».
(باب مَنْ لَا تَلْزَمُهُ الْجُمُعَةُ)

- الدر المختار:

(وَشُرِطَ لِافْتِرَاضِهَا) تِسْعَةٌ تَخْتَصُّ بِهَا (إِقَامَةٌ بِمِصْرٍ) وَأَمَّا الْمُنْفَصِلُ عَنْهُ فَإِنْ كَانَ يَسْمَعُ النِّدَاءَ تَجِبُ عَلَيْهِ عِنْدَ مُحَمَّدٍ، وَبِهِ يُفْتَى، كَذَا فِي «الْمُلْتَقَى»، وَقَدَّمْنَا عَنِ «الْوَلْوَالِجِيَّةِ» تَقْدِيرُهُ بِفَرْسَخٍ، وَرَجَّحَ فِي «الْبَحْرِ» اعْتِبَارَ عَوْدِهِ لِبَيْتِهِ بِلَا كُلْفَةٍ.

- رد المحتار على الدر المختار:

(قَوْلُهُ: إِقَامَةً) خَرَجَ بِهِ الْمُسَافِرُ، وَقَوْلُهُ: «بِمِصْرٍ» أَخْرَجَ الْإِقَامَةَ فِي غَيْرِهِ إِلَّا مَا اسْتَثْنَى بِقَوْلِهِ:

«فَإِنْ كَانَ يَسْمَعُ النِّدَاءَ»، ح. (باب الجمعة)

- بدائع الصنائع في ترتيب الشرائع:

فَلِلْجُمُعَةِ شَرَائِطُ بَعْضُهَا يَرْجِعُ إلَى الْمُصَلِّي وَبَعْضُهَا يَرْجِعُ إلَى غَيْرِهِ ..... وَأَمَّا الْإِقَامَةُ فَلِأَنَّ الْمُسَافِرَ يَحْتَاجُ إلَى دُخُولِ الْمِصْرِ وَانْتِظَارِ الْإِمَامِ وَالْقَوْمِ فَيَتَخَلَّفُ عن الْقَافِلَةِ فَيَلْحَقُهُ الْحَرَجُ .... ثُمَّ هَؤُلَاءِ الَّذِينَ لَا جُمُعَةَ عليهم إذَا حَضَرُوا الْجَامِعَ وَأَدَّوا الْجُمُعَةَ فَمَنْ لم يَكُنْ من أَهْلِ الْوُجُوبِ كَالصَّبِيِّ وَالْمَجْنُونِ فَصَلَاةُ الصَّبِيِّ تَكُونُ تَطَوُّعًا وَلَا صَلَاةَ لِلْمَجْنُونِ رَأْسًا، وَمَنْ هو من أَهْلِ الْوُجُوبِ كَالْمَرِيضِ وَالْمُسَافِرِ وَالْعَبْدِ وَالْمَرْأَةِ وَغَيْرِهِمْ تُجْزِيهِمْ وَيَسْقُطُ عَنْهُم الظُّهْرُ؛ لِأَنَّ امْتِنَاعَ الْوُجُوبِ عليهم لِمَا ذَكَرْنَا من الْأَعْذَارِ وقد زَالَتْ وَصَارَ الْإِذْنُ من الْمَوْلَى مَوْجُودًا دَلَالَةً. (فَصْلٌ وَأَمَّا بَيَانُ شَرَائِطِ الْجُمُعَةِ)

- مراقي الفلاح شرح متن نور الإيضاح:

«ومن لا جمعة عليه» كمريض ومسافر ورقيق وامرأة وأعمى ومقعد «إن أداها جاز عن فرض الوقت»؛ لأن سقوط الجمعة عنه للتخفيف عليه، فإذا تحمل ما لم يكلف به وهو الجمعة جاز عن ظهره كالمسافر إذا صام. وكلام الشراح يدل على أن الأفضل لهم الجمعة، غير أنه يستثنى منه المرأة؛ لمنعها عن الجماعة. .... «وكره للمعذور» كمريض ورقيق ومسافر «والمسجون أداء الظهر بجماعة في المصر يومها» أي الجمعة، يروى ذلك عن علي رضي الله عنه. ويستحب له تأخير الظهر عن الجمعة فإنه يكره له صلاتها منفردا قبل الجمعة في الصحيح. (باب صلاة الجمعة)

مبین الرحمٰن

فاضل جامعہ دار العلوم کراچی

محلہ بلال مسجد نیو حاجی کیمپ سلطان آباد کراچی

19 شعبان المعظم 1444ھ/12 مارچ 2023

مسافر کے لیے نمازِ جمعہ پڑھانے کا حکم

مبین الرحمٰن
فاضل جامعہ دار العلوم کراچی
متخصص جامعہ اسلامیہ طیبہ کراچی

مسافر کے لیے نمازِ جمعہ پڑھانے کا حکم:

جو شخص شرعی طور پر مسافر ہو تو اس کے لیے نمازِ جمعہ کی امامت کرانا بالکل درست ہے، اس میں کوئی حرج نہیں، چاہے تو وہ مقیم حضرات کو جمعہ پڑھائے یا مسافر حضرات کو؛ دونوں ہی صورتیں جائز ہیں۔

- الدر المختار:

(وَيَصْلُحُ لِلْإِمَامَةِ فِيهَا مَنْ صَلُحَ لِغَيْرِهَا فَجَازَتْ لِمُسَافِرٍ وَعَبْدٍ وَمَرِيضٍ وَتَنْعَقِدُ) الْجُمُعَةُ (بِهِمْ) أَيْ بِحُضُورِهِمْ بِالطَّرِيقِ الْأَوْلَى.

- رد المحتار علی الدر المختار:

(قَوْلُهُ: مَنْ صَلَحَ لِغَيْرِهَا) أَيْ لِإِمَامَةِ غَيْرِ الْجُمُعَةِ، فَهُوَ عَلَى تَقْدِيرِ مُضَافٍ، وَالْمُرَادُ الْإِمَامَةُ لِلرِّجَالِ فَخَرَجَ الصَّبِيُّ؛ لِأَنَّهُ مَسْلُوبُ الْأَهْلِيَّةِ، وَالْمَرْأَةُ؛ لِأَنَّهَا لَا تَصْلُحُ إمَامًا لِلرِّجَالِ. (قَوْلُهُ: وَتَنْعَقِدُ بِهِمْ) أَشَارَ بِهِ إلَى خِلَافِ الشَّافِعِيِّ رَحِمَهُ اللهُ، حَيْثُ قَالَ بِصِحَّةِ إمَامَتِهِمْ وَعَدَمِ الِاعْتِدَادِ بِهِمْ فِي الْعَدَدِ الَّذِي تَنْعَقِدُ بِهِمُ الْجُمُعَةُ، وَذَلِكَ لِأَنَّهُمْ لَمَّا صَلَحُوا لِلْإِمَامَةِ فَلَأَنْ يَصْلُحُوا لِلِاقْتِدَاءِ أَوْلَى، «عِنَايَةٌ». (باب الجمعة)

مبین الرحمٰن

فاضل جامعہ دار العلوم کراچی

محلہ بلال مسجد نیو حاجی کیمپ سلطان آباد کراچی

3 رمضان 1443ھ/ 5 اپریل 2022

مسافر ظہر ادا کر کے شہر پہنچے تو نمازِ جمعہ کا حکم

مبین الرحمٰن
فاضل جامعہ دار العلوم کراچی
متخصص جامعہ اسلامیہ طیبہ کراچی

مسافر جمعہ کے دن ظہر ادا کرنے کے بعد شہر پہنچے تو نمازِ جمعہ کا حکم:

مسافر نے جمعہ کے دن اپنے شہر پہنچنے سے پہلے ہی نمازِ ظہر ادا کرلی، پھر وہ نمازِ جمعہ کے وقت اپنے شہر پہنچ گیا تو اس کے ذمے نمازِ جمعہ کی ادائیگی واجب نہیں۔ لیکن اگر وہ اس کے باوجود بھی نمازِ جمعہ میں شریک ہو گیا تو نمازِ جمعہ ادا ہو جائے گی اور وہ نمازِ ظہر جو اس نے راستے میں ادا کی تھی وہ نفل شمار ہو جائے گی۔ واضح رہے کہ اگر مسافر کو یہ قوی امید ہو کہ وہ ایسے وقت میں اپنے شہر پہنچ سکتا ہے جب اس کو نمازِ جمعہ میں شرکت نصیب ہو سکے گی تو ایسی صورت میں اس کے لیے مستحب یہ ہے کہ وہ راستے میں نمازِ ظہر ادا نہ کرے بلکہ شہر پہنچ کر نمازِ جمعہ میں شرکت کرلے۔ (مراقی الفلاح، فتاویٰ تاتارخانیہ)

- مراقي الفلاح شرح متن نور الإيضاح:

«ومن لا جمعة عليه» كمريض ومسافر ورقيق وامرأة وأعمى ومقعد «إن أداها جاز عن فرض الوقت»؛ لأن سقوط الجمعة عنه للتخفيف عليه، فإذا تحمل ما لم يكلف به وهو الجمعة جاز عن ظهره كالمسافر إذا صام. وكلام الشراح يدل على أن الأفضل لهم الجمعة غير أنه يستثنى منه المرأة؛ لمنعها عن الجماعة. «ومن لا عذر له» يمنعه عن حضور الجمعة «لو صلى الظهر قبلها» أي قبل صلاة الجمعة انعقد ظهره لوجود وقت الأصل في حق الكافة وهو الظهر لكنه لما أمر بالجمعة «حرم» عليه الظهر وكان انعقاده موقوفا «فإن سعى» أي مشى «إليها» أي إلى الجمعة «و» كان «الإمام فيها» وقت انفصاله عن داره لم يتمها أو أقيمت بعد ما سعى إليها «بطل ظهره» أي وصفه وصار نفلا وكذا المعذور «وإن لم يدركها» في الأصح، وقيل: إذا مشى خطوتين في البيت الواسع يبطل، ولا يبطل إذا كان مقارنا للفراغ منها كما بعده أو لم تقم الجمعة أصلا، وقال: لا يبطل ظهره حتى يدخل مع القوم، وفي رواية: حتى يتمها، حتى لو أفسد الجمعة قبل تمامها لا يبطل ظهره على هذه الرواية، ويقتصر الفساد عليه لو كان إماما ولم يحضر الجمعة من اقتدى به في الظهر، «وكره للمعذور» كمريض ورقيق ومسافر

«والمسجون أداء الظهر بجماعة في المصر يومها» أي الجمعة، يروى ذلك عن علي رضي الله عنه، ويستحب له تأخير الظهر عن الجمعة فإنه يكره له صلاتها منفردا قبل الجمعة في الصحيح. (باب صلاة الجمعة)

مبین الرحمٰن
فاضل جامعہ دار العلوم کراچی
محلہ بلال مسجد نیو حاجی کیمپ سلطان آباد کراچی
20 شعبان المعظم 1444ھ/ 13 مارچ 2023

جمعہ کی پہلی اذان
کے بعد مسجد کے قریب خرید وفروخت کا حکم

مبین الرحمٰن

فاضل جامعہ دار العلوم کراچی
متخصص جامعہ اسلامیہ طیبہ کراچی

آجکل یہ صورتحال بڑی کثرت سے دیکھنے کو ملتی ہے کہ بہت سی مساجد کے پاس عطر، ٹوپیوں، مسواک اور رومال وغیرہ کی دکانیں ہوا کرتی ہیں، یا بعض لوگ مسجد کے دروازے کے پاس یہ چیزیں فروخت کرنے کے لیے ٹیہ وغیرہ لگا لیتے ہیں، چنانچہ جب لوگ پہلی اذان کے بعد نمازِ جمعہ کی ادائیگی کے لیے مسجد پہنچ جاتے ہیں تو وہاں موجود دکان اور ٹیے سے مذکورہ چیزیں خرید لیتے ہیں اور نمازِ جمعہ کے ساتھ مذکورہ چیزوں کے کسی درجے میں تعلق ہونے کی وجہ سے اس خرید وفروخت میں کوئی گناہ بھی نہیں سمجھا جاتا اور اس میں دیندار لوگ بھی مبتلا ہوتے ہیں، اگرچہ اس سے بڑھ کر قابلِ اصلاح صورتحال مذکورہ چیزوں کے علاوہ دیگر چیزوں کی خرید وفروخت کی ہے۔

ایسے میں یہ سوال اُٹھتا ہے کہ کیا یہ خرید وفروخت جائز ہے؟ ذیل میں اس کا تفصیلی حکم ذکر کیا جاتا ہے تاکہ صحیح مسئلہ واضح ہو کر غلطیوں کی اصلاح ہو سکے۔ ابتدا میں کچھ تمہیدی باتیں ملاحظہ فرمائیں۔

جمعہ کی پہلی اذان کے بعد سَعی اِلی الجمعہ کا حکم:

شریعت نے جمعہ کی نماز کے لیے جلدی جانے کی ترغیب دیتے ہوئے اس کی بڑی فضیلت بیان فرمائی ہے، پھر جمعہ کی پہلی اذان ہوتے ہی نمازِ جمعہ کی ادائیگی کے لیے جانے کو واجب قرار دیا ہے، اس کو سعی الی الجمعہ کہا جاتا ہے، حتی کہ جمعہ کی پہلی اذان شروع ہوتے ہی خرید وفروخت اور ہر وہ کام ممنوع قرار دیا ہے جو کہ اس سعی الی الجمعہ یعنی جمعہ کے لیے جانے میں رکاوٹ بنے تاکہ بروقت جمعہ کی ادائیگی کے لیے جانا ہو سکے۔

چنانچہ اللہ تعالیٰ سورۃ الجمعہ میں فرماتے ہیں:

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اِذَا نُوْدِيَ لِلصَّلٰوةِ مِنْ يَّوْمِ الْجُمُعَةِ فَاسْعَوْا اِلٰى ذِكْرِ اللّٰهِ وَذَرُوا الْبَيْعَ ۭ ذٰلِكُمْ خَيْرٌ لَّكُمْ اِنْ كُنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ. (٩)

ترجمہ: ”اے ایمان والو! جب جمعہ کے دن نماز کے لیے پکارا جائے تو اللہ کے ذکر کی طرف لپکو اور خرید وفروخت چھوڑ دو، یہ تمہارے لیے بہتر ہے اگر تم سمجھو۔“ (آسان ترجمہ قرآن)

سَعی اِلی الجمعہ میں رکاوٹ بننے والے امور کی ممانعت:

جمعہ کی پہلی اذان کے بعد سعی الی الجمعہ میں رکاوٹ بننے والا ہر کام ممنوع اور ناجائز ٹھہرتا ہے، چاہے دنیوی کام ہو یا دینی۔ واضح رہے کہ قرآن کریم میں تو صرف خرید وفروخت ترک کردینے کا ذکر ہے، لیکن حضرات فقہائے کرام فرماتے ہیں کہ اس سے ہر وہ کام مراد ہے جو سعی الی الجمعہ میں خلل انداز ہو، چاہے خرید وفروخت ہو، کھانا پینا ہو، سونا ہو، مطالعہ کرنا ہو، یا کوئی بھی دینی یا دنیوی کام ہو؛ وہ سب ممنوع ہیں۔ چنانچہ شیخ الاسلام مفتی تقی عثمانی صاحب دام ظلہم مذکورہ آیت کے تحت فرماتے ہیں:

"جمعہ کی پہلی اذان کے بعد جمعہ کے لیے روانہ ہونے کے سوا کوئی اور کام جائز نہیں، نیز جب تک جمعہ ختم نہ ہو جائے خرید فروخت کا کوئی معاملہ جائز نہیں ہے۔ اللہ کے ذکر سے مراد جمعہ کا خطبہ اور نماز ہے۔"

(آسان ترجمہ قرآن)

کونسی مسجد کی اذان کے بعد خرید وفروخت کی ممانعت ہے؟

واضح رہے کہ محلے کی مسجد یعنی قریبی مسجد میں جب جمعہ کی پہلی اذان ہو جائے تو سعی الی الجمعہ واجب ہو جاتا ہے، اس لیے محلے ہی کی مسجد کی اذان کے بعد خرید وفروخت کی ممانعت ہے۔ دیکھیے: فقہ البیوع۔

جمعہ کی پہلی اذان کے بعد کیے گئے خرید وفروخت کا حکم:

مذکورہ تفصیل کے مطابق جمعہ کی پہلی اذان کے بعد خرید وفروخت کرنا ناجائز ہے، ایسی صورت میں خرید وفروخت کرنے والے دونوں فریق گناہ گار ہوں گے، اس لیے ان کے ذمے توبہ واستغفار کرنا ضروری ہے۔ اور اس گناہ کے ازالے کے لیے متعدد فقہاء کرام کے نزدیک ایسے معاملے کو ختم کرنا بھی واجب ہے۔ دیکھیے: فقہ البیوع از شیخ الاسلام مفتی محمد تقی عثمانی صاحب دام ظلہم۔

جمعہ کی پہلی اذان کے بعد مسجد کے قریب خرید وفروخت کا حکم:

ماقبل کی تفصیل سے یہ بات بخوبی واضح ہوجاتی ہے کہ مسجد کی پہلی اذان کے بعد مسجد کے قریب کسی دکان یا مسجد کے دروازے پر بنے کسی ٹھیے پر کوئی چیز فروخت کرنا یا لوگوں کا ان سے کوئی چیز خریدنا دونوں ہی ناجائز ہیں۔

اس لیے اگر کسی کو مسواک، ٹوپی، عطر وغیرہ کی ضرورت ہو تو وہ یہ کام جمعہ کی پہلی اذان سے پہلے سرانجام دے یا اگر کوئی اور چیز خریدنے کی ضرورت ہو تو یہ کام جمعہ کی نماز کے بعد بھی کیا جاسکتا ہے۔

ذیل میں مزید وضاحت کے لیے کچھ مسائل ذکر کیے جاتے ہیں:

مسئلہ 1: اگر دو افراد جمعہ کی پہلی اذان کے بعد نمازِ جمعہ کے لیے جاتے جاتے اس طرح خرید وفروخت کریں کہ سعی الی الجمعہ فوت نہ ہو یعنی اس کی وجہ سے ٹھہرنا نہ پڑے تو یہ جائز ہے۔

مسئلہ 2: اگر جمعہ کی پہلی اذان کے بعد کوئی شخص مسجد کے قریب کسی دکان یا ٹھیے سے کوئی چیز خریدے اور اُن میں سے کسی ایک نے جمعہ کی نماز ادا نہ کی ہو تو یہ معاملہ بھی جائز نہیں، کیوں کہ جس نے اب تک نمازِ جمعہ ادا نہیں کی تو وہ اس لیے گناہ گار ہے کہ اس نے سعی الی الجمعہ کا واجب ترک کیا ہے، جبکہ جس نے جمعہ کی نماز ادا کر دی ہے وہ اس لیے گناہ گار ہے کہ یہ اُس دوسرے شخص کے سعی الی الجمعہ میں خلل انداز ہو رہا ہے۔

اس سے یہ بات معلوم ہوگئی کہ اگر کوئی شخص کسی اور مسجد میں جمعہ کی نماز ادا کر کے ایسی مسجد کے محلے میں آیا جہاں پہلی اذان تو ہو چکی ہو لیکن تاحال جمعہ کی نماز نہ ہوئی ہو تو ایسی صورت میں جمعہ کی نماز ہو جانے تک ایسے شخص سے کوئی چیز خریدنا بھی ناجائز ہے جس نے جمعہ کی نماز ادا نہ کی ہو۔

مسئلہ 3: مسجد کے قریب بعض دکانوں اور تجارتی مراکز والے یوں کرتے ہیں کہ جمعہ کی پہلی اذان کے بعد تجارت بند نہیں کرتے بلکہ متعدد مساجد میں باری باری نمازِ جمعہ کی ادائیگی کے لیے جاتے ہیں تاکہ کاروبار چلتا رہے، یاد رہے کہ یہ بھی ناجائز ہے کیوں کہ سعی الی الجمعہ کا حکم ان میں سے ہر ایک کے لیے واجب ہے، اس

لیے جمعہ کی پہلی اذان کے بعد دکان میں بیٹھے رہنے سے یہ واجب فوت ہو جاتا ہے۔

مسئلہ 4: البتہ جن مساجد میں جمعہ کی پہلی اذان تاخیر سے یعنی بیان کے بعد اور سنتوں سے پہلے دی جاتی ہے تو وہاں مسجد کے قریب خرید وفروخت کی گنجائش ہے، البتہ نمازِ جمعہ کے اہتمام اور فضیلت کی وجہ سے مناسب یہی ہے کہ نمازِ جمعہ کا وقت داخل ہو جانے کے بعد کاروبار بندر کھا جائے۔

- الموسوعة الفقهية الكويتية:

النَّوْعُ الثَّانِي: الأَسْبَابُ الَّتِي تُؤَدِّي إِلَى مُخَالَفَةٍ دِينِيَّةٍ أَوْ عِبَادِيَّةٍ مَحْضَةٍ:

أ- الْبَيْعُ عِنْدَ أَذَانِ الْجُمُعَةِ:

١٣٣- أَمَرَ الْقُرْآنُ الْكَرِيمُ بِتَرْكِ الْبَيْعِ عِنْدَ النِّدَاءِ (الأَذَانِ) يَوْمَ الْجُمُعَةِ، فَقَال تَعَالَى: «يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا إِذَا نُودِيَ لِلصَّلَاةِ مِنْ يَوْمِ الْجُمُعَةِ فَاسْعَوْا إِلَى ذِكْرِ اللهِ وَذَرُوا الْبَيْعَ ذَلِكُمْ خَيْرٌ لَكُمْ إِنْ كُنْتُمْ تَعْلَمُونَ». وَالأَمْرُ بِتَرْكِ الْبَيْعِ نَهْيٌ عَنْهُ. وَلَمْ يَخْتَلِفِ الْفُقَهَاءُ فِي أَنَّ هَذَا الْبَيْعَ مُحَرَّمٌ لِهَذَا النَّصِّ .....

ب- وَالْقَوْل الأَصَحُّ وَالْمُخْتَارُ عِنْدَ الْحَنَفِيَّةِ وَهُوَ اخْتِيَارُ شَمْسِ الأَئِمَّةِ أَنَّ الْمَنْهِيَّ عَنْهُ هُوَ الْبَيْعُ عِنْدَ الأَذَانِ الأَوَّل الَّذِي عَلَى الْمَنَارَةِ، وَهُوَ الَّذِي يَجِبُ السَّعْيُ عِنْدَهُ، وَهُوَ الَّذِي رَوَاهُ الْحَسَنُ عَنْ أَبِي حَنِيفَةَ رَحِمَهُ اللهُ تَعَالَى إِذَا وَقَعَ بَعْدَ الزَّوَال. وَعَلَّلُوهُ بِحُصُول الإِعْلَامِ بِهِ، وَلأَنَّهُ لَوِ انْتَظَرَ الأَذَانَ عِنْدَ الْمِنْبَرِ يَفُوتُهُ أَدَاءُ السُّنَّةِ وَسَمَاعُ الْخُطْبَةِ، وَرُبَّمَا تَفُوتُهُ الْجُمُعَةُ إِذَا كَانَ بَيْتُهُ بَعِيدًا مِنَ الْجَامِعِ ......

ثَالِثًا: حُكْمُ الْبَيْعِ فِي الْمَسْجِدِ بَعْدَ السَّعْيِ:

الْفُقَهَاءُ مُتَّفِقُونَ عَلَى كَرَاهَتِهِ:

أ- فَقَدْ نَصَّ الْحَنَفِيَّةُ عَلَى أَنَّ الْبَيْعَ عَلَى بَابِ الْمَسْجِدِ أَوْ فِيهِ عِنْدَ الأَذَانِ الأَوَّل الْوَاقِعِ بَعْدَ الزَّوَال أَعْظَمُ وِزْرًا مِنَ الْبَيْعِ مَاشِيًا إِلَى الْجُمُعَةِ. (البيع: بيع منهي عنه: أَسْبَابُ النَّهْيِ عَنِ الْبَيْعِ)

وضاحت:

جمعہ کی پہلی اذان کے بعد خرید وفروخت کی مروجہ صورتحال کافی افسوسناک اور واجبُ الاصلاح ہے، اور اس کے مسائل بھی تفصیل طلب ہیں، اس لیے زیرِ نظر تحریر میں اس سے متعلق مسائل تفصیل سے ذکر کرنا مقصود نہیں، بلکہ اس تحریر کے عنوان کی مناسبت سے ضروری مسئلہ کی وضاحت مقصود ہے، جس کے ضمن میں مزید وضاحت کے لیے متعدد مسائل بھی ذکر کردیے گئے۔

فائدہ: نماز جمعہ کے وقت اور اس سے متعلق رائج غلطیوں کی اصلاح کے لیے ''نمازِ جمعہ کا وقت اور اس کے احکام'' ملاحظہ فرمائیں جو کہ ماقبل میں ذکر ہو چکا۔

مبین الرحمٰن
فاضل جامعہ دار العلوم کراچی
محلہ بلال مسجد نیو حاجی کیمپ سلطان آباد کراچی
13 رجب المرجب 1442ھ/26 فروری 2020

جمعہ کی پہلی اذان کے بعد گھر میں سنتیں ادا کرنے کا حکم

مبین الرحمٰن
فاضل جامعہ دار العلوم کراچی
متخصص جامعہ اسلامیہ طیبہ کراچی

جمعہ کی پہلی اذان کے بعد سَعی اِلی الجمعہ کا حکم:

شریعت نے جمعہ کی نماز کے لیے جلدی جانے کی ترغیب دیتے ہوئے اس کی بڑی فضیلت بیان فرمائی ہے، پھر جمعہ کی پہلی اذان ہوتے ہی نمازِ جمعہ کی ادائیگی کے لیے جانے کو واجب قرار دیا ہے، اس کو سعی الی الجمعہ کہا جاتا ہے، حتی کہ جمعہ کی پہلی اذان شروع ہوتے ہی خرید وفروخت اور ہر وہ کام ممنوع قرار دیا ہے جو کہ اس سعی الی الجمعہ یعنی جمعہ کے لیے جانے میں رکاوٹ بنے تاکہ بروقت جمعہ کی ادائیگی کے لیے جانا ہو سکے۔

چنانچہ اللہ تعالیٰ سورۃ الجمعہ میں فرماتے ہیں:

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اِذَا نُوْدِيَ لِلصَّلٰوةِ مِنْ يَّوْمِ الْجُمُعَةِ فَاسْعَوْا اِلٰى ذِكْرِ اللّٰهِ وَذَرُوا الْبَيْعَ ۭ ذٰلِكُمْ خَيْرٌ لَّكُمْ اِنْ كُنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ. (٩)

ترجمہ: ’’اے ایمان والو! جب جمعہ کے دن نماز کے لیے پکارا جائے تو اللہ کے ذکر کی طرف لپکو اور خرید وفروخت چھوڑ دو، یہ تمہارے لیے بہتر ہے اگر تم سمجھو۔‘‘ (آسان ترجمہ قرآن)

سَعی اِلی الجمعہ میں رکاوٹ بننے والے امور کی ممانعت:

جمعہ کی پہلی اذان کے بعد سعی الی الجمعہ میں رکاوٹ بننے والا ہر کام ممنوع اور ناجائز ٹھہرتا ہے، چاہے دنیوی کام ہو یا دینی۔ واضح رہے کہ قرآن کریم میں تو صرف خرید وفروخت ترک کردینے کا ذکر ہے، لیکن حضرات فقہائے کرام فرماتے ہیں کہ اس سے ہر وہ کام مراد ہے جو سعی الی الجمعہ میں خلل انداز ہو، چاہے خرید وفروخت ہو، کھانا پینا ہو، سونا ہو، مطالعہ کرنا ہو، یا کوئی بھی دینی یا دنیوی کام ہو؛ وہ سب ممنوع ہیں۔ چنانچہ شیخ الاسلام مفتی تقی عثمانی صاحب دام ظلہم مذکورہ آیت کے تحت فرماتے ہیں:

’’جمعہ کی پہلی اذان کے بعد جمعہ کے لیے روانہ ہونے کے سوا کوئی اور کام جائز نہیں، نیز جب تک جمعہ ختم نہ ہو جائے خرید فروخت کا کوئی معاملہ جائز نہیں ہے۔ اللہ کے ذکر سے مراد جمعہ کا خطبہ اور نماز ہے۔‘‘

(آسان ترجمہ قرآن)

کونسی مسجد کی اذان کے بعد خرید وفروخت کی ممانعت ہے؟

واضح رہے کہ محلے کی مسجد یعنی قریبی مسجد میں جب جمعہ کی پہلی اذان ہو جائے تو سعی الی الجمعہ واجب ہو جاتا ہے، اس لیے محلے ہی کی مسجد کی اذان کے بعد خرید وفروخت کی ممانعت ہے۔ دیکھیے: فقہ البیوع۔

جمعہ کی پہلی اذان کے بعد گھر میں سنتیں ادا کرنے کا حکم:

ما قبل کی تفصیل سے یہ مسئلہ واضح ہو جاتا ہے کہ جمعہ کی پہلی اذان کے بعد گھر میں سنتیں ادا کرنا ممنوع اور ناجائز ہے، کیوں کہ یہ سعی الی الجمعۃ میں رکاوٹ ہیں۔

- الموسوعة الفقهية الكويتية:

قِيَاسُ غَيْرِ الْبَيْعِ مِنَ الْعُقُودِ عَلَيْهِ فِي التَّحْرِيمِ:

١٣٦- النَّهْيُ عِنْدَ الْجُمْهُورِ شَامِلٌ الْبَيْعَ وَالنِّكَاحَ وَسَائِرَ الْعُقُودِ، بَل نَصَّ الْحَنَفِيَّةُ عَلَى وُجُوبِ تَرْكِ كُل شَيْءٍ يُؤَدِّي إِلَى الاِشْتِغَال عَنِ السَّعْيِ إِلَى الْجُمُعَةِ أَوْ يُخِل بِهِ.

(بَيْعٌ: بَيْعٌ مَنْهِيٌّ عَنْهُ: أَسْبَابُ النَّهْيِ غَيْرِ الْعَقْدِيَّةِ: الْبَيْعُ عِنْدَ أَذَانِ الْجُمُعَةِ)

مبین الرحمٰن
فاضل جامعہ دار العلوم کراچی
محلہ بلال مسجد نیو حاجی کیمپ سلطان آباد کراچی
19 ربیع الآخر 1445ھ/4 نومبر 2023

نمازِ جُمعہ

کی سنّت نماز اور اس کی رکعات کی تعداد

مبین الرحمٰن

فاضل جامعہ دار العلوم کراچی

متخصص جامعہ اسلامیہ طیبہ کراچی

جمعہ کی سنتوں سے متعلق احناف کا مذہب اور اس کی تفصیل:

حضرت امام اعظم ابو حنیفہ نعمان بن ثابت رحمہ اللہ کے نزدیک جمعہ کی فرض نماز سے پہلے چار رکعات سنتِ مؤکدہ ہیں، اور جمعہ کی فرض نماز کے بعد بھی چار رکعات سنت مؤکدہ ہیں، جبکہ امام ابو یوسف یعقوب رحمہ اللہ کے نزدیک جمعہ کی فرض نماز کے بعد چھ رکعات سنت ہیں، کیوں کہ بعض روایات میں چھ رکعات کا بھی ذکر آیا ہے۔ اسی اختلاف کے پیشِ نظر متعدد حضرات فقہاء کرام نے امام ابو یوسف رحمہ اللہ کے مذہب کو ترجیح دیتے ہوئے جمعہ کی فرض نماز کے بعد چھ رکعات کو سنتِ مؤکدہ قرار دیا ہے، جبکہ متعدد حضرات فقہائے کرام امام اعظم ابو حنیفہ رحمہ اللہ کے مذہب کو ترجیح دیتے ہوئے ساتھ میں یہ بھی فرماتے ہیں کہ جمعہ کی فرض نماز کے بعد چھ رکعات ادا کرنا زیادہ بہتر اور افضل ہے، اسی تناظر میں بعض حضرات اکابر نے ان دو رکعات کو سنتِ غیر مؤکدہ بھی قرار دیا ہے۔ گویا کہ افضل یہی ہے کہ چھ رکعات ادا کی جائیں کہ اس میں احتیاط بھی ہے۔

جمعہ کی فرض نماز کے بعد چھ رکعات ادا کرنے کی صورت میں یہ بھی درست ہے کہ پہلے چار رکعات ادا کی جائیں پھر دو، جیسا کہ حضرت امام ابو یوسف رحمہ اللہ کا مذہب ہے، اور یہ بھی درست ہے کہ پہلے دو رکعات ادا کی جائیں پھر چار رکعات، بعض حضرات اکابر نے اس کو بہتر قرار دیا ہے کیوں کہ روایات سے اس کی تائید ہوتی ہے۔ (تفصیل کے لیے دیکھیے: درس ترمذی جلد دوم از شیخ الاسلام مفتی محمد تقی عثمانی صاحب دام ظلہم)

- العرف الشذی شرح سنن الترمذی میں ہے:

السنن قبل الجمعة أربعة عندنا، وعند الشافعي: ركعتان. وأما بعد الجمعة فركعتان عند الشافعي، وأربع عند أبي حنيفة، وست ركعات عند صاحبيه، وفي الست طريقان، والمختار عندي: أن يأتي بالركعتين قبل الأربع؛ لعمل ابن عمر في «سنن أبي داود».

(باب ما جاء في الصلاة قبل الجمعة وبعدها)

جمعہ کی فرض نماز سے قبل اور اس کے بعد سنت نماز احادیث مبارکہ سے ثابت ہے، یہی جمہور ائمہ کرام کا مذہب ہے، اس سے متعلق تفصیل اور دلائل ذکر کیے جاتے ہیں تاکہ یہ مسئلہ بخوبی واضح ہو سکے۔

نمازِ جمعہ کی سنّت نماز اور اس کی رکعات کا ثبوت

1۔ صحیح بخاری میں ہے کہ حضور اقدس ﷺ نے فرمایا کہ: ''جو شخص غسل کرکے حسبِ استطاعت پاکی حاصل کرلے، پھر تیل یا خوشبو لگا کر جمعہ کے لیے آئے، پھر حسبِ توفیق نماز ادا کرے پھر جب امام خطبہ کے لیے آئے تو خاموش ہو جائے؛ تو اس جمعہ سے لے کر اگلے جمعہ تک اس کے (صغیرہ) گناہ معاف ہو جاتے ہیں'':

٩١٠: عَنْ سَعِيدٍ الْمَقْبُرِيِّ عَنْ أَبِيهِ، عَنِ ابْنِ وَدِيعَةَ: حَدَّثَنَا سَلْمَانُ الْفَارِسِيُّ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «مَنِ اغْتَسَلَ يَوْمَ الْجُمُعَةِ وَتَطَهَّرَ بِمَا اسْتَطَاعَ مِنْ طُهْرٍ ثُمَّ ادَّهَنَ أَوْ مَسَّ مِنْ طِيبٍ ثُمَّ رَاحَ فَلَمْ يُفَرِّقْ بَيْنَ اثْنَيْنِ فَصَلَّى مَا كُتِبَ لَهُ ثُمَّ إِذَا خَرَجَ الْإِمَامُ أَنْصَتَ: غُفِرَ لَهُ مَا بَيْنَهُ وَبَيْنَ الْجُمُعَةِ الْأُخْرَى». (بَاب لَا يُفَرَّقُ بَيْنَ اثْنَيْنِ يَوْمَ الْجُمُعَةِ)

2۔ صحیح مسلم میں ہے کہ حضور اقدس ﷺ نے فرمایا کہ: ''جو شخص غسل کرکے جمعہ کے لیے آئے، پھر جتنی نماز مقدر میں ہو وہ ادا کرے پھر خطبہ ختم ہونے تک خاموش رہے پھر جماعت کے ساتھ نماز ادا کرے تو اس کے اگلے جمعہ تک اور مزید تین دن کے (صغیرہ) گناہ معاف ہو جاتے ہیں'':

٨٥٧: عَنْ سُهَيْلٍ عَنْ أَبِيهِ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: «مَنِ اغْتَسَلَ ثُمَّ أَتَى الْجُمُعَةَ فَصَلَّى مَا قُدِّرَ لَهُ ثُمَّ أَنْصَتَ حَتَّى يَفْرُغَ مِنْ خُطْبَتِهِ ثُمَّ يُصَلِّيَ مَعَهُ غُفِرَ لَهُ مَا بَيْنَهُ وَبَيْنَ الْجُمُعَةِ الأُخْرَى وَفَضْلَ ثَلَاثَةِ أَيَّامٍ».

ان دو احادیث مبارکہ سے جمعہ کی فرض نماز سے پہلے نماز ادا کرنے کی فضیلت ثابت ہوتی ہے، البتہ ان میں رکعات کی تعداد کا ذکر نہیں۔

3۔ سنن الترمذی میں ہے کہ حضور اقدس ﷺ زوال کے بعد چار رکعات نماز ایک ہی سلام کے ساتھ ادا فرماتے:

٤٧٨- عَنْ مُجَاهِدٍ عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ السَّائِبِ: أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ كَانَ يُصَلِّي أَرْبَعًا بَعْدَ أَنْ تَزُولَ الشَّمْسُ قَبْلَ الظُّهْرِ، وَقَالَ: «إِنَّهَا سَاعَةٌ تُفْتَحُ فِيهَا أَبْوَابُ السَّمَاءِ، وَأُحِبُّ أَنْ يَصْعَدَ لِي فِيهَا عَمَلٌ

صَالِحٌ». وَفِي البَابِ عَنْ عَلِيٍّ، وَأَبِي أَيُّوبَ: «حَدِيثُ عَبْدِ اللهِ بْنِ السَّائِبِ حَدِيثٌ حَسَنٌ غَرِيبٌ». وَرُوِيَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ: «أَنَّهُ كَانَ يُصَلِّي أَرْبَعَ رَكَعَاتٍ بَعْدَ الزَّوَالِ، لَا يُسَلِّمُ إِلَّا فِي آخِرِهِنَّ».

اس حدیث سے زوال کے بعد چار رکعات ادا کرنے سے متعلق حضور اقدس ﷺ کی عادتِ مبارکہ ثابت ہو رہی ہے اور اس میں چوں کہ جمعہ کا استثنا نہیں ہے بلکہ یہ تمام ایام کو شامل ہے اس لیے اس سے معلوم ہو رہا ہے کہ جمعہ کے دن فرض نماز سے پہلے بھی چار رکعات سنت ہیں۔

4۔ سنن ابن ماجہ میں ہے کہ حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ حضور اقدس ﷺ جمعہ کی فرض نماز سے پہلے چار رکعات ایک سلام کے ساتھ ادا فرماتے:

١١٢٩: عَنْ حَجَّاجِ بْنِ أَرْطَاةَ عَنْ عَطِيَّةَ الْعَوفِيِّ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ: كَانَ النَّبِيُّ ﷺ يَرْكَعُ قَبْلَ الْجُمُعَةِ أَرْبَعًا، لَا يَفْصِلُ فِي شَيْءٍ مِنْهُنَّ. (بَابُ مَا جَاءَ فِي الصَّلَاةِ قَبْلَ الْجُمُعَةِ)

5۔ المعجم الاوسط للطبرانی میں ہے کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضور اقدس ﷺ جمعہ کی فرض نماز سے پہلے اور اس کے بعد چار رکعات ایک سلام کے ساتھ ادا فرماتے:

١٦١٧- عن عاصم بن ضمرة عن علي قال: كان رسول الله ﷺ يصلي قبل الجمعة أربعا وبعدها أربعا يجعل التسليم في آخرهن ركعة.

"اِعلاءُ السنن" میں امام العصر شیخ الاسلام حضرت علامہ ظفر احمد عثمانی رحمہ اللہ نے اس کی سند کی تحقیق فرما کر اس کی سند کو حسن قرار دیا ہے۔

6۔ المعجم الاوسط للطبرانی میں ہے کہ حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضور اقدس ﷺ جمعہ کی فرض نماز سے پہلے اور اس کے بعد چار رکعات ادا فرماتے:

٣٩٥٩- عن أبي عبيدة عن عبد الله، عن النبي ﷺ: أنه كان يصلي قبل الجمعة أربعا وبعدها أربعا.

7۔ المعجم الکبیر للطبرانی میں ہے کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ حضور اقدس ﷺ جمعہ کی

فرض نماز سے پہلے اور اس کے بعد چار رکعات ایک سلام کے ساتھ ادا فرماتے:

١٢٦٧٤- عن الحجاج بن أرطاة عن عطية العوفي، عن ابن عباس قال: كان رسول الله ﷺ يركع قبل الجمعة أربعا وبعدها أربعا لا يفصل بينهن.

احادیثِ مذکورہ کی اِسنادی حیثیت:

حضور اقدس ﷺ سے جمعہ کی نماز سے پہلے چار رکعات کے ثبوت پر مشتمل ان احادیث مبارکہ پر بعض محدثین کرام نے کلام کیا ہے جبکہ بعض کو شدید ضعیف قرار دیا ہے، لیکن حقیقت یہ ہے کہ اوّل تو یہ احادیث تمام تر ضعیف نہیں ہیں بلکہ ان میں حَسن درجے کی احادیث بھی ہیں، دوم یہ کہ یہ احادیث مجموعی طور پر باہمی تقویت کا باعث بن جاتی ہیں جس کی وجہ سے ضعیف احادیث بھی حسن کے درجے تک پہنچ جاتی ہیں، خصوصًا جبکہ ان احادیث میں بعض حسن درجے کی بھی ہیں جن سے مزید تقویت مل جاتی ہے، سوم یہ کہ جن احادیث میں جمعہ کی فرض نماز سے پہلے نماز ادا کرنے کی ترغیب دی گئی ہے ان سے بھی تائید مل جاتی ہے، چہارم یہ کہ جلیل القدر صحابہ کرام کی قولی اور فعلی احادیث سے بھی ان مرفوع احادیث کی بخوبی تائید ہو جاتی ہے، پنجم یہ کہ ان جلیل القدر صحابہ کرام نے جمعہ سے پہلے کی چار رکعات اپنی جانب سے بیان نہیں کی کیوں کہ رکعات کی تعداد اپنی طرف سے بیان نہیں کی جاسکتی اور نہ ہی اس میں اجتہاد کا عمل دخل ہوتا ہے، بلکہ حضور ﷺ سے سن کر یا انھیں دیکھ کر ہی رکعات کی تعداد بیان کی جاسکتی ہے۔ اس لیے ان مذکورہ بالا مرفوع احادیث کو اس تناظر میں قبول کرنے اور ان کو ذکر کرنے میں مضائقہ نہیں۔ ان کی تفصیل آگے مذکور ہے۔ ان احادیث کی اسناد کی تحقیق کے لیے ملاحظہ فرمائیں: إعلاء السنن از امام العصر شیخ الاسلام حضرت علامہ ظفر احمد عثمانی رحمہ اللہ۔

8۔ سنن الترمذی میں ہے کہ حضور اقدس ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ: ”جو شخص جمعہ کی فرض نماز کے بعد نماز ادا کرے تو چار رکعات ادا کرے“:

٥٢٣- عَنْ سُهَيْلِ بْنِ أَبِي صَالِحٍ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «مَنْ كَانَ

مِنْكُمْ مُصَلِّيًا بَعْدَ الجُمُعَةِ فَلْيُصَلِّ أَرْبَعًا». هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ.

9۔ سنن ابن ماجہ میں ہے کہ حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ: "جب تم جمعہ کی فرض نماز کے بعد نماز ادا کرو تو چار رکعات ادا کرو":

١١٣٢- عَنْ سُهَيْلِ بْنِ أَبِي صَالِحٍ عَنْ أَبِيهِ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «إِذَا صَلَّيْتُمْ بَعْدَ الْجُمُعَةِ فَصَلُّوهَا أَرْبَعًا».

- یہ حدیث سنن ابی داود میں بھی ہے:

١١٣٣- عَنْ سُهَيْلٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ -قَالَ ابْنُ الصَّبَّاحِ: قَالَ-: «مَنْ كَانَ مُصَلِّيًا بَعْدَ الْجُمُعَةِ فَلْيُصَلِّ أَرْبَعًا». وَتَمَّ حَدِيثُهُ، وَقَالَ ابْنُ يُونُسَ: «إِذَا صَلَّيْتُمُ الْجُمُعَةَ فَصَلُّوا بَعْدَهَا أَرْبَعًا». قَالَ: فَقَالَ لِي أَبِي: يَا بُنَيَّ فَإِنْ صَلَّيْتَ فِي الْمَسْجِدِ رَكْعَتَيْنِ ثُمَّ أَتَيْتَ الْمَنْزِلَ أَوِ الْبَيْتَ فَصَلِّ رَكْعَتَيْنِ».

- یہ حدیث مصنف ابن ابی شیبہ میں بھی ہے:

٥٤١٦- حَدَّثَنَا ابْنُ إِدْرِيسَ عَنْ سُهَيْلٍ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «مَنْ كَانَ مِنْكُمْ مُصَلِّيًا بَعْدَ الْجُمُعَةِ فَلْيُصَلِّ أَرْبَعًا».

ان احادیث سے جمعہ کی فرض نماز کے بعد چار رکعات سنت کا صراحت سے ثبوت ملتا ہے۔

حضرات صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے ثبوت:

- مصنف ابن ابی شیبہ میں ہے:

٥٤٠٥- حَدَّثَنَا حَفْصٌ عَنِ الأَعْمَشِ، عَنْ إِبْرَاهِيمَ قَالَ: كَانُوا يُصَلُّونَ قَبْلَهَا أَرْبَعًا.

ترجمہ: جلیل القدر تابعی امام ابراہیم نخعی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ حضرات صحابہ کرام رضی اللہ عنہم جمعہ کی فرض نماز سے قبل چار رکعات ادا فرماتے۔

اس سے حضرات صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا عمل بلکہ معمول ثابت ہوتا ہے کہ وہ جمعہ کی فرض نماز سے

پہلے چار رکعات سنت ادا فرماتے۔

اُمُّ المؤمنین حضرت صفیّہ رضی اللہ عنہا سے ثبوت:

حضرت صافیہ تابعیہ فرماتی ہیں کہ میں نے ام المؤمنین حضرت صفیہ رضی اللہ عنہا کو دیکھا کہ انھوں نے جمعہ کے دن امام کے آنے سے پہلے چار رکعات ادا فرمائیں اور پھر امام کے ساتھ دو رکعات ادا فرمائی۔

- طبقات ابن سعد میں ہے:

١١٩١٩- أَخْبَرَنَا يَزِيدُ بْنُ هَارُونَ عَنْ حَمَّادِ بْنِ سَلَمَةَ، عَنْ صَافِيَةَ سَمِعَهَا وَهِيَ تَقُولُ: رَأَيْتُ صَفِيَّةَ بِنْتَ حُيَيٍّ صَلَّتْ أَرْبَعًا قَبْلَ خُرُوجِ الْإِمَامِ وَصَلَّتِ الْجُمُعَةَ مَعَ الْإِمَامِ رَكْعَتَيْنِ.

اس روایت میں ام المؤمنین حضرت صفیہ رضی اللہ عنہا سے جمعہ کی فرض نماز سے پہلے چار رکعات سنت کا ثبوت ملتا ہے۔

حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے ثبوت:

1۔ حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما جمعہ کی فرض نماز سے پہلے طویل نماز ادا فرماتے اور جمعہ کے بعد دو رکعات ادا فرماتے اور یہ فرماتے کہ حضور اقدس ﷺ بھی اسی طرح عمل فرمایا کرتے۔

- سنن ابی داود میں ہے:

١١٣٠- عَنْ نَافِعٍ قَالَ: كَانَ ابْنُ عُمَرَ يُطِيلُ الصَّلَاةَ قَبْلَ الْجُمُعَةِ، وَيُصَلِّي بَعْدَهَا رَكْعَتَيْنِ فِي بَيْتِهِ، وَيُحَدِّثُ أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ كَانَ يَفْعَلُ ذَلِكَ.

- صحیح ابن حبان میں ہے:

٢٤٧٦: عن نافع قال: كان ابن عمر يطيل الصلاة قبل الجمعة، ويصلي بعدها ركعتين في بيته، ويحدث أن رسول الله ﷺ كان يفعل ذلك.

- صحیح ابن خزیمہ میں ہے:

١٨٣٦- عن أيوب قال: قلت لنافع: أكان ابن عمر يصلي قبل الجمعة؟ فقال: قد كان يطيل

الصلاة قبلها ويصلي بعدها ركعتين في بيته ويحدث أن رسول الله ﷺ كان يفعل ذلك.

- مصنف ابن ابی شیبہ میں ہے:

٥٤٠٣- حَدَّثَنَا مُعَاذُ بْنُ مُعَاذٍ عَنِ ابْنِ عَوْنٍ، عَنْ نَافِعٍ قَالَ: كَانَ ابْنُ عُمَرَ يُهَجِّرُ يَوْمَ الْجُمُعَةِ، فَيُطِيلُ الصَّلَاةَ قَبْلَ أَنْ يَخْرُجَ الْإِمَامُ.

ان احادیث میں اگرچہ رکعات کی تعداد کا ذکر نہیں البتہ ان سے جمعہ کی فرض نماز سے پہلے نماز پڑھنے کا ثبوت بلکہ حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کا معمول ثابت ہوتا ہے اور وہ یہ فرماتے کہ حضور اقدس ﷺ بھی اسی طرح عمل فرمایا کرتے۔ رکعات کی تعداد کا ذکر آئندہ کی سطور میں موجود ہے، اس لیے یہ کہنا درست نہیں کہ جمعہ کی فرض نماز سے پہلے نماز ثابت نہیں۔ اس نماز سے سنت نماز مراد لینا زیادہ مناسب ہے، جس کی تفصیل آگے مذکور ہے۔

2۔ حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما جمعہ کی فرض نماز سے قبل چار رکعات ایک سلام کے ساتھ ادا فرماتے، پھر جمعہ کے بعد دو رکعات ادا فرماتے پھر چار رکعات۔

- شرح معانی الآثار میں ہے:

١٨١٦: عن جبلة بن سحيم عن عبد الله بن عمر رضي الله عنهما: أنه كان يصلي قبل الجمعة أربعا، لا يفصل بينهن بسلام، ثم بعد الجمعة ركعتين ثم أربعا.

3۔ حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما جمعہ کی فرض نماز کے بعد دو رکعات ادا فرماتے پھر چار رکعات۔

- سنن الترمذی میں ہے:

وَابْنُ عُمَرَ هُوَ الَّذِي رَوَى عَنِ النَّبِيِّ ﷺ أَنَّهُ كَانَ يُصَلِّي بَعْدَ الجُمُعَةِ رَكْعَتَيْنِ فِي بَيْتِهِ، وَابْنُ عُمَرَ بَعْدَ النَّبِيِّ ﷺ صَلَّى فِي الْمَسْجِدِ بَعْدَ الجُمُعَةِ رَكْعَتَيْنِ، وَصَلَّى بَعْدَ الرَّكْعَتَيْنِ أَرْبَعًا.

4۔ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما جمعہ کی فرض نماز کے بعد چھ رکعات ادا فرماتے: پہلے دو رکعات، پھر چار۔

- مصنف ابن ابی شیبہ میں ہے:

٥٤١٢- حَدَّثَنَا أَبُو الْأَحْوَصِ عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ، عَنْ عَطَاءٍ قَالَ: كَانَ ابْنُ عُمَرَ إِذَا صَلَّى الْجُمُعَةَ صَلَّى

بَعْدَهَا سِتَّ رَكَعَاتٍ: رَكْعَتَيْنِ ثُمَّ أَرْبَعًا.

ان روایات میں جلیل القدر صحابی حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے جمعہ کی فرض نماز سے قبل چار رکعات سنت اور جمعہ کے بعد چھ رکعات سنت کا ثبوت ملتا ہے۔

حضرت عبد اللہ بن مسعود اور حضرت علی رضی اللہ عنہما سے ثبوت:

امام ابو عبد الرحمن سلمی تابعی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ ہمیں حکم فرماتے کہ ہم جمعہ کی فرض نماز سے قبل چار رکعات اور جمعہ کے بعد چار رکعات ادا کریں، پھر حضرت علی رضی اللہ عنہ تشریف لائے اور ہمیں حکم دیا کہ جمعہ کی فرض نماز کے بعد پہلے دو رکعات ادا کریں، پھر چار رکعات۔

- مصنف ابن ابی شیبہ میں ہے:

٥٤١٠- حَدَّثَنَا هُشَيْمٌ قَالَ: أَخْبَرَنَا عَطَاءُ بْنُ السَّائِبِ عَنْ أَبِي عَبْدِ الرَّحْمَنِ قَالَ: قَدِمَ عَلَيْنَا ابْنُ مَسْعُودٍ، فَكَانَ يَأْمُرنَا أَنْ نُصَلِّيَ بَعْدَ الْجُمُعَةِ أَرْبَعًا، فَلَمَّا قَدِمَ عَلَيْنَا عَلِيٌّ أَمَرَنَا أَنْ نُصَلِّيَ سِتًّا، فَأَخَذْنَا بِقَوْلِ عَلِيٍّ، وَتَرَكْنَا قَوْلَ عَبْدِ اللهِ، قَالَ: كَانَ يُصَلِّي رَكْعَتَيْنِ، ثُمَّ أَرْبَعًا.

- مصنف عبد الرزاق میں ہے:

٥٥٢٥- عبد الرزاق عن الثوري، عن عطاء بن السائب، عن أبي عبد الرحمن السلمي قال: كان عبد الله يأمرنا أن نصلي قبل الجمعة أربعا وبعدها أربعا، حتى جاءنا علي فأمرنا أن نصلي بعدها ركعتين ثم أربعا.

- المعجم الکبیر میں ہے:

٩٥٥١- حدثنا إسحاق بن إبراهيم عن عبد الرزاق، عن الثوري، عن عطاء بن السائب، عن أبي عبد الرحمن السلمي قال: كان ابن مسعود يأمرنا أن نصلي قبل الجمعة أربعا وبعدها أربعا، حتى جاء علي فأمرنا أن نصلي بعدها ركعتين ثم أربعا.

ان تین احادیث میں حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے جمعہ کی فرض نماز سے پہلے چار رکعات سنت کا

حکم دیناثابت ہوتاہے اور جمعہ کی نماز کے بعد بھی چار رکعات سنت کا ثبوت ملتاہے، البتہ حضرت علی رضی اللہ عنہ سے جمعہ کی فرض نماز کے بعد چھ رکعات سنت کا ثبوت ملتاہے۔ان دو جلیل القدر حضرات صحابہ کا لوگوں کو اس کا حکم دیناان سنتوں کے مؤکدہ ہونے کی دلیل ہے۔

حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے ثبوت:

1۔ حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ جمعہ کی فرض نماز سے پہلے اور اس کے بعد چار رکعات ادا فرماتے۔

- سنن الترمذی میں ہے:

وَرُوِي عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ مَسْعُودٍ: أَنَّهُ كَانَ يُصَلِّي قَبْلَ الجُمُعَةِ أَرْبَعًا، وَبَعْدَهَا أَرْبَعًا.

اس روایت میں حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے جمعہ کی فرض نماز سے پہلے اور اس کے بعد چار رکعات سنت کا ثبوت ملتاہے۔اس روایت کے بعد امام ترمذی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ امام سفیان ثوری اور امام عبد اللہ بن مبارک کا بھی وہی مذہب ہے جو حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کا ہے:

وَذَهَبَ سُفْيَانُ الثَّوْرِيُّ وَابْنُ الْمُبَارَكِ إِلَى قَوْلِ ابْنِ مَسْعُودٍ.

2۔ حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ جمعہ کی فرض نماز سے پہلے اور اس کے بعد چار رکعات ایک ہی سلام کے ساتھ ادا فرماتے۔

- شرح معانی الآثار میں ہے:

١٨١٩- حدثنا أبو بشر الرقي قال: حدثنا أبو معاوية الضرير عن محل الضبي، عن إبراهيم: أن عبد الله بن مسعود رضي الله عنه كان يصلي قبل الجمعة أربعا وبعدها أربعا لا يفصل بينهن بتسليم.

3۔ حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ جمعہ کی فرض نماز سے پہلے چار رکعات ادا فرماتے۔

4۔ حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ جمعہ کی فرض نماز کے بعد چار رکعات ادا فرماتے، پھر جب حضرت علی رضی اللہ عنہ تشریف لائے تو وہ چھ رکعات ادا فرماتے: پہلے دو رکعات، پھر چار۔

5۔ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ جمعہ کی فرض نماز کے بعد چار رکعات ادا فرماتے۔

- مصنف ابن ابی شیبہ میں ہے:

٥٤٠٢- حَدَّثَنَا ابْنُ فُضَيْلٍ عَنْ خُصَيْفٍ، عَنْ أَبِي عُبَيْدَةَ، عَنْ عَبْدِ اللهِ قَالَ: كَانَ يُصَلِّي قَبْلَ الْجُمُعَةِ أَرْبَعًا.

٥٤١١- حَدَّثَنَا شَرِيكٌ عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ، عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ حَبِيبٍ قَالَ: كَانَ عَبْدُ اللهِ يُصَلِّي أَرْبَعًا، فَلَمَّا قَدِمَ عَلِيٌّ صَلَّى سِتًّا: رَكْعَتَيْنِ وَأَرْبَعًا.

٥٤١٧- حَدَّثَنَا شَرِيكٌ عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ، عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ حَبِيبٍ قَالَ: كَانَ عَبْدِ اللهِ يُصَلِّي بَعْدَ الْجُمُعَةِ أَرْبَعًا.

٥٤١٨- حَدَّثَنَا ابْنُ فُضَيْلٍ عَنْ خُصَيْفٍ، عَنْ أَبِي عُبَيْدَةَ، عَنْ عَبْدِ اللهِ: أَنَّهُ كَانَ يُصَلِّي بَعْدَ الْجُمُعَةِ أَرْبَعًا.

٥٤١٩- حَدَّثَنَا مَرْوَانُ بْنُ مُعَاوِيَةَ عَنِ الْعَلَاءِ بْنِ الْمُسَيَّبِ، عَنْ أَبِيهِ قَالَ: كَانَ عَبْدُ اللهِ يُصَلِّي بَعْدَ الْجُمُعَةِ أَرْبَعًا.

ان روایات میں جلیل القدر صحابی حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے جمعہ کی فرض نماز سے قبل بھی چار رکعات سنت اور جمعہ کی فرض نماز کے بعد بھی چار رکعات سنت کا ثبوت ملتا ہے۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ سے ثبوت:

حضرت علی رضی اللہ عنہ نے حکم دیا کہ جمعہ کی فرض نماز کے بعد پہلے دو رکعات ادا کریں پھر چار رکعات۔

- سنن الترمذی میں ہے:

وَرُوِيَ عَنْ عَلِيِّ بْنِ أَبِي طَالِبٍ أَنَّهُ: أَمَرَ أَنْ يُصَلَّى بَعْدَ الْجُمُعَةِ رَكْعَتَيْنِ، ثُمَّ أَرْبَعًا.

حضرت ابو موسی رضی اللہ عنہ سے ثبوت:

حضرت ابو موسی رضی اللہ عنہ جمعہ کی فرض نماز کے بعد چھ رکعات ادا فرماتے۔

- مصنف ابن ابی شیبہ میں ہے:

٥٤١٣- حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنِ مُسْهِرٍ عَنِ الشَّيْبَانِيِّ، عَنْ أَبِي بَكْرِ بْنِ أَبِي مُوسَى، عَنْ أَبِيهِ: كَانَ يُصَلِّي بَعْدَ الْجُمُعَةِ سِتَّ رَكَعَاتٍ.

حضرت امام مسروق تابعی رحمہ اللہ سے ثبوت:

حضرت امام مسروق تابعی رحمہ اللہ جمعہ کی فرض نماز کے بعد چھ رکعات ادا فرماتے: پہلے دو رکعات، پھر چار۔

- مصنف ابن ابی شیبہ میں ہے:

٥٤١٤- حَدَّثَنَا وَكِيعٌ عَنْ زَكَرِيَّا، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ الْمُنْتَشِرِ، عَنْ مَسْرُوقٍ قَالَ: كَانَ يُصَلِّي بَعْدَ الْجُمُعَةِ سِتًّا: رَكْعَتَيْنِ وَأَرْبَعًا.

حضرت امام علقمہ تابعی رحمہ اللہ سے ثبوت:

حضرت علقمہ تابعی رحمہ اللہ جمعہ کی فرض نماز کے بعد چار رکعات ادا فرماتے۔

- مصنف ابن ابی شیبہ میں ہے:

٥٤٢٠- حَدَّثَنَا ابْنُ نُمَيْرٍ عَنْ حَجَّاجٍ، عَنْ حَمَّادٍ، عَنْ إِبْرَاهِيمَ، عَن عَلْقَمَةَ: أَنَّهُ كَانَ يُصَلِّي أَرْبَعًا بَعْدَ الْجُمُعَةِ، لَا يَفْصِلُ بَيْنَهُنَّ.

حضرت امام اسود تابعی رحمہ اللہ سے ثبوت:

حضرت اسود تابعی رحمہ اللہ جمعہ کی فرض نماز کے بعد چار رکعات ادا فرماتے۔

- مصنف ابن ابی شیبہ میں ہے:

٥٤٢١- حَدَّثَنَا أَبُو دَاوُدَ عَنْ شُعْبَةَ، عَنْ أَبِي حُصَينٍ قَالَ: رَأَيْتُ الْأَسْوَدَ بْنَ يَزِيدَ صَلَّى بَعْدَ الْجُمُعَةِ أَرْبَعًا.

جمعہ کی سنتوں سے متعلق چند اہم امور کی وضاحت:

1: مذکورہ تفصیل سے معلوم ہوا کہ جمعہ کی فرض نماز سے پہلے چار رکعات سنت ہیں، البتہ بعض احادیث میں جمعہ سے قبل دو رکعات ادا کرنے کا بھی ذکر ہے تو اس سے یا تو چار رکعات سنت کے علاوہ کوئی نفل نماز مراد ہے، یا وہ کسی عذر کی صورت میں ہے، اس لیے وہ احادیث چار رکعات والی احادیث کے خلاف نہیں اور یہی تطبیقی صورت ہے۔

2: جمعہ کی فرض نماز کے بعد احادیث سے چار بھی ثابت ہیں اور بعض جلیل القدر صحابہ کرام سے چھ بھی ثابت ہیں، اس لیے اگر کوئی شخص چھ رکعات سنت ادا کرنا چاہے تو اس میں کوئی حرج نہیں بلکہ فضیلت کی بات ہے جس کی تفصیل شروع میں بیان ہوچکی۔

3: اصولی بات یہ ہے کہ جب رکعات کی تعداد احادیث میں مختلف وارد ہو تو ایسی صورت میں ان احادیث کے مابین ٹکراؤ کی صورت پیدا کرنا مناسب نہیں اور نہ ہی یہ احادیث کا تقاضا ہے، بلکہ دلائل کے پیشِ نظر بعض کو اصل قرار دیا جائے گا جبکہ دیگر میں تأویل کی جائے گی تاکہ ٹکراؤ کے بجائے تطبیق پیدا ہو۔

4: بعض حضرات نے احادیث میں مذکور جمعہ سے قبل کی نماز سے نفل نماز مراد لی ہے، تو ان کی یہ بات درست نہیں کیوں کہ اوّل تو اس پر کوئی دلیل نہیں کہ اس سے نفل نماز مراد ہے۔ دوم یہ کہ مذکورہ بالا دلائل سے ان سنتوں کی تاکید اور فضیلت معلوم ہوتی ہے، ظاہر ہے کہ یہ صورتحال نفل میں نہیں ہوتی، بلکہ اس کی تو محض ترغیب دی جاتی ہے۔ سوم یہ کہ امت کے جلیل القدر ائمہ مجتہدین نے بھی اس سے سنت نماز مراد لی ہے جو کہ ہم سے علم وفضل اور ہر اعتبار سے عالی تھے۔ چہارم یہ کہ یہی نفل والی بات پھر دیگر احادیث کے بارے میں بھی کہی جاسکتی ہے کہ جہاں سنت نمازوں کا ذکر ہے حالاں کہ ایسا نہیں ہے۔ خلاصہ یہ کہ یہ بات بلادلیل ہے کہ ان احادیث میں نماز سے مراد سنت نہیں بلکہ نفل ہے۔

5: بعض احادیث میں ہے کہ حضور اقدس ﷺ جمعہ کے دن مسجد میں داخل ہوئے اور منبر پر تشریف لے

گئے، جس سے معلوم ہوتا ہے کہ جمعہ سے قبل سنت نماز نہیں ہے، حالاں کہ اس سے یہ ہر گز معلوم نہیں ہوتا کہ حضور اقدس ﷺ جمعہ سے قبل سنت نماز ادا نہیں فرماتے تھے کیوں کہ یہ عینِ ممکن ہے کہ سنت نماز گھر میں ادا فرمائی ہو حضور اقدس ﷺ کا معمول تھا کہ سنت اور نفل نماز گھر میں ادا فرماتے اور اس کی ترغیب بھی دیتے۔ اور یہ معنی مراد لینے کی وجہ یہ ہے کہ ماقبل میں مذکور دلائل سے جمعہ سے قبل سنت نماز کا ثبوت ملتا ہے، اگر ہم اس حدیث سے سنت کی نفی مراد لیں گے تو احادیث میں باہمی ٹکراؤ پیدا ہو گا جو کہ ایک بے بنیاد بات ہے۔

مبین الرحمٰن
فاضل جامعہ دار العلوم کراچی
محلہ بلال مسجد نیو حاجی کیمپ سلطان آباد کراچی
26ربیع الاوّل 1441ھ/24نومبر 2019

جمعہ کی سنت نمازوں میں جمعہ کی نیت کی جائے گی یا ظہر کی؟

مبین الرحمٰن
فاضل جامعہ دار العلوم کراچی
متخصص جامعہ اسلامیہ طیبہ کراچی

نمازِ جمعہ کی سنت نمازوں میں جمعہ کی نیت کی جائے گی یا ظہر کی؟

نمازِ جمعہ کی سنت نمازیں چوں کہ جمعہ ہی کی سنتیں ہیں اس لیے ان کی ادائیگی میں ظہر کی بجائے جمعہ ہی کی سنتوں کی نیت کی جائے گی، البتہ اگر کوئی شخص ان سنتوں میں جمعہ یا ظہر کی وضاحت کیے بغیر ہی مطلقًا سنت ادا کرنے کی نیت کرلے تب بھی درست ہے۔

- البحر الرائق شرح كنز الدقائق:

(قَوْلُهُ: وَالسُّنَّةُ قَبْلَ الْفَجْرِ وَبَعْدَ الظُّهْرِ وَالْمَغْرِبِ وَالْعِشَاءِ رَكْعَتَانِ وَقَبْلَ الظُّهْرِ وَالْجُمُعَةِ وَبَعْدَهَا أَرْبَعٌ) شَرَعَ فِي بَيَانِ النَّوَافِلِ بَعْدَ ذِكْرِ الْوَاجِبِ فَذَكَرَ أَنَّهَا نَوْعَانِ سُنَّةٌ وَمَنْدُوبٌ، فَالْأَوَّلُ فِي كُلِّ يَوْمٍ مَا عَدَا الْجُمُعَةِ ثِنْتَا عَشْرَةَ رَكْعَةً، وَفِي يَوْمِ الْجُمُعَةِ أَرْبَعَ عَشْرَةَ رَكْعَةً. وَالْأَصْلُ فِيهِ مَا رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَغَيْرُهُ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهَا قَالَتْ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «مَنْ ثَابَرَ عَلَى ثِنْتَيْ عَشْرَةَ رَكْعَةً مِنَ السُّنَّةِ بَنَى اللهُ لَهُ بَيْتًا فِي الْجَنَّةِ». وَذَكَرَهَا كَمَا فِي الْكِتَابِ، وَرَوَى مُسْلِمٌ أَنَّهُ عَلَيْهِ الصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ كَانَ يُصَلِّيهَا. (بَابُ الْوِتْرِ وَالنَّوَافِلِ)

- الدر المختار:

(وَكَفَى مُطْلَقُ نِيَّةِ الصَّلَاةِ) وَإِنْ لَمْ يَقُلْ: لِلّٰهِ (لِنَفْلٍ وَسُنَّةٍ) رَاتِبَةٍ (وَتَرَاوِيحَ) عَلَى الْمُعْتَمَدِ؛ إذْ تَعْيِينُهَا بِوُقُوعِهَا وَقْتَ الشُّرُوعِ، وَالتَّعْيِينُ أَحْوَطُ.

- رد المحتار على الدر المختار:

(قَوْلُهُ: وَكَفَى إلَخْ) أَيْ بِأَنْ يَقْصِدَ الصَّلَاةَ بِلَا قَيْدِ نَفْلٍ أَوْ سُنَّةٍ أَوْ عَدَدٍ. (قَوْلُهُ: لِنَفْلٍ) هَذَا بِالِاتِّفَاقِ. (قَوْلُهُ: وَسُنَّةٍ) وَلَوْ سُنَّةَ فَجْرٍ، حَتَّى لَوْ تَهَجَّدَ بِرَكْعَتَيْنِ ثُمَّ تَبَيَّنَ أَنَّهَا بَعْدَ الْفَجْرِ نَابَتَا عَن السُّنَّةِ، وَكَذَا لَوْ صَلَّى أَرْبَعًا وَوَقَعَتْ الْأُخْرَيَانِ بَعْدَ الْفَجْرِ وَبِهِ يُفْتَى، «خُلَاصَةٌ»، وَكَذَا الْأَرْبَعُ الْمَنْوِيُّ بِهَا آخِرُ ظُهْرٍ أَدْرَكْته عِنْدَ الشَّكِّ فِي صِحَّةِ الْجُمُعَةِ، فَإِذَا تَبَيَّنَ صِحَّتُهَا وَلَا ظُهْرَ عَلَيْهِ نَابَتْ عَنْ سُنَّةِ الْجُمُعَةِ عَلَى قَوْلِ الْجُمْهُورِ؛ لِأَنَّهُ يَلْغُو الْوَصْفُ وَيَبْقَى الْأَصْلُ، وَبِهِ تَتَأَدَّى

السُّنَّةُ كَمَا بَسَطَهُ فِي «الْفَتْحِ»، وَأَقَرَّهُ فِي «الْبَحْرِ» وَ«النَّهْرِ»، وَهَذَا بِخِلَافِ مَا لَوْ قَامَ فِي الظُّهْرِ لِلْخَامِسَةِ فَضَمَّ سَادِسَةً لَا تَنُوبَانِ عَنْ سُنَّةِ الظُّهْرِ؛ لِعَدَمِ كَوْنِ الشُّرُوعِ مَقْصُودًا. (قَوْلُهُ: عَلَى الْمُعْتَمَدِ) أَيْ مِنْ قَوْلَيْنِ مُصَحَّحَيْنِ، وَإِنَّمَا اعْتَمَدَ هَذَا لِمَا فِي «الْبَحْرِ» مِنْ أَنَّهُ ظَاهِرُ الرِّوَايَةِ، وَجَعَلَهُ فِي «الْمُحِيطِ» قَوْلَ عَامَّةِ الْمَشَايِخِ، وَرَجَّحَهُ فِي «الْفَتْحِ» وَنَسَبَهُ إلَى الْمُحَقِّقِينَ. (قَوْلُهُ: أَوْ تَعَيُّنُهَا إلَخْ)؛ لِأَنَّ السُّنَّةَ مَا وَاظَبَ عَلَيْهَا النَّبِيُّ ﷺ فِي مَحِلٍّ مَخْصُوصٍ، فَإِذَا أَوْقَعهَا الْمُصَلِّي فِيهِ فَقَدْ فَعَلَ الْفِعْلَ الْمُسَمَّى سُنَّةً، وَالنَّبِيُّ ﷺ لَمْ يَكُنْ يَنْوِي السُّنَّةَ بَل الصَّلَاةَ لِلّٰهِ تَعَالَى. وَتَمَامُ تَحْقِيقِهِ فِي «الْفَتْحِ». (قَوْلُهُ: وَالتَّعْيِينُ) أَيْ بِالنِّيَّةِ أَحْوَطُ: أَيْ لِاخْتِلَافِ الصَّحِيحِ، «بحرٌ».

(بَابُ شُرُوطِ الصَّلَاةِ)

مبین الرحمٰن
فاضل جامعہ دار العلوم کراچی
محلہ بلال مسجد نیو حاجی کیمپ سلطان آباد کراچی
23 ربیع الآخر 1445ھ/ 8 نومبر 2023

حرمین میں جمعہ سے پہلے کی سنتیں کب ادا کی جائیں؟

مبین الرحمٰن
فاضل جامعہ دار العلوم کراچی
متخصص جامعہ اسلامیہ طیبہ کراچی

حرمین شریفین میں جمعہ کی فرض نماز سے پہلے کی چار سنتیں کب پڑھیں؟

حرمین شریفین میں اگر نمازِ جمعہ کی فرض نماز سے پہلے کی چار رکعات سنتیں ادا کرنے کا موقع نہ مل رہا ہو تو ایسی صورت میں وہ سنتیں جمعہ کی فرض نماز کے بعد ادا کریں، اور اس میں بہتر یہ ہے کہ جمعہ کی فرض نماز کے بعد پہلے بعد والی سنتیں ادا کی جائیں، پھر اس کے بعد یہ پہلے والی چار سنتیں ادا کی جائیں، البتہ اگر کوئی شخص جمعہ کی فرض نماز کے بعد پہلے یہ پہلے والی چار سنتیں ادا کرلے پھر اس کے بعد فرض کے بعد والی سنتیں ادا کرلے تو یہ بھی جائز ہے۔

- الدر المختار:

(بِخِلَافِ سُنَّةِ الظُّهْرِ) وَكَذَا الْجُمُعَةُ (فَإِنَّهُ) إنْ خَافَ فَوْتَ رَكْعَةٍ (يَتْرُكُهَا) وَيَقْتَدِي (ثُمَّ يَأْتِي بِهَا) عَلَى أَنَّهَا سُنَّةٌ (فِي وَقْتِهِ) أَيِ الظُّهْرِ (قَبْلَ شَفْعِهِ) عِنْدَ مُحَمَّدٍ، وَبِهِ يُفْتَى، «جَوْهَرَةٌ».

- رد المحتار علی الدر المختار:

(قَوْلُهُ: عِنْدَ مُحَمَّدٍ) وَعِنْدَ أَبِي يُوسُفَ: بَعْدَهُ، كَذَا فِي «الْجَامِعِ الصَّغِيرِ الْحُسَامِيِّ»، وَفِي «الْمَنْظُومَةِ» وَشَرْحِهَا: الْخِلَافُ عَلَى الْعَكْسِ. وَفِي «غَايَةِ الْبَيَانِ»: يُحْتَمَلُ أَنْ يَكُونَ عَنْ كُلٍّ مِنَ الْإِمَامَيْنِ رِوَايَتَانِ، ح عَن «الْبَحْرِ». (قَوْلُهُ: وَبِهِ يُفْتَى) أَقُولُ: وَعَلَيْهِ الْمُتُونُ، لَكِنْ رَجَّحَ فِي «الْفَتْحِ» تَقْدِيمَ الرَّكْعَتَيْنِ. قَالَ فِي «الْإِمْدَادِ»: وَفِي «فَتَاوَى الْعَتَّابِيِّ»: أَنَّهُ الْمُخْتَارُ، وَفِي «مَبْسُوطِ شَيْخِ الْإِسْلَامِ»: أَنَّهُ الْأَصَحُّ؛ لِحَدِيثِ عَائِشَةَ: أَنَّهُ عَلَيْهِ الصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ كَانَ إذَا فَاتَتْهُ الْأَرْبَعُ قَبْلَ الظُّهْرِ يُصَلِّيهِنَّ بَعْدَ الرَّكْعَتَيْنِ. وَهُوَ قَوْلُ أَبِي حَنِيفَةَ، وَكَذَا فِي «جَامِعِ قَاضِي خَانْ»، اهـ. وَالْحَدِيثُ قَالَ التِّرْمِذِيُّ: حَسَنٌ غَرِيبٌ. «فَتْحٌ». (بَابُ إدْرَاكِ الْفَرِيضَةِ)

مبین الرحمٰن

فاضل جامعہ دار العلوم کراچی

محلہ بلال مسجد نیو حاجی کیمپ سلطان آباد کراچی

18 شعبان المعظم 1445ھ/29 فروری 2024

جمعہ کی فرض سے پہلے کی چار سنتیں رہ جائیں تو کب پڑھی جائیں؟

مبین الرحمٰن
فاضل جامعہ دار العلوم کراچی
متخصص جامعہ اسلامیہ طیبہ کراچی

جمعہ کی فرض نماز سے پہلے کی چار سنتیں رہ جائیں تو کب پڑھی جائیں؟

نمازِ جمعہ کی فرض نماز سے پہلے کی چار رکعات سنتیں رہ جائیں یعنی جمعہ کی فرض نماز سے پہلے ادا نہ کی جاسکیں تو بہتر یہ ہے کہ جمعہ کی فرض نماز کے بعد پہلے بعد والی سنتیں ادا کی جائیں، پھر اس کے بعد یہ پہلے والی چار سنتیں ادا کی جائیں، البتہ اگر کوئی شخص جمعہ کی فرض نماز کے بعد پہلے یہ پہلے والی چار سنتیں ادا کرلے پھر اس کے بعد فرض کے بعد والی سنتیں ادا کرلے تو یہ بھی جائز ہے۔

- الدر المختار:

(بِخِلَافِ سُنَّةِ الظُّهْرِ) وَكَذَا الْجُمُعَةُ (فَإِنَّهُ) إنْ خَافَ فَوْتَ رَكْعَةٍ (يَتْرُكُهَا) وَيَقْتَدِي (ثُمَّ يَأْتِي بِهَا) عَلَى أَنَّهَا سُنَّةٌ (فِي وَقْتِهِ) أَيِ الظُّهْرِ (قَبْلَ شَفْعِهِ) عِنْدَ مُحَمَّدٍ، وَبِهِ يُفْتَى، «جَوْهَرَةٌ».

- رد المحتار على الدر المختار:

(قَوْلُهُ: عِنْدَ مُحَمَّدٍ) وَعِنْدَ أَبِي يُوسُفَ: بَعْدَهُ، كَذَا فِي «الْجَامِعِ الصَّغِيرِ الْحُسَامِيِّ»، وَفِي «الْمَنْظُومَةِ» وَشَرْحِهَا: الْخِلَافُ عَلَى الْعَكْسِ. وَفِي «غَايَةِ الْبَيَانِ»: يُحْتَمَلُ أَنْ يَكُونَ عَنْ كُلٍّ مِنَ الْإِمَامَيْنِ رِوَايَتَانِ، ح عَن «الْبَحْرِ». (قَوْلُهُ: وَبِهِ يُفْتَى) أَقُولُ: وَعَلَيْهِ الْمُتُونُ، لَكِنْ رَجَّحَ فِي «الْفَتْحِ» تَقْدِيمَ الرَّكْعَتَيْنِ. قَالَ فِي «الْإِمْدَادِ»: وَفِي «فَتَاوَى الْعَتَّابِيِّ»: أَنَّهُ الْمُخْتَارُ، وَفِي «مَبْسُوطِ شَيْخِ الْإِسْلَامِ»: أَنَّهُ الْأَصَحُّ؛ لِحَدِيثِ عَائِشَةَ: أَنَّهُ عَلَيْهِ الصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ كَانَ إذَا فَاتَتْهُ الْأَرْبَعُ قَبْلَ الظُّهْرِ يُصَلِّيهِنَّ بَعْدَ الرَّكْعَتَيْنِ. وَهُوَ قَوْلُ أَبِي حَنِيفَةَ، وَكَذَا فِي «جَامِعِ قَاضِي خَانْ»، اهـ. وَالْحَدِيثُ قَالَ التِّرْمِذِيُّ: حَسَنٌ غَرِيبٌ. «فَتْحٌ». (بَابُ إدْرَاكِ الْفَرِيضَةِ)

مبین الرحمٰن

فاضل جامعہ دار العلوم کراچی

محلہ بلال مسجد نیو حاجی کیمپ سلطان آباد کراچی

22 ربیع الآخر 1445ھ/7 نومبر 2023

نمازِ جُمعہ

کی دوسری اَذان کا جواب دینے کا حکم

مبین الرحمٰن

فاضل جامعہ دار العلوم کراچی

متخصص جامعہ اسلامیہ طیبہ کراچی

نمازِ جمعہ کی دوسری اذان کا جواب دینے کا حکم:

جمعہ کی نماز میں خطبہ سے پہلے امام کے سامنے دی جانے والی دوسری اذان کا جواب زبان سے دینا درست نہیں، البتہ اگر کوئی شخص دل ہی دل میں جواب دینا چاہے تو اس میں کوئی حرج نہیں۔(احسن الفتاویٰ)

فتاویٰ جات

1۔ دارالعلوم دیوبند کا فتویٰ:

''احوط اور مفتیٰ بہٖ قول کے مطابق خطبہ کی اذان کا جواب زبان سے نہیں دیا جائے گا، البتہ صرف دل دل میں جواب دے سکتے ہیں۔'' (جواب نمبر: 148290)

2۔ جامعہ بنوری ٹاؤن کا فتویٰ:

''جمعہ کی دوسری اذان کا جواب دینا، اذان کے بعد دعا اور خطبہ میں آپ ﷺ کے نام آنے پر درود شریف پڑھنا اور خطبہ میں آنے والی دعاؤں پر آمین کہنا؛ یہ سب زبان سے کہنا درست نہیں ہے، بلکہ دل ہی دل میں یہ سب کہہ لیا جائے، اور دو خطبوں کے درمیان بھی زبان سے دعا کرنا اور ہاتھ اٹھا کر دعا کرنا درست نہیں ہے، بلکہ دو خطبوں کے درمیان دل ہی دل میں دعا کر لی جائے۔''

(فتویٰ نمبر: 144001200073)

3۔ فتاویٰ محمودیہ (خصوصًا اہلِ علم کے لیے تفصیلی فتویٰ):

''امام کے منبر پر آنے کے بعد خطبہ شروع ہونے سے پہلے صلاۃ، کلام، سلام کے جواز اور عدمِ جواز میں امام اعظم رحمہ اللہ تعالیٰ اور صاحبین میں اختلاف ہے، امام صاحب رحمہ اللہ تعالیٰ ناجائز فرماتے ہیں اور صاحبین جائز:

(وَإِذَا خَرَجَ الْإِمَامُ يَوْمَ الْجُمُعَةِ تَرَكَ النَّاسُ الصَّلَاةَ وَالْكَلَامَ حَتَّى يَفْرُغَ مِنْ خُطْبَتِهِ) قَالَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ: وَهَذَا عِنْدَ أَبِي حَنِيفَةَ رَحِمَهُ اللهُ، وَقَالَا: لَا بَأْسَ بِالْكَلَامِ إذَا خَرَجَ الْإِمَامُ قَبْلَ أَنْ يَخْطُبَ، وَإِذَا نَزَلَ قَبْلَ أَنْ يُكَبِّرَ. (الهداية باب الجمعة)

پھر مشائخِ حنفیہ کا امام اعظم رحمہ اللہ تعالیٰ کے کلام کی شرح میں اختلاف ہے، بعض حضرات فرماتے ہیں کہ وہ کلام جو خروجِ امام سے ممنوع ہو جاتا ہے اس سے مراد مطلق کلام نہیں، بلکہ صرف کلامُ الناس یعنی دنیاوی کلام مراد ہے، اور اس میں اختلاف ہے، امام صاحب ناجائز فرماتے ہیں اور صاحبین جائز، اور دینی کلام جیسے تسبیح، تہلیل یا اِجابتِ اذان وغیرہ بالاتفاق جائز ہے، اس میں اختلاف نہیں۔ جیسا کہ ''طحطاوی'' میں ہے:

وفي «البحر» عن «العناية» و«النهاية»: اختلف المشايخ على قول الإمام في الكلام قبل الخطمة فقيل: إنما يكره ما كان عن جنس كلام الناس، أما التسبيح ونحوه فلا، وقيل: ذلك مكروه، والأول أصح، ومن ثم قال في «البرهان»: وخروجه قاطع للكلام أي كلام الناس عند الإمام، فعلم بهذا أنه لا خلاف بينهم في جواز غير الدنيوي على الأصح، ويحمل الكلام الوارد في الأثر على الدنيوى، ويشهد له ما أخرجه البخاري أن معاوية أجاب المؤذن بين يديه، فلما انقضى التأذين قال: يا أيها الناس، إني سمعت رسول الله صلى الله تعالى عليه وسلم على هذا المجلس أذن المؤذن يقول ما سمعتم من مقالتي، الخ. (طحطاوی علی المراق: ٤٢٤)

اور دوسرے مشائخ نے اس کے برعکس کلام کو ظاہر کے موافق مطلق رکھا ہے، اور حاصلِ اختلاف یہ قرار دیا ہے کہ دنیاوی کلام بالاتفاق ناجائز ہے، اختلاف صرف دینی کلام یعنی تسبیح و تہلیل وغیرہ میں ہے، اس کو امام صاحب ناجائز فرماتے ہیں اور صاحبین جائز، جیسا کہ ''در مختار'' میں مصرّح ہے:

وَقَالَا: لَا بَأْسَ بِالْكَلَامِ قَبْلَ الْخُطْبَةِ وَبَعْدَهَا، وَإِذَا جَلَسَ عِنْدَ الثَّانِي، وَالْخِلَافُ فِي كَلَامٍ يَتَعَلَّقُ بِالْآخِرَةِ أَمَّا غَيْرُهُ فَيُكْرَهُ إِجْمَاعًا. (باب الجمعة)

خلاصہ یہ کہ امام اعظم رحمہ اللہ تعالیٰ کے مذہب: ''إِذَا خَرَجَ الْإِمَامُ فَلَا صَلَاةَ وَلَا كَلَامَ'' کی شرح میں مشائخِ حنفیہ مختلف ہیں، بعض حضرات اس کو کلامِ دنیوی کے ساتھ مخصوص و مقید فرماتے ہیں کما عند الطحطاوی، والنہایہ، والعنایہ، اور بعض حضرات ظاہر کے موافق اس کو مطلق کہتے ہیں کما عند الدر المختار۔

اس اختلاف پر یہ اختلاف مبنی ہے کہ جمعہ کی اذانِ ثانی کا جواب دینا جائز ہے کہ نہیں، جو حضرات ممانعت کو صرف کلامِ دنیاوی کے ساتھ مقید کرتے ہیں وہ اجازت دیتے ہیں، کما عند الطحطاوی: 1/ 888، اور جو ظاہر

کلام کے موافق رکھتے ہیں وہ منع کرتے ہیں، کمافی الدر المختار: قَالَ: وَيَنْبَغِي أَنْ لَا يُجِيبَ بِلِسَانِهِ اتِّفَاقًا فِي الْأَذَانِ بَيْنَ يَدَيْ الْخَطِيبِ. (باب الأذان) وكما في «حاشية البحر» للشامي: قَالَ فِي «النَّهْرِ»: أَقُولُ: يَنْبَغِي أَنْ لَا تَجِبَ بِاللِّسَانِ اتِّفَاقًا عَلَى قَوْلِ الْإِمَامِ فِي الْأَذَانِ بَيْنَ يَدَي الْخَطِيبِ. (منحة الخالق حاشية البحر: ١/ ٢٥٩)

ان میں تطبیق کی صورت یہ ہے کہ "إِذَا خَرَجَ الْإِمَامُ فَلَا صَلَاةَ وَلَا كَلَامَ" کا حکم سامعین پر منحصر رکھا جائے، امام کو اجابتِ اذانِ ثانی کی اجازت دی جائے جیسا کہ حدیثِ معاویہؓ سے معلوم ہوتا ہے اور باقی قوم کو اس سے منع کیا جائے، فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم۔ (8/ 328-330، ناشر: جامعہ فاروقیہ کراچی)

فائدہ:

"فتاویٰ محمودیہ" کے مذکورہ فتویٰ سے معلوم ہوتا ہے کہ صرف امام وخطیب جمعہ کی دوسری اذان کا جواب زبان سے دے سکتا ہے، اور اس کے لیے حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کی جس حدیث کی طرف اشارہ کیا گیا ہے وہ درج ذیل ہے:

- صحیح بخاری میں ہے:

٩١٤- عَنْ أَبِي أُمَامَةَ بْنِ سَهْلِ بْنِ حُنَيْفٍ قَالَ: سَمِعْتُ مُعَاوِيَةَ بْنَ أَبِي سُفْيَانَ وَهُوَ جَالِسٌ عَلَى الْمِنْبَرِ أَذَّنَ الْمُؤَذِّنُ قَالَ: اللهُ أَكْبَرُ اللهُ أَكْبَرُ قَالَ مُعَاوِيَةُ: اللهُ أَكْبَرُ اللهُ أَكْبَرُ، قَالَ: أَشْهَدُ أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللهُ فَقَالَ مُعَاوِيَةُ: وَأَنَا، فَقَالَ: أَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا رَسُولُ اللهِ فَقَالَ مُعَاوِيَةُ: وَأَنَا، فَلَمَّا أَنْ قَضَى التَّأْذِينَ قَالَ: يَا أَيُّهَا النَّاسُ إِنِّي سَمِعْتُ رَسُولَ اللهِ ﷺ عَلَى هَذَا الْمَجْلِسِ حِينَ أَذَّنَ الْمُؤَذِّنُ يَقُولُ مَا سَمِعْتُمْ مِنِّي مِنْ مَقَالَتِي. (بَاب يُجِيبُ الْإِمَامُ عَلَى الْمِنْبَرِ إِذَا سَمِعَ النِّدَاءَ)

4۔ فتاویٰ محمودیہ میں جمعہ کی دوسری اذان کے جواب سے متعلق ایک اور سوال کے جواب میں فرماتے ہیں:

"زبان سے نہ جواب دے، نہ دعا پڑھے، بلکہ دل سے جواب دے اور دل ہی سے دعا پڑھے۔" (8/ 332، ناشر: جامعہ فاروقیہ کراچی)

احادیث مبارکہ اور فقہی عبارات

- مصنف ابن ابی شیبہ:

٥٢١٣- حَدَّثَنَا ابْنُ مَهْدِيٍّ عَنْ حَمَّادِ بْنِ سَلَمَةَ، عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ، عَنْ أَبِيهِ قَالَ: إِذَا قَعَدَ الإِمَام عَلَى الْمِنْبَرِ فَلَا صَلَاةَ.

٥٢١٨- حَدَّثَنَا ابْنُ نُمَيْرٍ عَنْ حَجَّاجٍ، عَنْ عَطَاءٍ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ وَابْنِ عُمَرَ أَنَّهُمَا كَانَا يَكْرَهَانِ الصَّلَاة وَالْكَلَامَ بَعْدَ خُرُوجِ الإِمَام.

٥٣٣٥- حَدَّثَنَا جَرِيرُ بْنُ عَبْدِ الْحَمِيدِ عَنِ الرُّكَيْنِ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ عَبْدِ اللهِ قَالَ: كَفَى لَغْوًا إِذَا صَعِدَ الإِمَام الْمِنْبَرَ أَنْ تَقُولَ لِصَاحِبِكَ: أَنْصِتْ.

٥٣٣٦- حَدَّثَنَا جَرِيرٌ عَنْ مَنْصُورٍ، عَنْ إِبْرَاهِيمَ قَالَ: قُلْتُ لِعَلْقَمَةَ: مَتَى يُكْرَهُ الْكَلَامُ يَوْمَ الْجُمُعَةِ؟ قَالَ: إِذَا صَعِدَ الإِمَامُ الْمِنْبَرَ، وَإِذَا خَطَبَ الإِمَامُ، وَإِذَا تَكَلَّمَ الإِمَامُ.

- الدر المختار:

قَالَ: وَيَنْبَغِي أَنْ لَا يُجِيبَ بِلِسَانِهِ اتِّفَاقًا فِي الْأَذَانِ بَيْنَ يَدَي الْخَطِيبِ. (باب الأذان)

- حاشیۃ الطحطاوی علی المراقی:

وينبغي أن يقال: لا تجب يعني بالقول بالإجماع للأذان بين يدي الخطيب، وتجب بالقدم بالاتفاق للأذان الأول يوم الجمعة؛ لوجوب السعي بالنص، وما عدا هذين ففيه الخلاف اهـ.

مبین الرحمٰن

فاضل جامعہ دار العلوم کراچی

محلہ بلال مسجد نیو حاجی کیمپ سلطان آباد کراچی

17 جمادی الآخرۃ 1441ھ/12 فروری 2020

خطبے کے دوران بیٹھنے کی ہیئت اور شرعی مسئلہ

مبین الرحمٰن
فاضل جامعہ دار العلوم کراچی
متخصص جامعہ اسلامیہ طیبہ کراچی

خطبے کے دوران بیٹھنے کی ہیئت سے متعلق غلط فہمیاں:

جمعہ اور عیدین کے خطبے کے لیے بیٹھنے کی ہیئت اور صورت سے متعلق عوام میں متعدد غلط فہمیاں رائج ہیں جیسے:

- بعض لوگ خطبے کے دوران التحیات کی صورت میں بیٹھنے کو سنت یا لازم سمجھتے ہیں۔
- بہت سے لوگ خطبے کے دوران التحیات کی صورت میں بیٹھ کر پہلے خطبے میں ہاتھ باندھ لیتے ہیں، جبکہ دوسرے خطبے میں ہاتھ رانوں پر رکھ لیتے ہیں اور اس کا حد درجہ اہتمام بھی کرتے ہیں۔

یہ دونوں باتیں خود ساختہ بلکہ بدعت کے زمرے میں آتی ہیں۔ ذیل میں اس مسئلہ کی تفصیل ذکر کی جاتی ہے۔

خطبے کے دوران بیٹھنے کی ہیئت اور شرعی مسئلہ:

شریعت نے خطبے کے دوران بیٹھنے کی کوئی خاص صورت اور ہیئت لازم اور سنت قرار نہیں دی ہے، بلکہ ہر شخص اپنی سہولت کے مطابق بیٹھنے کی کوئی بھی مناسب صورت اور ہیئت اختیار کر سکتا ہے، اس میں کوئی حرج نہیں، البتہ چوں کہ دوزانوں یعنی التحیات کی شکل میں بیٹھنا ایک باادب اور اچھا طریقہ ہے اس لیے اس اعتبار سے خطبے کے دوران دوزانوں بیٹھنا بہتر ہے۔ ذیل میں اس حوالے سے فتاوی جات ملاحظہ فرمائیں:

1۔ شیخ الاسلام حضرت مفتی محمد تقی عثمانی صاحب دام ظلہم ایک سوال کے جواب میں تحریر فرماتے ہیں کہ:

”خطبہ جمعہ میں اصل یہ ہے کہ اس کو دھیان سے سننا واجب ہے، اور خطبے کے دوران کوئی بات چیت یا ایسا عمل ممنوع ہے جس سے سننے میں خلل واقع ہو، لیکن تشہد کی ہیئت میں بیٹھنا، ہاتھ باندھنا اور خاص وقت پر چھوڑ دینا؛ سنت نہیں، ادب کے خیال سے دوزانوں بیٹھنے میں کچھ حرج نہیں بلکہ بہتر ہے، لیکن مذکورہ التزامات اگر واجب یا سنت سمجھ کر کیے جائیں تو بدعت ہے۔“ (فتاوی عثمانی 1/ 509، 510)

2۔ حضرت اقدس مفتی رشید احمد لدھیانوی صاحب رحمہ اللہ سے سوال کیا گیا کہ: ہمارے علاقے میں رسم یہ ہے کہ جب خطیب پہلا خطبہ پڑھتا ہے تو مقتدی حالتِ تشہد میں بیٹھ کر ناف کے نیچے ہاتھ باندھ لیتے ہیں اور

دوسرا خطبہ پڑھنے کے دوران حالتِ تشہد میں بیٹھ کر رانوں پر ہاتھ رکھتے ہیں، کیا ایسے بیٹھنا شریعت کے مطابق ہے یا مخالف؟ تو حضرت مفتی صاحب رحمہ اللہ اس کے جواب میں تحریر فرماتے ہیں کہ:

’’اس کا شریعت میں کوئی ثبوت نہیں، لہٰذا یہ بدعت ہے، دونوں خطبوں کے دوران حالتِ تشہد میں بیٹھنا مستحب ہے، دونوں میں ہاتھ رانوں ہی پر رکھے، یہ نشست مستحب ہے، ویسے جس طرح چاہے بیٹھ سکتا ہے۔‘‘(احسن الفتاوی: 4/ 133)

3۔ فتاوی حقانیہ میں ایک سوال کے جواب میں تحریر فرماتے ہیں کہ:

’’عام کتابوں میں تشہد کی سی کیفیت اختیار کرنے کو بہتر لکھا گیا ہے، لیکن روایات کی رو سے اس کے علاوہ طبعی کیفیت پر بیٹھنا بھی ممنوع نہیں۔‘‘ (3/ 385)

4۔ فتاوی ہندیہ میں ہے:

إِذَا شَهِدَ الرَّجُلُ عِنْدَ الْخُطْبَةِ إنْ شَاءَ جَلَسَ مُحْتَبِيًا أو مُتَرَبِّعًا أو كما تَيَسَّرَ؛ لِأَنَّهُ ليس بِصَلَاةٍ عَمَلًا وَحَقِيقَةً، كَذَا في «الْمُضْمَرَاتِ»، وَيُسْتَحَبُّ أَنْ يَقْعُدَ فيها كما يَقْعُدُ في الصَّلَاةِ، كَذَا في «مِعْرَاجِ الدِّرَايَةِ». (الْبَابُ السَّادِسَ عَشَرَ في صَلَاةِ الْجُمُعَةِ)

خطبے کے دوران حَبْوَہ باندھ کر بیٹھنے کا حکم:

حَبْوَہ باندھ کر بیٹھنے کے معنی یہ ہیں کہ سرین کے بل بیٹھ کر گھٹنے کھڑے کرکے ان کے ارد گرد سہارا لینے کے لیے دونوں ہاتھ باندھ لینا، یا کمر اور گھٹنوں کے گرد کپڑا وغیرہ باندھ لینا۔(القاموس الوحید)

جمہور صحابہ کرام، تابعین عظام اور ائمہ مجتہدین کے نزدیک جمعہ کے خطبے کے دوران حبوہ باندھ کر بیٹھنا جائز ہے، جہاں تک اُن بعض روایات کا تعلق ہے جن میں جمعہ کے خطبے کے دوران حبوہ باندھ کر بیٹھنے سے منع فرمایا گیا ہے تو محدثین کرام کے نزدیک اس ممانعت کی وجہ یہ ہے کہ حبوہ باندھ کر بیٹھنے کی صورت میں نیند آجانے کا خدشہ ہوتا ہے جس کی وجہ سے ایک تو خطبہ توجہ سے سننا مشکل ہو جاتا ہے، اور دوم یہ کہ بسا اوقات

جب نیند گہری ہو جانے کی صورت میں آدمی گر پڑتا ہے تو اس سے وضو ٹوٹنے کی بھی نوبت آسکتی ہے۔ اس لیے جس شخص کو حبوہ باندھ کر بیٹھنے سے نیند آجانے کا اندیشہ ہو تو اسے حبوہ باندھ کر بیٹھنے سے بچنا چاہیے۔

- سنن ابی داود:

١١١٢- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَوْفٍ: حَدَّثَنَا الْمُقْرِئُ: حَدَّثَنَا سَعِيدُ بْنُ أَبِي أَيُّوبَ عَنْ أَبِي مَرْحُومٍ عَنْ سَهْلِ بْنِ مُعَاذِ بْنِ أَنَسٍ عَنْ أَبِيهِ: أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ نَهَى عَنِ الْحُبْوَةِ يَوْمَ الْجُمُعَةِ وَالإِمَامُ يَخْطُبُ.

١١١٣- حَدَّثَنَا دَاوُدُ بْنُ رُشَيْدٍ: حَدَّثَنَا خَالِدُ بْنُ حَيَّانَ الرَّقِّيُّ: حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ عَبْدِ اللهِ بْنِ الزِّبْرِقَانِ عَنْ يَعْلَى بْنِ شَدَّادِ بْنِ أَوْسٍ قَالَ: شَهِدْتُ مَعَ مُعَاوِيَةَ بَيْتَ الْمَقْدِسِ فَجَمَّعَ بِنَا فَنَظَرْتُ فَإِذَا جُلُّ مَنْ فِي الْمَسْجِدِ أَصْحَابُ النبيّ ﷺ فَرَأَيْتُهُمْ مُحْتَبِينَ وَالإِمَامُ يَخْطُبُ. قَالَ أَبُو دَاوُدَ: كَانَ ابْنُ عُمَرَ يَحْتَبِي وَالإِمَامُ يَخْطُبُ. وَأَنَسُ بْنُ مَالِكٍ وَشُرَيْحٌ وَصَعْصَعَةُ بْنُ صُوحَانَ وَسَعِيدُ بْنُ الْمُسَيَّبِ وَإِبْرَاهِيمُ النَّخَعِيُّ وَمَكْحُولٌ وَإِسْمَاعِيلُ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ سَعْدٍ وَنُعَيْمُ بْنُ سَلاَمَةَ قَالَ: لاَ بَأْسَ بِهَا. قَالَ أَبُو دَاوُدَ: وَلَمْ يَبْلُغْنِي أَنَّ أَحَدًا كَرِهَهَا إِلَّا عُبَادَةُ بْنُ نُسَيٍّ. (باب الاِحْتِبَاءِ وَالإِمَامُ يَخْطُبُ)

- مصنف ابن ابی شیبہ:

٣٥٣- فِي الاِحْتِبَاءِ يَوْمَ الْجُمُعَةِ:

٥٢٨١- حَدَّثَنَا أَبُو خَالِدٍ الأَحْمَرِ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَجْلَانَ، عَنْ نَافِعٍ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ أَنَّهُ كَانَ يَحْتَبِي وَالإِمَام يَخْطُبُ.

٥٢٨٢- حَدَّثَنَا عَبْدُ الأَعْلَى عَنْ مَعْمَرٍ، عَنِ الزُّهْرِيِّ، عَنْ سَعِيدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ أَنَّهُ كَانَ مُحْتَبِيًا يَوْمَ الْجُمُعَةِ وَالإِمَام يَخْطُبُ.

٥٢٨٣- حَدَّثَنَا أَبُو أُسَامَةَ عَنْ عُبَيْدِ اللهِ بْنِ عُمَرَ قَالَ: رَأَيْتُ سَالِمًا وَالْقَاسِمَ يَحْتَبِيَانِ يَوْمَ الْجُمُعَةِ وَالإِمَام يَخْطُبُ.

٥٢٨٤- حَدَّثَنَا وَكِيعٌ عَنْ فِطْرٍ قَالَ: رَأَيْتُ عَطَاءً مُحْتَبِيًا يَوْمَ الْجُمُعَةِ.

٥٢٨٥- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ أَبِي عَدِيٍّ عَنْ أَشْعَثَ قَالَ: رَأَيْتُ الْحَسَنَ يَحْتَبِي وَالإِمَام يَخْطُبُ يَوْمَ الْجُمُعَةِ.

٥٢٨٦- حَدَّثَنَا الضَّحَّاكُ بْنُ مَخْلَدٍ عَنْ سَالِمٍ الْخَيَّاطِ قَالَ: رَأَيْتُ الْحَسَنَ وَمُحَمَّدًا وَعِكْرِمَةَ بْنَ خَالِدٍ الْمَخْزُومِيَّ وَعَمْرَو بْنَ دِينَارٍ وَأَبَا الزُّبَيْرِ وَعَطَاءً يَحْتَبُونَ يَوْمَ الْجُمُعَةِ وَالإِمَام يَخْطُبُ.

٥٢٨٧- حَدَّثَنَا وَكِيعٌ عَنِ الْعُمَرِيِّ، عَنْ نَافِعٍ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ أَنَّهُ كَانَ يَحْتَبِي وَالإِمَامُ يَخْطُبُ يَوْمَ الْجُمُعَةِ.

٥٢٨٨- حَدَّثَنَا أَبُو أُسَامَةَ قَالَ: حدَّثَنَا عُبَيْدُ اللهِ عَنْ نَافِعٍ قَالَ: كَانَ ابْنُ عُمَرَ يَحْتَبِي يَوْمَ الْجُمُعَةِ وَالإِمَام يَخْطُبُ.

- **شرح ابی داود للعینی:**

قوله: «نهى عن الحبوة» بالضم والكسر، وحُبية بالياء أيضا. والاحتباء: أن يجمع الرجل ظهره وساقيه بعمامته أو بثوب أو منديل، وقد يكون الاحتباء باليد عوض الثوب. وإنما نهى عن ذلك يوم الجمعة؛ لأنه يجلب النوم، ويعرض طهارته للانتقاض. (باب: الاحتباء والإمام يخطب)

- **العرف الشذی:**

مناط الكراهة خوف النوم. وثبت الاحتباء عن كثير من الصحابة كما في «سنن أبي داود». والاحتباء: أن يضع أليتيه على الأرض، وينصب الركبتين، ويشد الثوب على الركبتين مع الظهر، أو يشد اليدين على الركبتين. ووضع اليدين على الأرض يصير إقعاءً.

(باب ما جاء في كراهية الاحتباء والإمام يخطب)

- **جمع الوسائل شرح الشمائل:**

وَقَدْ نَهَى النَّبِيُّ ﷺ عَنِ الاِحْتِبَاءِ يَوْمَ الْجُمُعَةِ فِي الْمَسْجِدِ وَالْإِمَامُ يَخْطُبُ، وَعِلَّةُ النَّهْيِ أَنَّ هَذِهِ الْحَالَةَ رُبَّمَا تَسْتَجْلِبُ النَّوْمَ فَيَفُوتُ عَلَيْهِ اسْتِمَاعُ الْخُطْبَةِ، وَرُبَّمَا يُفْضِي إِلَى انْتِقَاضِ الْوُضُوءِ الْمُفْضِي إِلَى فَوَاتِ الصَّلَاةِ. (بَابُ مَا جَاءَ فِي جِلْسَتِهِ)

مبین الرحمٰن

فاضل جامعہ دار العلوم کراچی

محلہ بلال مسجد نیو حاجی کیمپ سلطان آباد کراچی

28 محرم الحرام 1442ھ/17 ستمبر 2020

خطبے کے دوران

دعا مانگنے یا درود شریف پڑھنے کا حکم

مبین الرحمٰن

فاضل جامعہ دارالعلوم کراچی

متخصص جامعہ اسلامیہ طیبہ کراچی

خطبہ سننے کا حکم:

جب عربی خطبہ دیا جارہا ہو تو وہاں موجود حضرات کے لیے اس وقت خاموش رہنا اور خطبے کو توجہ سے سننا واجب ہے، اس دوران بات چیت کرنا، ذکر و تلاوت کرنا یا اس طرح کسی اور دینی یا دنیوی کام میں مشغول ہونا ناجائز ہے۔ خطبہ چاہے جمعہ کا ہو، عید کا ہو، حج کا ہو، نکاح کا ہو یا کوئی اور خطبہ ہو؛ سب کا یہی حکم ہے۔

عربی خطبے کے دوران دعا مانگنے اور درود شریف پڑھنے کا حکم:

ماقبل کے مسئلے سے یہ باتیں بخوبی واضح ہوجاتی ہیں کہ:

1۔ خطبے میں حضور اقدس ﷺ کا ذکر آنے پر حاضرین کے لیے زبان سے درود شریف پڑھنا جائز نہیں، البتہ دل ہی دل میں پڑھنا درست ہے۔

2۔ اسی طرح خطبے میں جو دعائیں مانگی جاتی ہیں اُن پر بھی زبان سے آمین کہنا جائز نہیں، البتہ دل ہی دل میں آمین کہنا درست ہے۔

3۔ بعض لوگ جمعہ اور عیدین کے دونوں خطبوں کے درمیانی وقفے میں زبان سے دعائیں مانگتے ہیں، سو یہ بھی جائز نہیں، البتہ اس کی جائز صورت یہ ہے کہ ہاتھ اٹھائے بغیر دل ہی دل میں دعا مانگ لی جائے۔

(فتاوٰی دار العلوم دیوبند جلد 5، سوال نمبر: 2384، 2407، 2551، 2556، 2580، 2588، ناشر: دار الاشاعت کراچی)

جیسا کہ حکیم الامت حضرت مولانا اشرف علی تھانوی رحمہ اللہ سے ایک صاحب نے دریافت کیا کہ مابین الخطبتَین جب امام جلسہ کرتا ہے تو دعا مانگنا درست ہے یا نہیں؟ تو حضرت نے فرمایا کہ: ”دل سے دعا بدونِ حرکتِ لسان ہو تو جائز ہے، سکوتِ واجب اور دعا اس طرح جمع ہو سکتے ہیں۔“

(ملفوظاتِ کمالاتِ اشرفیہ ملفوظ نمبر: 591، صفحہ: 182، ناشر: البشریٰ)

فقہی عبارات

- في البحر الرائق:

وفي «الْمُجْتَبَى»: الِاسْتِمَاعُ إلَى خُطْبَةِ النِّكَاحِ وَالْخَتْمِ وَسَائِرِ الْخُطَبِ وَاجِبٌ، وَالْأَصَحُّ الِاسْتِمَاعُ إلَى الْخُطْبَةِ من أَوَّلِهَا إلَى آخِرِهَا وَإِنْ كان فيها ذِكْرُ الْوُلَاةِ. ا هـ. (باب صلاة الجمعة)

- وفي حاشية الطحطاوي على المراقي:

وفي «الخلاصة»: كل ما حرم في الصلاة حرم حال الخطبة ولو أمرا بمعروف. وفي «السيد»: استماع الخطبة من أولها إلى آخرها واجب وإن كان فيها ذكر الولاة، وهو الأصح، «نهر». وكذا استماع سائر الخطب كخطبة النكاح والختم. (باب الجمعة)

- وفي عمدة القاري:

وقال شيخ الإسلام: الاستماع إلى خطبة النكاح والختم وسائر الخطب واجب.

(باب الاستماع إلى الخطبة)

- وفي العرف الشذي:

وفي «الدر المختار»: أن استماع الخطبة واجب ولو خطبة النكاح.

(باب ما جاء في استقبال الإمام إذا خطب)

- وفي الدر المختار:

(وَكُلُّ مَا حَرُمَ فِي الصَّلَاةِ حَرُمَ فِيهَا) أَيْ فِي الْخُطْبَةِ، «خُلَاصَةٌ» وَغَيْرُهَا، فَيَحْرُمُ أَكْلٌ وَشُرْبٌ وَكَلَامٌ وَلَوْ تَسْبِيحًا أَوْ رَدَّ سَلَامٍ أَوْ أَمْرًا بِمَعْرُوفٍ، بَلْ يَجِبُ عَلَيْهِ أَنْ يَسْتَمِعَ وَيَسْكُتَ، (بِلَا فَرْقٍ بَيْنَ قَرِيبٍ وَبَعِيدٍ) فِي الْأَصَحِّ، «مُحِيطٌ»، وَلَا يُرَدُّ تَحْذِيرَ مِنْ خِيفَ هَلَاكُهُ؛ لِأَنَّهُ يَجِبُ لِحَقِّ آدَمِيٍّ، وَهُوَ مُحْتَاجٌ إلَيْهِ، وَالْإِنْصَاتُ لِحَقِّ اللهِ تَعَالَى، وَمَبْنَاهُ عَلَى الْمُسَامَحَةِ، وَكَانَ أَبُو يُوسُفَ يَنْظُرُ فِي كِتَابِهِ وَيُصَحِّحُهُ، وَالْأَصَحُّ أَنَّهُ لَا بَأْسَ بِأَنْ يُشِيرَ بِرَأْسِهِ أَوْ يَدِهِ عِنْدَ رُؤْيَةِ مُنْكَرٍ، وَالصَّوَابُ أَنَّهُ يُصَلِّي عَلَى النَّبِيِّ ﷺ عِنْدَ سَمَاعِ اسْمِهِ فِي نَفْسِهِ، وَلَا يَجِبُ تَشْمِيتٌ وَلَا رَدُّ سَلَامٍ، بِهِ يُفْتَى، وَكَذَا يَجِبُ الِاسْتِمَاعُ لِسَائِرِ الْخُطَبِ كَخُطْبَةِ نِكَاحٍ وَخُطْبَةِ عِيدٍ وَخَتْمٍ عَلَى الْمُعْتَمَدِ. وَقَالَا: لَا

بَأْسَ بِالْكَلَامِ قَبْلَ الْخُطْبَةِ وَبَعْدَهَا.

- وفي رد المحتار:

(قَوْلُهُ: وَلَوْ تَسْبِيحًا) أَيْ وَلَوْ كَانَ الْكَلَامُ تَسْبِيحًا، وَفِي ذِكْرِهِ فِي ضِمْنِ التَّفْرِيعِ عَلَى مَا فِي الْمَتْنِ نَظَرٌ؛ لِأَنَّهُ لَا يَحْرُمُ فِي الصَّلَاةِ، تَأَمَّلْ. (قَوْلُهُ: أَوْ أَمَرَ بِمَعْرُوفٍ) إلَّا إذَا كَانَ مِنَ الْخَطِيبِ كَمَا قَدَّمَهُ الشَّارِحُ. (قَوْلُهُ: بَلْ يَجِبُ عَلَيْهِ أَنْ يَسْتَمِعَ) ظَاهِرُهُ أَنَّهُ يُكْرَهُ الِاشْتِغَالُ بِمَا يُفَوِّتُ السَّمَاعَ وَإِنْ لَمْ يَكُنْ كَلَامًا، وَبِهِ صَرَّحَ الْقُهُسْتَانِيُّ حَيْثُ قَالَ: إذْ الِاسْتِمَاعُ فَرْضٌ كَمَا فِي «الْمُحِيطِ»، أَوْ وَاجِبٌ كَمَا فِي «صَلَاةِ الْمَسْعُودِيَّةِ»، أَوْ سُنَّةٌ، وَفِيهِ إشْعَارٌ بِأَنَّ النَّوْمَ عِنْدَ الْخُطْبَةِ مَكْرُوهٌ إلَّا إذَا غَلَبَ عَلَيْهِ كَمَا فِي «الزَّاهِدِيِّ». اهـ ط. قَالَ فِي «الْحِلْيَةِ»: قُلْت: وَعَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: «إذَا نَعَسَ أَحَدُكُمْ يَوْمَ الْجُمُعَةِ فَلْيَتَحَوَّلْ مِنْ مَجْلِسِهِ»، أَخْرَجَهُ التِّرْمِذِيُّ وَقَالَ: حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ. (قَوْلُهُ: فِي الْأَصَحِّ) وَقِيلَ: لَا بَأْسَ بِالْكَلَامِ إذَا بَعُدَ، ح عَنِ الْقُهُسْتَانِيِّ. (قَوْلُهُ: وَلَا يَرِدُ) أَيْ عَلَى قَوْلِهِ: «وَلَا كَلَامَ». (قَوْلُهُ: مَنْ خِيفَ هَلَاكُهُ) الْأَوْلَى ضَرَرُهُ، قَالَ فِي «الْبَحْرِ»: أَوْ رَأَى رَجُلًا عِنْدَ بِئْرٍ فَخَافَ وُقُوعَهُ فِيهَا أَوْ رَأَى عَقْرَبًا يَدِبُّ إلَى إنْسَانٍ فَإِنَّهُ يَجُوزُ لَهُ أَنْ يُحَذِّرَهُ وَقْتَ الْخُطْبَةِ. اهـ قُلْت: وَهَذَا حَيْثُ تَعَيَّنَ الْكَلَامُ؛ إذْ لَوْ أَمْكَنَ بِغَمْزٍ أَوْ لَكِنْ لَمْ يَجُزِ الْكَلَامُ، تَأَمَّلْ. (قَوْلُهُ: وَكَانَ أَبُو يُوسُفَ) هَذَا مَبْنِيٌّ عَلَى خِلَافِ الْأَصَحِّ الْمُتَقَدِّمِ، قَالَ فِي «الْفَيْضِ»: وَلَوْ كَانَ بَعِيدًا لَا يَسْمَعُ الْخُطْبَةَ فَفِي حُرْمَةِ الْكَلَامِ خِلَافٌ وَكَذَا فِي قِرَاءَةِ الْقُرْآنِ وَالنَّظَرِ فِي الْكُتُبِ، وَعَنْ أَبِي يُوسُفَ أَنَّهُ كَانَ يَنْظُرُ فِي كِتَابِهِ، وَيُصَحِّحُهُ بِالْقَلَمِ، وَالْأَحْوَطُ السُّكُوتُ، وَبِهِ يُفْتَى. اهـ (قَوْلُهُ: فِي نَفْسِهِ) أَيْ بِأَنْ يُسْمِعَ نَفْسَهُ أَوْ يُصَحِّحَ الْحُرُوفَ فَإِنَّهُمْ فَسَّرُوهُ بِهِ، وَعَنْ أَبِي يُوسُفَ: قَلْبًا ائْتِمَارًا لِأَمْرَيِ الْإِنْصَاتِ وَالصَّلَاةِ عَلَيْهِ ﷺ كَمَا فِي «الْكَرْمَانِيِّ»، «قُهُسْتَانِيٌّ» قُبَيْلَ بَابِ الْإِمَامَةِ، وَاقْتَصَرَ فِي «الْجَوْهَرَةِ» عَلَى الْأَخِيرِ حَيْثُ قَالَ: وَلَمْ يَنْطِقْ بِهِ؛ لِأَنَّهَا تُدْرَكُ فِي غَيْرِ هَذَا الْحَالِ وَالسَّمَاعُ يَفُوتُ. (قَوْلُهُ: وَلَا رَدَّ سَلَامٍ) وَعَنْ أَبِي يُوسُفَ: لَا يُكْرَهُ الرَّدُّ؛ لِأَنَّهُ فَرْضٌ. قُلْنَا: ذَاكَ إذَا كَانَ السَّلَامُ مَأْذُونًا فِيهِ شَرْعًا، وَلَيْسَ كَذَلِكَ فِي حَالَةِ الْخُطْبَةِ، بَلْ يَرْتَكِبُ بِسَلَامِهِ مَأْثَمًا؛ لِأَنَّهُ بِهِ يَشْتَغِلُ خَاطِرُ السَّامِعِ عَنِ الْفَرْضِ، وَلِأَنَّ رَدَّ السَّلَامِ يُمْكِنُ تَحْصِيلُهُ

فِي كُلِّ وَقْتٍ بِخِلَافِ سَمَاعِ الْخُطْبَةِ، «فَتْحٌ». (قَوْلُهُ: وَخَتْمٍ) أَيْ خَتْمِ الْقُرْآنِ كَقَوْلِهِمْ: الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ حَمْدَ الصَّابِرِينَ إلَخْ، وَأَمَّا إهْدَاءُ الثَّوَابِ مِن الْقَارِئِ كَقَوْلِهِ: «اللَّهُمَّ اجْعَلْ ثَوَابَ مَا قَرَأْنَاهُ» لَا يَجِبُ عَلَى الظَّاهِرِ؛ لِأَنَّهُ مِن الدُّعَاءِ، ط. (باب الجمعة)

- وفي الموسوعة الفقهية الكويتية:

مَكْرُوهَاتُهَا:

قَال الْحَنَفِيَّةُ: ..... وَإِذَا خَرَجَ الْإِمَامُ فَلَا صَلَاةَ وَلَا كَلَامَ، إِلَّا إِذَا تَذَكَّرَ فَائِتَةً وَلَوْ وِتْرًا، وَهُوَ صَاحِبُ تَرْتِيبٍ فَلَا يُكْرَهُ الشُّرُوعُ فِيهَا حِينَئِذٍ، بَل يَجِبُ؛ لِضَرُورَةِ صِحَّةِ الْجُمُعَةِ، وَيُكْرَهُ التَّسْبِيحُ وَقِرَاءَةُ الْقُرْآنِ وَالصَّلَاةُ عَلَى النَّبِيِّ ﷺ إِذَا كَانَ يَسْمَعُ الْخُطْبَةَ، إِلَّا إِذَا أَمَرَ الْخَطِيبُ بِالصَّلَاةِ عَلَى النَّبِيِّ ﷺ فَإِنَّهُ يُصَلِّي سِرًّا إِحْرَازًا لِلْفَضِيلَتَيْنِ، وَيَحْمَدُ فِي نَفْسِهِ إِذَا عَطَسَ -عَلَى الصَّحِيحِ-، وَيُكْرَهُ تَشْمِيتُ الْعَاطِسِ وَرَدُّ السَّلَامِ؛ لِاشْتِغَالِهِ بِسَمَاعٍ وَاجِبٍ، وَيَجُوزُ إِنْذَارُ أَعْمَى وَغَيْرِهِ إِذَا خُشِيَ تَعَرُّضُهُ لِلْوُقُوعِ فِي هَلَاكٍ؛ لأَنَّ حَقَّ الآدَمِيِّ مُقَدَّمٌ عَلَى الْإِنْصَاتِ حَقِّ اللّٰهِ، وَيُكْرَهُ لِحَاضِرِ الْخُطْبَةِ الأَكْل وَالشُّرْبُ، وَقَال الْكَمَال: يَحْرُمُ الْكَلَامُ وَإِنْ كَانَ أَمْرًا بِمَعْرُوفٍ أَوْ تَسْبِيحًا، وَالأَكْل وَالشُّرْبُ وَالْكِتَابَةُ. وَيُكْرَهُ الْعَبَثُ وَالاِلْتِفَاتُ، وَيُكْرَهُ تَخَطِّي رِقَابِ النَّاسِ إِذَا أَخَذَ الْخَطِيبُ بِالْخُطْبَةِ، وَلَا بَأْسَ بِهِ قَبْل ذَلِكَ. (خطبة)

- وفي الدر المختار:

(إذَا خَرَجَ الْإِمَامُ) مِنَ الْحُجْرَةِ إنْ كَانَ، وَإِلَّا فَقِيَامُهُ لِلصُّعُودِ، «شَرْحُ الْمَجْمَعِ» (فَلَا صَلَاةَ وَلَا كَلَامَ إلَى تَمَامِهَا).

- وفي رد المحتار:

(قَوْلُهُ: إذَا خَرَجَ الْإِمَامُ إلَخْ) هَذَا لَفْظُ حَدِيثٍ ذَكَرَهُ فِي «الْهِدَايَةِ» مَرْفُوعًا لَكِنْ فِي «الْفَتْحِ» أَنَّ رَفْعَهُ غَرِيبٌ، وَالْمَعْرُوفُ كَوْنُهُ مِنْ كَلَامِ الزُّهْرِيِّ، وَأَخْرَجَ ابْنُ أَبِي شَيْبَةَ فِي «مُصَنَّفِهِ» عَنْ عَلِيٍّ وَابْنِ عَبَّاسٍ وَابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالَى عَنْهُمْ: كَانُوا يَكْرَهُونَ الصَّلَاةَ وَالْكَلَامَ بَعْدَ خُرُوجِ الْإِمَامِ. وَالْحَاصِلُ: أَنَّ قَوْلَ الصَّحَابِيِّ حُجَّةٌ يَجِبُ تَقْلِيدُهُ عِنْدَنَا إذَا لَمْ يَنْفِهِ شَيْءٌ آخَرُ مِنَ

السُّنَّةِ. اهـ (قَوْلُهُ: فَلَا صَلَاةَ) شَمِلَ السُّنَّةَ وَتَحِيَّةَ الْمَسْجِدِ، «بَحْرٌ»، قَالَ مُحَشِّيهِ الرَّمْلِيُّ: فَلَا صَلَاةَ جَائِزَةٌ. وَتَقَدَّمَ فِي شَرْحِ قَوْلِهِ: «وَمُنِعَ عَنِ الصَّلَاةِ وَسَجْدَةِ التِّلَاوَةِ إلَخْ» أَنَّ صَلَاةَ النَّفْلِ صَحِيحَةٌ مَكْرُوهَةٌ حَتَّى يَجِبَ قَضَاؤُهُ إذَا قَطَعَهُ، وَيَجِبُ قَطْعُهُ وَقَضَاؤُهُ فِي غَيْرِ وَقْتٍ مَكْرُوهٍ فِي ظَاهِرِ الرِّوَايَةِ، وَلَوْ أَتَمَّهُ خَرَجَ عَنْ عُهْدَةِ مَا لَزِمَهُ بِالشُّرُوعِ، فَالْمُرَادُ الْحُرْمَةُ لَا عَدَمُ الِانْعِقَادِ. (قَوْلُهُ: وَلَا كَلَامَ) أَيْ مِنْ جِنْسِ كَلَامِ النَّاسِ، أَمَّا التَّسْبِيحُ وَنَحْوُهُ فَلَا يُكْرَهُ، وَهُوَ الْأَصَحُّ، كَمَا فِي «النِّهَايَةِ» وَ«الْعِنَايَةِ»، وَذَكَرَ الزَّيْلَعِيُّ أَنَّ الْأَحْوَطَ الْإِنْصَاتُ، وَمَحَلُّ الْخِلَافِ قَبْلَ الشُّرُوعِ، أَمَّا بَعْدَهُ فَالْكَلَامُ مَكْرُوهٌ تَحْرِيمًا بِأَقْسَامِهِ، كَمَا فِي «الْبَدَائِعِ»، «بَحْرٌ» وَ«نَهْرٌ»، وَقَالَ الْبَقَّالِيُّ فِي «مُخْتَصَرِهِ»: وَإِذَا شَرَعَ فِي الدُّعَاءِ لَا يَجُوزُ لِلْقَوْمِ رَفْعُ الْيَدَيْنِ وَلَا تَأْمِينٌ بِاللِّسَانِ جَهْرًا، فَإِنْ فَعَلُوا ذَلِكَ أَثِمُوا، وَقِيلَ: أَسَاءُوا، وَلَا إثْمَ عَلَيْهِمْ، وَالصَّحِيحُ هُوَ الْأَوَّلُ، وَعَلَيْهِ الْفَتْوَى، وَكَذَلِكَ إذَا ذُكِرَ النَّبِيُّ ﷺ لَا يَجُوزُ أَنْ يُصَلُّوا عَلَيْهِ بِالْجَهْرِ بَلْ بِالْقَلْبِ، وَعَلَيْهِ الْفَتْوَى، رَمْلِيٌّ. (قَوْلُهُ: إلَى تَمَامِهَا) أَيِ الْخُطْبَةِ، لَكِنْ قَالَ فِي «الدُّرَرِ»: لَمْ يَقُلْ «إلَى تَمَامِ الْخُطْبَةِ» كَمَا قَالَ فِي «الْهِدَايَةِ»؛ لِمَا صَرَّحَ بِهِ فِي «الْمُحِيطِ» وَ«غَايَةِ الْبَيَانِ» أَنَّهُمَا يُكْرَهَانِ مِنْ حِينِ يَخْرُجُ الْإِمَامُ إلَى أَنْ يَفْرُغَ مِنَ الصَّلَاةِ. (باب الجمعة)

مبین الرحمٰن

فاضل جامعہ دار العلوم کراچی

محلہ بلال مسجد نیو حاجی کیمپ سلطان آباد کراچی

13 محرم الحرام 1442ھ/2 ستمبر 2020

جمعہ کے خطبے کے وقت تشبیک کرنے کا حکم

مبین الرحمٰن
فاضل جامعہ دار العلوم کراچی
متخصص جامعہ اسلامیہ طیبہ کراچی

جمعہ کے خطبے کے وقت تشبیک کرنے کا حکم:

اگر کوئی شخص نماز کے لیے مسجد جا رہا ہو یا مسجد میں نماز کے انتظار میں بیٹھا ہو تو اس کے لیے اس حالت میں تشبیک یعنی ایک ہاتھ کی انگلیاں دوسرے ہاتھ کی انگلیوں میں ڈالنا مکروہ تحریمی یعنی ناجائز ہے۔ احادیث میں اس کی ممانعت کی وجہ یہ بیان فرمائی گئی ہے کہ نماز کی نیت سے مسجد جانا یا مسجد میں نماز کا انتظار کرنا بھی نماز ہی کے حکم میں ہے یعنی وہ حالت نماز ہی کی حالت شمار ہوتی ہے، اور نماز کی حالت میں تشبیک کرنا مکروہ ہے۔

چوں کہ جمعہ کے خطبے کے لیے بیٹھا ہوا شخص بھی نماز ہی کے انتظار میں بیٹھا ہوا کہلاتا ہے اس لیے اس کے لیے بھی خطبے کے دوران تشبیک کرنا مکروہ اور ناجائز ہے۔

مزید تفصیل کے لیے درج ذیل فتویٰ ملاحظہ فرمائیں:

دار العلوم دیوبند کا فتویٰ:

> ”گھر سے نماز کے لیے مسجد جاتے ہوئے راستہ میں یا مسجد میں نماز کے انتظار میں بیٹھے ہوئے یا نماز کی حالت میں ایک ہاتھ کی انگلیاں دوسرے ہاتھ کی انگلیوں میں ڈالنا مکروہ ہے، اللہ کے رسول ﷺ نے اس سے منع فرمایا ہے، کیوں کہ یہ عمل عام طور پر سستی کا باعث ہوتا ہے جو نمازی کی شایانِ شان نہیں، اور آدمی جب نماز کے لیے مسجد جا رہا ہو یا مسجد میں نماز کے انتظار میں ہو تو وہ حکمًا نماز میں شمار ہوتا ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم“ (فتویٰ نمبر: 150404، تاریخِ اجرا: 13 اپریل 2017)

احادیث مبارکہ اور فقہی عبارات

- سنن أبي داود:

٥٦٢: عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْمَقْبُرِيِّ: حَدَّثَنِي أَبُو ثُمَامَةَ الْحَنَّاطُ أَنَّ كَعْبَ بْنَ عُجْرَةَ أَدْرَكَهُ وَهُوَ يُرِيدُ الْمَسْجِدَ أَدْرَكَ أَحَدُهُمَا صَاحِبَهُ قَالَ: فَوَجَدَنِي وَأَنَا مُشَبِّكٌ بِيَدَيَّ فَنَهَانِي عَنْ ذَلِكَ وَقَالَ: إِنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ قَالَ: «إِذَا تَوَضَّأَ أَحَدُكُمْ فَأَحْسَنَ وُضُوءَهُ ثُمَّ خَرَجَ عَامِدًا إِلَى الْمَسْجِدِ فَلَا يُشَبِّكَنَّ يَدَيْهِ؛ فَإِنَّهُ فِي صَلَاةٍ».

- مسند أحمد:

١٨١٠٣: حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ عُمَرَ: حَدَّثَنَا دَاوُدُ بْنُ قَيْسٍ عَنْ سَعْدِ بْنِ إِسْحَاقَ بْنِ فُلَانِ بْنِ كَعْبِ بْنِ عُجْرَةَ: أَنَّ أَبَا ثُمَامَةَ الْحَنَّاطَ حَدَّثَهُ أَنَّ كَعْبَ بْنَ عُجْرَةَ حَدَّثَهُ قَالَ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللهِ ﷺ يَقُولُ: «إِذَا تَوَضَّأَ أَحَدُكُمْ، فَأَحْسَنَ وُضُوءَهُ، ثُمَّ خَرَجَ عَامِدًا إِلَى الصَّلَاةِ: فَلَا يُشَبِّكْ بَيْنَ يَدَيْهِ؛ فَإِنَّهُ فِي الصَّلَاةِ».

- السنن الكبرىٰ للإمام البيهقي:

٦٠٩٣: عَنْ أَبِي ثُمَامَةَ الْحَنَّاطِ قَالَ: لَقِيَنِي كَعْبُ بْنُ عُجْرَةَ وَأَنَا مُتَوَجِّهٌ إِلَى الْمَسْجِدِ أُشَبِّكُ بَيْنَ أَصَابِعِي فَقَالَ: إِنِّي سَمِعْتُ رَسُولَ اللهِ ﷺ يَقُولُ: «إِذَا تَوَضَّأَ أَحَدُكُمْ ثُمَّ أَتَى الْمَسْجِدَ فَلَا يُشَبِّكْ بَيْنَ أَصَابِعِهِ؛ فَإِنَّهُ فِي صَلَاةٍ».

- مصنف عبد الرزاق:

٣٣٣١: عن كعب بن عجرة أن النبي ﷺ قال: «ما من رجل يتوضأ في بيته ثم يخرج يريد الصلاة إلا كان في صلاة حتى يقضي صلاته فلا يشبك بين أصابعه في الصلاة».

- مجمع الزوائد:

٢٠٤٧: عن مولى لأبي سعيد الخدري قال: بينا أنا مع أبي سعيد وهو مع رسول الله ﷺ إذ دخلنا المسجد فإذا رجل جالس في وسط المسجد محتبيا مشبكا أصابعه بعضها في بعض فأشار إليه رسول الله ﷺ فلم يفطن الرجل لإشارة رسول الله ﷺ فالتفت إلى أبي سعيد فقال: «إذا كان أحدكم في المسجد فلا يشبكن فإن التشبيك من الشيطان، وإن أحدكم لا يزال في صلاة ما كان في المسجد حتى يخرج منه». رواه أحمد وإسناده حسن.

- البحر الرائق:

وَأَشَارَ الْمُصَنِّفُ إلَى كَرَاهَةِ تَشْبِيكِ الْأَصَابِعِ وهو أَنْ يُدْخِلَ إحْدَى أَصَابِعِ يَدَيْهِ بين أَصَابِعِ الْأُخْرَى في الصَّلَاةِ كما صَرَّحَ بِهِ في «الْمُحِيطِ» وَغَيْرِهِ؛ لِمَا رَوَى أَحْمَدُ وأبو دَاوُد وَغَيْرُهُمَا مَرْفُوعًا: «إذَا تَوَضَّأَ أحدكم فَأَحْسَنَ وُضُوءَهُ ثُمَّ خَرَجَ عَامِدًا إلَى الْمَسْجِدِ فَلَا يُشَبِّكْ بين يَدَيْهِ فإنه في الصَّلَاةِ». وَنُقِلَ في «الدِّرَايَةِ» إجْمَاعُ الْعُلَمَاءِ على كَرَاهَتِهِ فيها. ثُمَّ يَظْهَرُ أَيْضًا أنها تَحْرِيمِيَّةٌ؛ لِلنَّهْيِ الْمَذْكُورِ، وَظَاهِرُهُ

الْكَرَاهَةُ أَيْضًا حَالَةَ السَّعْيِ إِلَى الصَّلَاةِ، فإذا كان مُنْتَظِرًا لها بِالْأَوْلَى.

(باب ما يفسد الصلاة وما يكره فيها)

- الدر المختار:

وتشبيكها ولو منتظرا لصلاة أو ماشيا إليها؛ للنهي.

- رد المحتار:

قوله: (وفرقعة الأصابع) هو غمزها أو مدها حتى تصوت. وتشبيكها هو أن يدخل أصابع إحدى يديه بين أصابع الأخرى. «بحر». قوله: (للنهي) هو ما رواه ابن ماجه مرفوعا: «لا تفرقع أصابعك وأنت تصلي»، وروي في «المجتبى» حديثا أنه نهى أن يفرقع الرجل أصابعه وهو جالس في المسجد ينتظر الصلاة، وفي رواية: «وهو يمشي إليها». وروى أحمد وأبو داود وغيرهما مرفوعا: «إذا توضأ أحدكم فأحسن وضوءه ثم خرج عامدا إلى لمسجد فلا يشبك بين يديه فإنه في صلاة». ونقل في «المعراج» الإجماع على كراهة الفرقعة والتشبيك في الصلاة. وينبغي أن تكون تحريمية؛ للنهي المذكور. «حلبة» و«بحر». (باب ما يفسد الصلاة وما يكره فيها)

- حاشية الطحطاوي على المراقي:

قوله: (وتشيبكها) ولو حال السعي إلى الصلاة؛ لما روى أحمد وأبو داود وغيرهما مرفوعا: «إذا توضأ أحدكم فأحسن وضوأه ثم خرج عامدا إلى المسجد فلا يشبك بين يديه فإنه في صلاة»، وإذا كان منتظرا لها بالأولى. والذي يظهر أنها أيضا تحريمية؛ للنهي المذكور كما في «البحر». وأما إذا انصرف من الصلاة فلا بأس به. (فصل في مكروهات الصلاة)

مبین الرحمٰن

فاضل جامعہ دار العلوم کراچی

محلہ بلال مسجد نیو حاجی کیمپ سلطان آباد کراچی

24 شعبان المعظم 1442ھ/8 اپریل 2021

خطبہ کے دوران چندہ جمع کرنے کا حکم

مبین الرحمٰن
فاضل جامعہ دارالعلوم کراچی
متخصص جامعہ اسلامیہ طیبہ کراچی

عربی خطبہ کے دوران چندہ جمع کرنے کا رواج:

متعدد مساجد میں جمعہ اور عیدین کے عربی خطبے کے دوران صفوں میں پھِر پھِر کر یا کسی کنارے میں کھڑے ہوکر چندہ جمع کرنے کا رواج ہے، حالاں کہ یہ شرعی اعتبار سے درست نہیں،اس لیے اس کی اصلاح واجب ہے۔ ضرورت اس بات کی ہے کہ مسجد کے چندہ کے لیے خطبہ کے علاوہ کسی اور مناسب وقت کا انتخاب کیا جائے۔ ذیل میں اس حوالے سے مزید تفصیل ملاحظہ فرمائیں۔

خطبہ سننے کا حکم:

جب عربی خطبہ دیا جارہا ہو تو وہاں موجود حضرات کے لیے اس وقت خاموش رہنا اور اس کو توجہ سے سننا واجب ہے، اس دوران بات چیت کرنا، ذکر و تلاوت کرنا یا اس طرح کسی اور دینی یا دنیوی کام میں مشغول ہونا ناجائز ہے، خطبہ چاہے جمعہ کا ہو، عید کا ہو، حج کا ہو، نکاح کا ہو یا کوئی اور خطبہ ہو؛ سب کا یہی حکم ہے۔

خطبہ کے دوران چندہ جمع کرنے کا حکم:

ما قبل کے مسئلے سے یہ بات بخوبی واضح ہوجاتی ہے کہ جمعہ اور عیدین کے عربی خطبے کے دوران چندہ جمع کرنا اور چندہ دینا دونوں ہی ناجائز ہیں۔

فقہی عبارات

- في البحر الرائق:

وفي «الْمُجْتَبَى»: الِاسْتِمَاعُ إلَى خُطْبَةِ النِّكَاحِ وَالْخَتْمِ وَسَائِرِ الْخُطَبِ وَاجِبٌ، وَالْأَصَحُّ الِاسْتِمَاعُ إلَى الْخُطْبَةِ من أَوَّلِهَا إلَى آخِرِهَا وَإِنْ كان فيها ذِكْرُ الْوُلَاةِ. ا هـ. (باب صلاة الجمعة)

- وفي حاشية الطحطاوي على المراقي:

وفي «الخلاصة»: كل ما حرم في الصلاة حرم حال الخطبة ولو أمرا بمعروف. وفي «السيد»: استماع الخطبة من أولها إلى آخرها واجب وإن كان فيها ذكر الولاة، وهو الأصح، «نهر». وكذا

استماع سائر الخطب كخطبة النكاح والختم. (باب الجمعة)

- وفي عمدة القاري:

وقال شيخ الإسلام: الاستماع إلى خطبة النكاح والختم وسائر الخطب واجب.
(باب الاستماع إلى الخطبة)

- وفي العرف الشذي:

وفي «الدر المختار»: أن استماع الخطبة واجب ولو خطبة النكاح.
(باب ما جاء في استقبال الإمام إذا خطب)

- وفي الدر المختار:

(وَكُلُّ مَا حَرُمَ فِي الصَّلَاةِ حَرُمَ فِيهَا) أَيْ فِي الْخُطْبَةِ، «خُلَاصَةٌ» وَغَيْرُهَا، فَيَحْرُمُ أَكْلٌ وَشُرْبٌ وَكَلَامٌ وَلَوْ تَسْبِيحًا أَوْ رَدَّ سَلَامٍ أَوْ أَمْرًا بِمَعْرُوفٍ، بَلْ يَجِبُ عَلَيْهِ أَنْ يَسْتَمِعَ وَيَسْكُتَ، (بِلَا فَرْقٍ بَيْنَ قَرِيبٍ وَبَعِيدٍ) فِي الْأَصَحِّ، «مُحِيطٌ»، وَلَا يُرَدُّ تَحْذِيرَ مِنْ خِيفَ هَلَاكُهُ؛ لِأَنَّهُ يَجِبُ لِحَقِّ آدَمِيٍّ، وَهُوَ مُحْتَاجٌ إلَيْهِ، وَالْإِنْصَاتُ لِحَقِّ اللهِ تَعَالَى، وَمَبْنَاهُ عَلَى الْمُسَامَحَةِ، وَكَانَ أَبُو يُوسُفَ يَنْظُرُ فِي كِتَابِهِ وَيُصَحِّحُهُ، وَالْأَصَحُّ أَنَّهُ لَا بَأْسَ بِأَنْ يُشِيرَ بِرَأْسِهِ أَوْ يَدِهِ عِنْدَ رُؤْيَةِ مُنْكَرٍ، وَالصَّوَابُ أَنَّهُ يُصَلِّي عَلَى النَّبِيِّ ﷺ عِنْدَ سَمَاعِ اسْمِهِ فِي نَفْسِهِ، وَلَا يَجِبُ تَشْمِيتٌ وَلَا رَدُّ سَلَامٍ، بِهِ يُفْتَى، وَكَذَا يَجِبُ الِاسْتِمَاعُ لِسَائِرِ الْخُطَبِ كَخُطْبَةِ نِكَاحٍ وَخُطْبَةِ عِيدٍ وَخَتْمٍ عَلَى الْمُعْتَمَدِ. وَقَالَا: لَا بَأْسَ بِالْكَلَامِ قَبْلَ الْخُطْبَةِ وَبَعْدَهَا.

- وفي رد المحتار:

(قَوْلُهُ: وَلَوْ تَسْبِيحًا) أَيْ وَلَوْ كَانَ الْكَلَامُ تَسْبِيحًا، وَفِي ذِكْرِهِ فِي ضِمْنِ التَّفْرِيعِ عَلَى مَا فِي الْمَتْنِ نَظَرٌ؛ لِأَنَّهُ لَا يَحْرُمُ فِي الصَّلَاةِ، تَأَمَّلْ. (قَوْلُهُ: أَوْ أَمَرَ بِمَعْرُوفٍ) إلَّا إذَا كَانَ مِنَ الْخَطِيبِ كَمَا قَدَّمَهُ الشَّارِحُ. (قَوْلُهُ: بَلْ يَجِبُ عَلَيْهِ أَنْ يَسْتَمِعَ) ظَاهِرُهُ أَنَّهُ يُكْرَهُ الِاشْتِغَالُ بِمَا يُفَوِّتُ السَّمَاعَ وَإِنْ لَمْ يَكُنْ كَلَامًا، وَبِهِ صَرَّحَ الْقُهُسْتَانِيُّ حَيْثُ قَالَ: إذْ الِاسْتِمَاعُ فَرْضٌ كَمَا فِي «الْمُحِيطِ»، أَوْ وَاجِبٌ كَمَا فِي «صَلَاةِ الْمَسْعُودِيَّةِ»، أَوْ سُنَّةٌ، وَفِيهِ إشْعَارٌ بِأَنَّ النَّوْمَ عِنْدَ الْخُطْبَةِ

مَكْرُوهٌ إِلَّا إِذَا غَلَبَ عَلَيْهِ كَمَا فِي «الزَّاهِدِيِّ». اهـ ط. قَالَ فِي «الْحِلْبَةِ»: قُلْت: وَعَن النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: «إِذَا نَعَسَ أَحَدُكُمْ يَوْمَ الْجُمُعَةِ فَلْيَتَحَوَّلْ مِنْ مَجْلِسِهِ»، أَخْرَجَهُ التِّرْمِذِيُّ وَقَالَ: حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ. (قَوْلُهُ: فِي الْأَصَحِّ) وَقِيلَ: لَا بَأْس بِالْكَلَامِ إِذَا بَعُدَ، ح عَن الْقُهُسْتَانِيِّ. (قَوْلُهُ: وَلَا يَرِدُ) أَيْ عَلَى قَوْلِهِ: «وَلَا كَلَامَ». (قَوْلُهُ: مَنْ خِيفَ هَلَاكُهُ) الْأَوْلَى ضَرَرُهُ، قَالَ فِي «الْبَحْرِ»: أَوْ رَأَى رَجُلًا عِنْدَ بِئْرٍ فَخَافَ وُقُوعَهُ فِيهَا أَوْ رَأَى عَقْرَبًا يَدِبُّ إِلَى إِنْسَانٍ فَإِنَّهُ يَجُوزُ لَهُ أَنْ يُحَذِّرَهُ وَقْتَ الْخُطْبَةِ. اهـ قُلْت: وَهَذَا حَيْثُ تَعَيَّنَ الْكَلَامُ؛ إِذْ لَوْ أَمْكَنَ بِغَمْزٍ أَوْ لَكِنْ لَمْ يَجُز الْكَلَامُ، تَأَمَّلْ. (قَوْلُهُ: وَكَانَ أَبُو يُوسُفَ) هَذَا مَبْنِيٌّ عَلَى خِلَافِ الْأَصَحِّ الْمُتَقَدِّمِ، قَالَ فِي «الْفَيْضِ»: وَلَوْ كَانَ بَعِيدًا لَا يَسْمَعُ الْخُطْبَةَ فَفِي حُرْمَةِ الْكَلَامِ خِلَافٌ وَكَذَا فِي قِرَاءَةِ الْقُرْآنِ وَالنَّظَرِ فِي الْكُتُبِ، وَعَنْ أَبِي يُوسُفَ أَنَّهُ كَانَ يَنْظُرُ فِي كِتَابِهِ، وَيُصَحِّحُهُ بِالْقَلَمِ، وَالْأَحْوَطُ السُّكُوتُ، وَبِهِ يُفْتَى. اهـ (قَوْلُهُ: فِي نَفْسِهِ) أَيْ بِأَنْ يُسْمِعَ نَفْسَهُ أَوْ يُصَحِّحَ الْحُرُوفَ فَإِنَّهُمْ فَسَّرُوهُ بِهِ، وَعَنْ أَبِي يُوسُفَ: قَلْبًا ائْتِمَارًا لِأَمْرَيِ الْإِنْصَاتِ وَالصَّلَاةِ عَلَيْهِ ﷺ كَمَا فِي «الْكَرْمَانِيِّ»، «قُهُسْتَانِيٌّ» قُبَيْلَ بَابِ الْإِمَامَةِ، وَاقْتَصَرَ فِي «الْجَوْهَرَةِ» عَلَى الْأَخِيرِ حَيْثُ قَالَ: وَلَمْ يَنْطِقْ بِهِ؛ لِأَنَّهَا تُدْرَكُ فِي غَيْرِ هَذَا الْحَالِ وَالسَّمَاعُ يَفُوتُ. (قَوْلُهُ: وَلَا رَدَّ سَلَامٍ) وَعَنْ أَبِي يُوسُفَ: لَا يُكْرَهُ الرَّدُّ؛ لِأَنَّهُ فَرْضٌ. قُلْنَا: ذَاكَ إِذَا كَانَ السَّلَامُ مَأْذُونًا فِيهِ شَرْعًا، وَلَيْسَ كَذَلِكَ فِي حَالَةِ الْخُطْبَةِ، بَلْ يَرْتَكِبُ بِسَلَامِهِ مَأْثَمًا؛ لِأَنَّهُ بِهِ يَشْتَغِلُ خَاطِرُ السَّامِعِ عَن الْفَرْضِ، وَلِأَنَّ رَدَّ السَّلَامِ يُمْكِنُ تَحْصِيلُهُ فِي كُلِّ وَقْتٍ بِخِلَافِ سَمَاعِ الْخُطْبَةِ، «فَتْحٌ». (قَوْلُهُ: وَخَتْمٍ) أَيْ خَتْمِ الْقُرْآنِ كَقَوْلِهِمْ: الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ حَمْدَ الصَّابِرِينَ إِلَخْ، وَأَمَّا إِهْدَاءُ الثَّوَابِ مِن الْقَارِئِ كَقَوْلِهِ: «اللَّهُمَّ اجْعَلْ ثَوَابَ مَا قَرَأْنَاهُ» لَا يَجِبُ عَلَى الظَّاهِرِ؛ لِأَنَّهُ مِن الدُّعَاءِ، ط. (باب الجمعة)

- وفي الموسوعة الفقهية الكويتية:

مَكْرُوهَاتُهَا:

قَال الْحَنَفِيَّةُ: ..... وَإِذَا خَرَجَ الْإِمَامُ فَلَا صَلَاةَ وَلَا كَلَامَ، إِلَّا إِذَا تَذَكَّرَ فَائِتَةً وَلَوْ وِتْرًا، وَهُوَ صَاحِبُ تَرْتِيبٍ فَلَا يُكْرَهُ الشُّرُوعُ فِيهَا حِينَئِذٍ، بَل يَجِبُ؛ لِضَرُورَةِ صِحَّةِ الْجُمُعَةِ، وَيُكْرَهُ

التَّسْبِيحُ وَقِرَاءَةُ الْقُرْآنِ وَالصَّلَاةُ عَلَى النَّبِيِّ ﷺ إِذَا كَانَ يَسْمَعُ الْخُطْبَةَ، إِلَّا إِذَا أَمَرَ الْخَطِيبُ بِالصَّلَاةِ عَلَى النَّبِيِّ ﷺ فَإِنَّهُ يُصَلِّي سِرًّا إِحْرَازًا لِلْفَضِيلَتَيْنِ، وَيَحْمَدُ فِي نَفْسِهِ إِذَا عَطَسَ -عَلَى الصَّحِيحِ-، وَيُكْرَهُ تَشْمِيتُ الْعَاطِسِ وَرَدُّ السَّلَامِ؛ لاِشْتِغَالِهِ بِسَمَاعٍ وَاجِبٍ، وَيَجُوزُ إِنْذَارُ أَعْمَى وَغَيْرِهِ إِذَا خُشِيَ تَعَرُّضُهُ لِلْوُقُوعِ فِي هَلَاكٍ؛ لأَنَّ حَقَّ الآدَمِيِّ مُقَدَّمٌ عَلَى الإِنْصَاتِ حَقِّ اللّٰهِ، وَيُكْرَهُ لِحَاضِرِ الْخُطْبَةِ الأَكْل وَالشُّرْبُ، وَقَال الْكَمَال: يَحْرُمُ الْكَلَامُ وَإِنْ كَانَ أَمْرًا بِمَعْرُوفٍ أَوْ تَسْبِيحًا، وَالأَكْل وَالشُّرْبُ وَالْكِتَابَةُ. وَيُكْرَهُ الْعَبَثُ وَالاِلْتِفَاتُ، وَيُكْرَهُ تَخَطِّي رِقَابِ النَّاسِ إِذَا أَخَذَ الْخَطِيبُ بِالْخُطْبَةِ، وَلَا بَأْسَ بِهِ قَبْل ذَلِكَ. (خطبة)

- وفي الدر المختار:

(إِذَا خَرَجَ الْإِمَامُ) مِنَ الْحُجْرَةِ إِنْ كَانَ، وَإِلَّا فَقِيَامُهُ لِلصُّعُودِ، «شَرْحُ الْمَجْمَعِ» (فَلَا صَلَاةَ وَلَا كَلَامَ إِلَى تَمَامِهَا).

- وفي رد المحتار:

(قَوْلُهُ: إِذَا خَرَجَ الْإِمَامُ إِلَخْ) هَذَا لَفْظُ حَدِيثٍ ذَكَرَهُ فِي «الْهِدَايَةِ» مَرْفُوعًا لَكِنْ فِي «الْفَتْحِ» أَنَّ رَفْعَهُ غَرِيبٌ، وَالْمَعْرُوفُ كَوْنُهُ مِنْ كَلَامِ الزُّهْرِيِّ، وَأَخْرَجَ ابْنُ أَبِي شَيْبَةَ فِي «مُصَنَّفِهِ» عَنْ عَلِيٍّ وَابْنِ عَبَّاسٍ وَابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالَى عَنْهُمْ: كَانُوا يَكْرَهُونَ الصَّلَاةَ وَالْكَلَامَ بَعْدَ خُرُوجِ الْإِمَامِ. وَالْحَاصِلُ: أَنَّ قَوْلَ الصَّحَابِيِّ حُجَّةٌ يَجِبُ تَقْلِيدُهُ عِنْدَنَا إِذَا لَمْ يَنْفِهِ شَيْءٌ آخَرُ مِنَ السُّنَّةِ. اهـ (قَوْلُهُ: فَلَا صَلَاةَ) شَمِلَ السُّنَّةَ وَتَحِيَّةَ الْمَسْجِدِ، «بَحْرٌ»، قَالَ مُحَشِّيهِ الرَّمْلِيُّ: فَلَا صَلَاةَ جَائِزَةٌ. وَتَقَدَّمَ فِي شَرْحِ قَوْلِهِ: «وَمُنِعَ عَنِ الصَّلَاةِ وَسَجْدَةِ التِّلَاوَةِ إِلَخْ» أَنَّ صَلَاةَ النَّفْلِ صَحِيحَةٌ مَكْرُوهَةٌ حَتَّى يَجِبَ قَضَاؤُهُ إِذَا قَطَعَهُ، وَيَجِبُ قَطْعُهُ وَقَضَاؤُهُ فِي غَيْرِ وَقْتٍ مَكْرُوهٍ فِي ظَاهِرِ الرِّوَايَةِ، وَلَوْ أَتَمَّهُ خَرَجَ عَنْ عُهْدَةِ مَا لَزِمَهُ بِالشُّرُوعِ، فَالْمُرَادُ الْحُرْمَةُ لَا عَدَمُ الِانْعِقَادِ. (قَوْلُهُ: وَلَا كَلَامَ) أَيْ مِنْ جِنْسِ كَلَامِ النَّاسِ، أَمَّا التَّسْبِيحُ وَنَحْوُهُ فَلَا يُكْرَهُ، وَهُوَ الْأَصَحُّ، كَمَا فِي «النِّهَايَةِ» وَ«الْعِنَايَةِ»، وَذَكَرَ الزَّيْلَعِيُّ أَنَّ الْأَحْوَطَ الْإِنْصَاتُ، وَمَحَلُّ الْخِلَافِ قَبْلَ الشُّرُوعِ، أَمَّا بَعْدَهُ فَالْكَلَامُ مَكْرُوهٌ تَحْرِيمًا بِأَقْسَامِهِ، كَمَا فِي «الْبَدَائِعِ»، «بَحْرٌ» وَ«نَهْرٌ»، وَقَالَ الْبَقَّالِيُّ فِي

«مُخْتَصَرِهِ»: وَإِذَا شَرَعَ فِي الدُّعَاءِ لَا يَجُوزُ لِلْقَوْمِ رَفْعُ الْيَدَيْنِ وَلَا تَأْمِينٌ بِاللِّسَانِ جَهْرًا، فَإِنْ فَعَلُوا ذَلِكَ أَثِمُوا، وَقِيلَ: أَسَاءُوا، وَلَا إِثْمَ عَلَيْهِمْ، وَالصَّحِيحُ هُوَ الْأَوَّلُ، وَعَلَيْهِ الْفَتْوَى، وَكَذَلِكَ إِذَا ذُكِرَ النَّبِيُّ ﷺ لَا يَجُوزُ أَنْ يُصَلُّوا عَلَيْهِ بِالْجَهْرِ بَلْ بِالْقَلْبِ، وَعَلَيْهِ الْفَتْوَى، رَمْلِيٌّ. (قَوْلُهُ: إلَى تَمَامِهَا) أَيِ الْخُطْبَةِ، لَكِنْ قَالَ فِي «الدُّرَرِ»: لَمْ يَقُلْ «إلَى تَمَامِ الْخُطْبَةِ» كَمَا قَالَ فِي «الْهِدَايَةِ»؛ لِمَا صَرَّحَ بِهِ فِي «الْمُحِيطِ» وَ«غَايَةِ الْبَيَانِ» أَنَّهُمَا يُكْرَهَانِ مِنْ حِينِ يَخْرُجُ الْإِمَامُ إلَى أَنْ يَفْرُغَ مِنَ الصَّلَاةِ. (باب الجمعة)

مبین الرحمٰن

فاضل جامعہ دار العلوم کراچی

محلہ بلال مسجد نیو حاجی کیمپ سلطان آباد کراچی

28 جُمادَی الاُولیٰ 1441ھ/24 جنوری 2020

جمعہ کے خطبے کے دوران امام کے لیے امر بالمعروف کا حکم

مبین الرحمٰن
فاضل جامعہ دار العلوم کراچی
متخصص جامعہ اسلامیہ طیبہ کراچی

جمعہ کے خطبے کے دوران امام کے لیے امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کا حکم:

جمعہ کے عربی خطبے کے دوران خاموش رہنا اور اس کو پوری توجہ کے ساتھ سننا واجب ہوتا ہے، حتی کہ حاضرین کے لیے یہ بھی جائز نہیں کہ وہ کسی دوسرے کو زبان سے کلام کرکے کسی غیر شرعی کام سے روکے، البتہ خطیب کے لیے یہ جائز ہے کہ وہ خطبے کے دوران امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کرے یعنی اگر وہ حاضرین میں سے کسی کو کوئی غلطی کرتا دیکھے تو اس پر زبان سے تنبیہ کر سکتا ہے۔

- رد المحتار على الدر المختار:

(قَوْلُهُ: فَلَا يَأْتِي بِمَا يُفَوِّتُ الِاسْتِمَاعَ إلَخْ) سَيَأْتِي فِي بَابِ الْجُمُعَةِ أَنَّ كُلَّ مَا حَرُمَ فِي الصَّلَاةِ حَرُمَ فِي الْخُطْبَةِ، فَيَحْرُمُ أَكْلٌ وَشُرْبٌ وَكَلَامٌ وَلَوْ تَسْبِيحًا أَوْ رَدَّ سَلَامٍ أَوْ أَمْرًا بِمَعْرُوفٍ إلَّا مِنْ الْخَطِيبِ؛ لِأَنَّ الْأَمْرَ بِالْمَعْرُوفِ مِنْهَا بِلَا فَرْقٍ بَيْنَ قَرِيبٍ وَبَعِيدٍ فِي الْأَصَحِّ. (بَابُ الْجُمُعَةِ)

مبین الرحمٰن

فاضل جامعہ دار العلوم کراچی

محلہ بلال مسجد نیو حاجی کیمپ سلطان آباد کراچی

4 جمادی الاولیٰ 1445ھ/19 نومبر 2023

نمازِ جمعہ کے قعدہ میں شریک ہونے والا جمعہ پڑھے یا ظہر؟

مبین الرحمٰن
فاضل جامعہ دار العلوم کراچی
متخصص جامعہ اسلامیہ طیبہ کراچی

نمازِ جمعہ کے قعدہ میں شریک ہونے والا جمعہ پڑھے یا ظہر؟

نمازِ جمعہ میں امام کے سلام سے پہلے کسی بھی رکن میں شریک ہونے والا شخص نمازِ جمعہ ہی کی نیت سے شریک ہوگا اور وہ نمازِ جمعہ ہی کو پانے والا شمار ہوگا۔ اس سے معلوم ہوا کہ:

1۔ اگر کسی شخص سے نمازِ جمعہ کی پہلی رکعت نکل جائے اور وہ دوسری رکعت کو پالے تو وہ امام کے سلام کے بعد جمعہ ہی کی ایک رکعت ہی ادا کرے گا۔

2۔ اگر کوئی شخص نمازِ جمعہ میں امام کے سلام سے پہلے یعنی قعدہ میں شریک ہوا تو وہ امام کے سلام کے بعد جمعہ ہی کی دو رکعات ادا کرے گا۔ یہی حکم اُس صورت میں بھی ہے جب نمازِ جمعہ میں امام کے سجدہ سہو کے بعد کوئی شخص آکر شریک ہو جائے۔ یہ حضرات شیخین یعنی امام اعظم ابو حنیفہ اور امام ابو یوسف رحمہم اللہ کا مذہب ہے، یہی راجح ہے اور اسی پر فتویٰ ہے، اس لیے اسی پر عمل کرنا چاہیے۔ اس کی وجہ ظاہر ہے کہ نمازِ جمعہ اور نمازِ ظہر دو مختلف نمازیں ہیں، اس لیے جب اس شخص نے امام کے ساتھ نمازِ جمعہ کی نیت باندھی ہے تو وہ امام کے سلام کے بعد نمازِ جمعہ ہی مکمل کرے گا، کیوں کہ نمازِ جمعہ کی نیت پر نمازِ ظہر کی ادائیگی درست نہیں ہو سکتی۔ جبکہ امام محمد رحمہ اللہ کے نزدیک ایسی صورت میں امام کے سلام کے بعد ظہر کی چار رکعات ادا کرے گا۔ واضح رہے کہ یہ قول راجح اور مفتیٰ بہ نہیں ہے۔

تنبیہ: مذکورہ مسئلے کا یہ مطلب ہر گز نہیں کہ نمازِ جمعہ کے لیے حاضر ہونے میں تاخیر گوارہ کی جائے، کیوں کہ جمعہ کی پہلی اذان کے بعد نمازِ جمعہ کے لیے حاضری میں کسی شدید عذر کے بغیر تاخیر جائز ہی نہیں، بلکہ مذکورہ مسئلے سے مقصود یہ ہے کہ اگر کسی شخص سے کسی شدید عذر کی وجہ سے اتنی تاخیر ہوگئی کہ وہ نمازِ جمعہ کی جماعت کے وقت ہی حاضر ہوا، یا اس نے کسی عذر کے بغیر اتنی تاخیر کے گناہ کا ارتکاب کر لیا ہے تو ان دونوں صورتوں میں وہ مذکورہ مسئلے کے مطابق ہی عمل کرے گا، یعنی اتنی تاخیر کے باوجود بھی اس کی نمازِ جمعہ فوت نہیں ہو جاتی، بلکہ وہ نمازِ جمعہ ہی کی نیت کر کے جماعت میں شامل ہوگا اور نمازِ جمعہ ہی مکمل کرے گا۔

روایات اور فقہی عبارات

- صحيح البخاري:

٦٣٥- حَدَّثَنَا أَبُو نُعَيْمٍ قَالَ: حَدَّثَنَا شَيْبَانُ عَنْ يَحْيَى عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ أَبِي قَتَادَةَ عَنْ أَبِيهِ قَالَ: بَيْنَمَا نَحْنُ نُصَلِّي مَعَ النَّبِيِّ ﷺ إِذْ سَمِعَ جَلَبَةَ رِجَالٍ، فَلَمَّا صَلَّى قَالَ: «مَا شَأْنُكُمْ؟» قَالُوا: اسْتَعْجَلْنَا إِلَى الصَّلَاةِ، قَالَ: «فَلَا تَفْعَلُوا، إِذَا أَتَيْتُمُ الصَّلَاةَ فَعَلَيْكُمْ بِالسَّكِينَةِ، فَمَا أَدْرَكْتُمْ فَصَلُّوا، وَمَا فَاتَكُمْ فَأَتِمُّوا». (بَاب قَوْلِ الرَّجُلِ: فَاتَتْنَا الصَّلَاةُ)

- مُصنف ابن أبي شيبة:

٥٣٩٨- حَدَّثَنَا وَكِيعٌ عَنْ شُعْبَةَ قَالَ: سَأَلْتُ الْحَكَمَ وَحَمَّادًا عَنِ الرَّجُلِ يَجِيءُ يَوْمَ الْجُمُعَةِ قَبْلَ أَنْ يُسَلِّمَ الإِمَامُ؟ قَالَا: يُصَلِّي رَكْعَتَيْنِ.

٥٣٩٩- حَدَّثَنَا يَزِيدُ بْنُ هَارُونَ قَالَ: أَخْبَرَنَا جُوَيْبِرٌ عَنِ الضَّحَّاكِ قَالَ: إِذَا أَدْرَكَ النَّاسَ يَوْمَ الْجُمُعَةِ جُلُوسًا صَلَّى رَكْعَتَيْنِ.

٥٤٠٠- حَدَّثَنَا يَزِيدُ بْنُ هَارُونَ عَنْ أَبِي حَنِيفَةَ، عَنْ حَمَّادٍ، عَنْ إِبْرَاهِيمَ قَالَ: يُصَلِّي رَكْعَتَيْنِ.

٥٤٠١- حَدَّثَنَا شَرِيكٌ عَنْ عَامِرِ بْنِ شَقِيقٍ، عَنْ أَبِي وَائِلٍ قَالَ: قَالَ عَبْدُ اللهِ: مَنْ أَدْرَكَ التَّشَهُّدَ فَقَدْ أَدْرَكَ الصَّلاَة.

- الجوهرة النيرة:

(قَوْلُهُ: وَمَنْ أَدْرَكَ الْإِمَامَ يَوْمَ الْجُمُعَةِ صَلَّى مَعَهُ مَا أَدْرَكَ وَبَنَى عَلَيْهَا الْجُمُعَةَ) فَإِذَا قَامَ هَذَا الْمَسْبُوقُ إلَى قَضَائِهِ كَانَ مُخَيَّرًا فِي الْقِرَاءَةِ إنْ شَاءَ جَهَرَ وَإِنْ شَاءَ خَافَتْ. (قَوْلُهُ: وَإِنْ أَدْرَكَهُ فِي التَّشَهُّدِ أَوْ فِي سُجُودِ السَّهْوِ بَنَى عَلَيْهَا الْجُمُعَةَ) وَهَذَا عِنْدَ أَبِي حَنِيفَةَ وَأَبِي يُوسُفَ، وَظَاهِرُ هَذَا أَنَّهُ يَسْجُدُ لِلسَّهْوِ فِي صَلَاةِ الْجُمُعَةِ وَالْعِيدَيْنِ، وَالْمُخْتَارُ عِنْدَ الْمُتَأَخِّرِينَ أَنَّهُ لَا يَسْجُدُ فِي الْجُمُعَةِ وَالْعِيدَيْنِ؛ لِتَوَهُّمِ الزِّيَادَةِ مِنَ الْجُهَّالِ. (قَوْلُهُ: وَقَالَ مُحَمَّدٌ: إنْ أَدْرَكَ مَعَهُ أَكْثَرَ الرَّكْعَةِ الثَّانِيَةِ بَنَى عَلَيْهَا الْجُمُعَةَ) يَعْنِي إذَا أَدْرَكَهُ قَبْلَ أَنْ يَرْكَعَ أَوْ فِي الرُّكُوعِ. (قَوْلُهُ: وَإِنْ أَدْرَكَ

أَقَلَّهَا) بِأَنْ أَدْرَكَهُ وَقَدْ رَفَعَ رَأْسَهُ مِنَ الرُّكُوعِ بَنَى عَلَيْهَا الظُّهْرَ، إِلَّا أَنَّهُ يَنْوِي الْجُمُعَةَ إِجْمَاعًا. (بَابُ صَلَاةِ الْجُمُعَةِ)

- الدر المختار:

(وَمَنْ أَدْرَكَهَا فِي تَشَهُّدٍ أَوْ سُجُودِ سَهْوٍ) عَلَى الْقَوْلِ بِهِ فِيهَا (يُتِمُّهَا جُمُعَةً) خِلَافًا لِمُحَمَّدٍ (كَمَا) يُتِمُّ (فِي الْعِيدِ) اتِّفَاقًا كَمَا فِي عِيدِ «الْفَتْحِ»، لَكِنْ فِي «السِّرَاجِ» أَنَّهُ عِنْدَ مُحَمَّدٍ لَمْ يَصِرْ مُدْرِكًا لَهُ (وَيَنْوِي جُمُعَةً لَا ظُهْرًا) اتِّفَاقًا، فَلَوْ نَوَى الظُّهْرَ لَمْ يَصِحَّ اقْتِدَاؤُهُ.

- رد المحتار على الدر المختار:

(قَوْلُهُ: وَمَنْ أَدْرَكَهَا) أَيِ الْجُمُعَةَ (قَوْلُهُ أَوْ سُجُودِ سَهْوٍ) وَلَوْ فِي تَشَهُّدِهِ، ط. (قَوْلُهُ: عَلَى الْقَوْلِ بِهِ فِيهَا) أَيْ عَلَى الْقَوْلِ بِفِعْلِهِ فِي الْجُمُعَةِ. وَالْمُخْتَارُ عِنْدَ الْمُتَأَخِّرِينَ أَنْ لَا يَسْجُدَ لِلسَّهْوِ فِي الْجُمُعَةِ وَالْعِيدَيْنِ؛ لِتَوَهُّمِ الزِّيَادَةِ مِنْ الْجُهَّالِ، كَذَا فِي «السِّرَاجِ» وَغَيْرِهِ، «بَحْرٌ». وَلَيْسَ الْمُرَادُ عَدَمَ جَوَازِهِ، بَلِ الْأَوْلَى تَرْكُهُ؛ كَيْ لَا يَقَعَ النَّاسُ فِي فِتْنَةٍ، أَبُو السُّعُودِ عَن «الْعَزْمِيَّةِ»، وَمِثْلُهُ فِي «الْإِيضَاحِ» لِابْنِ كَمَالٍ. (قَوْلُهُ: يُتِمُّهَا جُمُعَةً) وَهُوَ مُخَيَّرٌ فِي الْقِرَاءَةِ إنْ شَاءَ جَهَرَ وَإِنْ شَاءَ خَافَتَ، «بَحْرٌ». (قَوْلُهُ: خِلَافًا لِمُحَمَّدٍ) حَيْثُ قَالَ: إنْ أَدْرَكَ مَعَهُ رُكُوعَ الرَّكْعَةِ الثَّانِيَةِ بَنَى عَلَيْهَا الْجُمُعَةَ، وَإِنْ أَدْرَكَ فِيمَا بَعْدَ ذَلِكَ بَنَى عَلَيْهَا الظُّهْرَ؛ لِأَنَّهُ جُمُعَةٌ مِنْ وَجْهٍ وَظُهْرٌ مِنْ وَجْهٍ؛ لِفَوَاتِ بَعْضِ الشَّرَائِطِ فِي حَقِّهِ، فَيُصَلِّي أَرْبَعًا اعْتِبَارًا لِلظُّهْرِ، وَيَقْعُدُ لَا مَحَالَةَ عَلَى رَأْسِ الرَّكْعَتَيْنِ اعْتِبَارًا لِلْجُمُعَةِ، وَيَقْرَأُ فِي الْأُخْرَيَيْنِ؛ لِاحْتِمَالِ النَّفْلِيَّةِ. وَلَهُمَا: أَنَّهُ مُدْرِكٌ لِلْجُمُعَةِ فِي هَذِهِ الْحَالَةِ حَتَّى تُشْتَرَطَ لَهُ نِيَّةُ الْجُمُعَةِ وَهِيَ رَكْعَتَانِ، وَلَا وَجْهَ لِمَا ذُكِرَ؛ لِأَنَّهُمَا مُخْتَلِفَانِ لَا يُبْنَى أَحَدُهُمَا عَلَى تَحْرِيمَةِ الْآخَرِ، كَذَا فِي «الْهِدَايَةِ». (قَوْلُهُ: لَكِنْ فِي «السِّرَاجِ» إلَخْ) أَقُولُ: مَا فِي «السِّرَاجِ» ذَكَرَهُ فِي عِيدِ «الظَّهِيرِيَّةِ» عَنْ بَعْضِ الْمَشَايِخِ، ثُمَّ ذَكَرَ عَنْ بَعْضِهِمْ أَنَّهُ يَصِيرُ مُدْرِكًا بِلَا خِلَافٍ، وَقَالَ: وَهُوَ الصَّحِيحُ. (قَوْلُهُ: اتِّفَاقًا)؛ لِمَا عَلِمْت أَنَّهَا عِنْدَ مُحَمَّدٍ لَيْسَتْ ظُهْرًا مِنْ كُلِّ وَجْهٍ. (بَابُ الْجُمُعَةِ)

- التصحيح والترجيح:

قَوْلُهُ: (بَنَى عَلَيْهَا الْجُمُعَةَ عِنْدَ أَبِي حَنِيفَةَ ....)، هو المعتمد عند الكلو منهم المحبوبي والنسفي. (بَابُ صَلَاةِ الْجُمُعَةِ)

- الفِقْهُ الإسلاميُّ وأدلَّتُهُ:

فقال الحنفية على الراجح: من أدرك الإمام يوم الجمعة في أي جزء من صلاته صلى معه ما أدرك، وأكمل الجمعة، وأدرك الجمعة، حتى وإن أدركه في التشهد أو في سجود السهو. وهو رأي أبي حنيفة وأبي يوسف؛ لقوله ﷺ: «ماأدركتم فصلوا، وما فاتكم فاقضوا».

(صلاة الجمعة: شروط صحة الجمعة)

مبین الرحمٰن

فاضل جامعہ دار العلوم کراچی

محلہ بلال مسجد نیو حاجی کیمپ سلطان آباد کراچی

28 ربیع الاول 1443ھ/4 نومبر 2021

کیا نمازِ جمعہ اسی شخص کے لیے پڑھانا ضروری ہے جس نے خطبہ دیا ہو؟

مبین الرحمٰن
فاضل جامعہ دار العلوم کراچی
متخصص جامعہ اسلامیہ طیبہ کراچی

جمعہ میں ایک شخص کے خطبہ دینے اور دوسرے کے نماز پڑھانے کا حکم:

بہتر تو یہی ہے کہ جو شخص جمعہ کا عربی خطبہ دے وہی شخص جمعہ کی نماز بھی پڑھائے یعنی یہ دونوں اعمال ایک ہی شخص سرانجام دے، البتہ اگر رضامندی اور اجازت سے جمعہ کا عربی خطبہ کوئی اور شخص دے اور جمعہ کی نماز کوئی اور شخص پڑھائے تو یہ بھی جائز ہے، البتہ چوں کہ اس مسئلہ میں مشائخ کا اختلاف ہے اس لیے اگر کوئی عذر اور ضرورت نہ ہو تو اس سے اجتناب ہی بہتر ہے۔ (امداد الاحکام، فتاویٰ رشیدیہ، فتاویٰ محمودیہ، احسن الفتاویٰ)

- الدر المختار:

(لَا يَنْبَغِي أَنْ يُصَلِّيَ غَيْرُ الْخَطِيبِ)؛ لِأَنَّهُمَا كَشَيْءٍ وَاحِدٍ (فَإِنْ فَعَلَ بِأَنْ خَطَبَ صَبِيٌّ بِإِذْنِ السُّلْطَانِ وَصَلَّى بَالِغٌ جَازَ) هُوَ الْمُخْتَارُ.

- رد المحتار على الدر المختار:

(قَوْلُهُ: لِأَنَّهُمَا) أَيِ الْخُطْبَةَ وَالصَّلَاةَ كَشَيْءٍ وَاحِدٍ؛ لِكَوْنِهِمَا شَرْطًا وَمَشْرُوطًا، وَلَا تَحَقُّقَ لِلْمَشْرُوطِ بِدُونِ شَرْطِهِ، فَالْمُنَاسِبُ أَنْ يَكُونَ فَاعِلُهُمَا وَاحِدًا، ط. (قَوْلُهُ: وَصَلَّى بَالِغٌ) أَيْ بِإِذْنِ السُّلْطَانِ أَيْضًا، وَالظَّاهِرُ أَنَّ إذْنَ الصَّبِيِّ لَهُ كَافٍ؛ لِأَنَّهُ مَأْذُونٌ بِإِقَامَةِ الْجُمُعَةِ؛ لِمَا فِي «الْفَتْحِ» وَغَيْرِهِ مِنْ أَنَّ الْإِذْنَ بِالْخُطْبَةِ إذْنٌ بِالصَّلَاةِ وَعَلَى الْقَلْبِ اهـ. فَيَكُونُ مُفَوَّضًا إلَيْهِ إقَامَتَهَا، وَلِأَنَّ تَقْرِيرَهُ فِيهَا إذْنٌ لَهُ بِإِنَابَةِ غَيْرِهِ دَلَالَةً لِعِلْمِ السُّلْطَانِ بِأَنَّهُ لَا تَصِحُّ إمَامَتُهُ نَعَمْ عَلَى الْقَوْلِ بِاشْتِرَاطِ الْأَهْلِيَّةِ وَقْتَ الِاسْتِنَابَةِ لَا يَصِحُّ إذْنُهُ بِهَا وَلَا بُدَّ لَهُ مِنْ إذْنٍ جَدِيدٍ بَعْدَ بُلُوغِهِ، وَاللهُ أَعْلَمُ.

[تَنْبِيهٌ]: ذَكَرَ الشُّرُنْبُلَالِيُّ وَغَيْرُهُ أَنَّ هَذَا الْفَرْعَ صَرِيحٌ فِي الرَّدِّ عَلَى صَاحِبِ «الدُّرَرِ» فِي عَدَمِ تَجْوِيزِهِ اسْتِنَابَةَ الْخَطِيبِ غَيْرَهُ لِلصَّلَاةِ قَبْلَ سَبْقِ الْحَدَثِ، وَفِيهِ نَظَرٌ؛ إذْ لَيْسَ صَرِيحًا فِي أَنَّ الْبَالِغَ صَلَّى بِدُونِ إذْنِ السُّلْطَانِ، بَلِ الظَّاهِرُ أَنَّهُ بِإِذْنِهِ صَرِيحًا أَوْ دَلَالَةً كَمَا قَرَّرْنَاهُ فَتَدَبَّرْ ثُمَّ رَأَيْت ح ذَكَرَ نَحْوَهُ. (قَوْلُهُ: هُوَ الْمُخْتَارُ) وَفِي «الْحُجَّةِ»: أَنَّهُ لَا يَجُوزُ فِي «فَتَاوَى الْعَصْرِ» فَإِنَّ

الْخَطِيبَ يُشْتَرَطُ فِيهِ أَنْ يَصْلُحَ لِلْإِمَامَةِ، وَفِي «الظَّهِيرِيَّةِ»: لَوْ خَطَبَ صَبِيٌّ اخْتَلَفَ الْمَشَايِخُ فِيهِ، وَالْخِلَافُ فِي صَبِيٍّ يَعْقِلُ اهـ. وَالْأَكْثَرُ عَلَى الْجَوَازِ، إسْمَاعِيلُ. (باب الجمعة)

مبین الرحمٰن
فاضل جامعہ دار العلوم کراچی
محلہ بلال مسجد نیو حاجی کیمپ سلطان آباد کراچی
16 شوال المکرم 1443ھ/ 18 مئی 2022

نمازِ جمعہ کے بعد

اجتماعی طور پر دُرود پڑھنے کی مروّجہ رسم

مبین الرحمٰن

فاضل جامعہ دارالعلوم کراچی
متخصص جامعہ اسلامیہ طیبہ کراچی

جمعہ کی نماز کے بعد اجتماعی طور پر بلند آواز سے درود پڑھنے کی رسم کا تفصیلی جائزہ:

کئی مساجد میں یہ رواج ہے کہ نمازِ جمعہ کے بعد امام صاحب اور مقتدی کھڑے ہو کر اجتماعی طور پر بلند آواز سے درود شریف پڑھتے ہیں۔ اس رسم کا بہت زیادہ اہتمام ہوتا ہے، اس کو ضروری بھی سمجھا جاتا ہے، اس کو عشقِ رسالت کا معیار بھی قرار دیا جاتا ہے، حتی کہ اس رسم میں شریک نہ ہونے والوں یا اس سے منع کرنے والوں کو طعن و ملامت کا نشانہ بنایا جاتا ہے۔

واضح رہے کہ نمازِ جمعہ کے بعد امام صاحب اور مقتدیوں کا اجتماعی طور پر بلند آواز سے درود شریف پڑھنے کی مذکورہ رسم دین میں اپنی طرف سے اضافہ ہے، اس لیے یہ بدعت اور گناہ ہے، اس ناجائز رسم کو ترک کرنا ضروری ہے۔ ذیل میں اس کی وجوہات ذکر کی جاتی ہیں، اللہ تعالیٰ ہمیں حق سمجھنے کی توفیق عطا فرمائے۔

قرآن و سنت اور خیرُ القرون سے اس کا کوئی ثبوت نہیں!

نمازِ جمعہ کے بعد امام صاحب اور مقتدیوں کا اجتماعی طور پر بلند آواز سے درود شریف پڑھنے کی مروجہ رسم کے بدعت ہونے کی ایک عام سی وجہ یہ ہے کہ نمازِ جمعہ ایک عظیم الشان اہم ترین عمل ہے، جس سے متعلق شریعت نے تمام بنیادی احکام واضح فرمادیے ہیں، لیکن قرآن وسنت میں کہیں بھی نمازِ جمعہ کے بعد امام صاحب اور مقتدیوں کا اجتماعی طور پر بلند آواز سے درود شریف پڑھنے کا ذکر نہیں ملتا حتی کہ کسی ضعیف حدیث سے بھی اس کا کوئی ثبوت نہیں ملتا، اور نہ ہی یہ حضرات صحابہ کرام، تابعین عظام اور خیر القرون سے ثابت ہے حتی کہ ائمہ مجتہدین نے بھی اس کا ذکر نہیں فرمایا۔

مزید یہ کہ نمازِ جمعہ سمیت باجماعت نماز یعنی فرض نماز کے بعد کے جو مسنون اذکار، دعائیں اور اعمال احادیث میں وارد ہوئے ہیں اُن میں بھی اس رسم کا کوئی ثبوت نہیں ملتا۔ اس لیے اگر یہ دین کا حصہ ہوتا یا یہ عمل کسی بھی درجے میں اہمیت رکھتا یا یہ عشقِ رسالت کا تقاضا اور معیار ہوتا تو اس کا ثبوت ضرور ہوتا، جب یہ عمل ثابت ہی نہیں تو آج اسے دین کے نام پر کیسے اپنایا جاسکتا ہے؟! اس لیے یہ دین میں اور باجماعت نماز خصوصًا نمازِ

جمعہ کے اعمال میں اپنی طرف سے اضافہ ہے جس کا بدعت ہونا واضح ہے۔

چنانچہ ’’صحیح بخاری‘‘ کی حدیث ہے کہ حضور اقدس ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ: ’’جس نے ہمارے دین میں کوئی نئی بات ایجاد کی تو وہ مردود (یعنی ناقابلِ قبول اور ناقابلِ اعتبار) ہے۔‘‘

٢٦٩٧- عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ الله عَنْهَا قَالَتْ: قَالَ رَسُولُ الله ﷺ: «مَنْ أَحْدَثَ فِي أَمْرِنَا هَذَا مَا لَيْسَ فِيهِ فَهُوَ رَدٌّ».

یہ سنّت اور صحابہ کرام کے طریقے کی بھی خلاف ورزی ہے!

نمازِ جمعہ کے بعد امام صاحب اور مقتدیوں کا اجتماعی طور پر بلند آواز سے درود شریف پڑھنا سنت اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے حق طریقے کی بھی خلاف ورزی ہے کہ سنت اور صحابہ سے اس کا کوئی ثبوت نہیں ملتا، اس لیے اس غیر شرعی کام سے اجتناب کرنا ضروری ہے۔

ذیل میں اس حوالے سے چند روایات ملاحظہ فرمائیں:

1۔ ’’سنن الترمذی‘‘ کی حدیث ہے کہ حضور اقدس ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ: ’’بنی اسرائیل 72 فرقوں میں بٹے تھے، جبکہ میری امت میں 73 فرقے بنیں گے، ان میں ایک کے سوا باقی سب جہنم میں جائیں گے۔ صحابہ کرام نے عرض کیا کہ اے اللہ کے رسول! وہ ایک کامیاب اور برحق جماعت کون سی ہوگی؟ تو حضور ﷺ نے فرمایا کہ: ’’مَا أَنَا عَلَيْهِ وَأَصْحَابِي‘‘ یعنی جو میرے اور میرے صحابہ کے طریقے پر ہوگی۔‘‘

٢٦٤١- عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ يَزِيدَ عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ عَمْرٍو قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «لَيَأْتِيَنَّ عَلَى أُمَّتِي مَا أَتَى عَلَى بني إسرائيل حَذْوَ النَّعْلِ بِالنَّعْلِ، حَتَّى إِنْ كَانَ مِنْهُمْ مَنْ أَتَى أُمَّهُ عَلَانِيَةً لَكَانَ فِي أُمَّتِي مَنْ يَصْنَعُ ذَلِكَ، وَإِنَّ بني إسرائيل تَفَرَّقَتْ عَلَى ثِنْتَيْنِ وَسَبْعِينَ مِلَّةً، وَتَفْتَرِقُ أُمَّتِي عَلَى ثَلَاثٍ وَسَبْعِينَ مِلَّةً، كُلُّهُمْ فِي النَّارِ إِلَّا مِلَّةً وَاحِدَةً»، قَالُوا: وَمَنْ هِيَ يَا رَسُولَ اللهِ؟ قَالَ: «مَا أَنَا عَلَيْهِ وَأَصْحَابِي».

مذکورہ حدیث میں حق جماعت کی جو علامت بیان فرمائی گئی ہے وہ یہی ہے کہ جو سنت اور صحابہ کرام کے

طریقے پر ہو، یہ علامت دین کے ہر معاملے میں ایک واضح پیمانہ ہے جس کی بنیاد پر ہر ایک انفرادی اور اجتماعی طور پر اپنے نظریات اور اعمال جانچ سکتا ہے۔ یقیناً یہ معیار اپنانے سے بہت سے مسائل حل ہو سکتے ہیں اور بہت سی پریشانیوں، بدعات اور خود ساختہ اعمال و نظریات سے نجات مل سکتی ہے!!

ذرا غور کر لیا جائے کہ کیا نمازِ جمعہ کے بعد امام صاحب اور مقتدیوں کا اجتماعی طور پر بلند آواز سے درود شریف پڑھنا سنت اور صحابہ سے ثابت ہے؟ ظاہر ہے کہ ایسا ہر گز نہیں! تو پھر یہ کام حق جماعت یعنی اہل السنۃ والجماعۃ کا نہیں ہو سکتا، اس لیے کہ اہل السنۃ والجماعۃ کو یہ نام اسی لیے دیا گیا ہے کہ وہ سنت اور صحابہ کرام کے طریقے پر ہوتے ہیں، جبکہ نمازِ جمعہ کے بعد امام صاحب اور مقتدیوں کا اجتماعی طور پر بلند آواز سے درود شریف پڑھنے کا عمل سنت اور صحابہ کرام کے طریقے کے خلاف ہے۔

2۔ حضرت امام شاطبی رحمہ اللہ اپنی شہرہ آفاق کتاب "الاعتصام" میں فرماتے ہیں کہ حضرت حذیفہ بن یمان رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ: "جو عبادت حضرات صحابہ کرام نے نہیں کی وہ عبادت نہ کرو، کیوں کہ پہلے لوگوں نے پچھلوں کے لیے کوئی کسر نہیں چھوڑی (جس کو یہ پورا کریں)، خدا تعالیٰ سے ڈرو اور پہلے لوگوں کے طریقے کو اختیار کرو۔" اسی مضمون کی روایت حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے بھی منقول ہے۔

(جواہر الفقہ)

وَمِنْ أَجْلِ ذَلِكَ قَالَ حُذَيْفَةُ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ: كُلُّ عِبَادَةٍ لَمْ يَتَعَبَّدْهَا أَصْحَابُ رَسُولِ اللهِ ﷺ فَلَا تعبَّدوها؛ فَإِنَّ الْأَوَّلَ لَمْ يَدَعْ لِلْآخِرِ مَقَالًا، فَاتَّقُوا اللهَ يَا مَعْشَرَ الْقُرَّاءِ، وَخُذُوا بِطَرِيقِ مَنْ كَانَ قبلكم. ونحوه لابن مسعود أيضًا. (الباب الثامن في الفرق بين البدع والمصالح المرسلة)

- البدع لابن وضاح القرطبي:

١٠- عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ عَوْنٍ عَنْ إِبْرَاهِيمَ قَالَ: قَالَ حُذَيْفَةُ بْنُ الْيَمَانِ: اتَّقُوا اللهَ يَا مَعْشَرَ الْقُرَّاءِ، خُذُوا طَرِيقَ مَنْ كَانَ قَبْلَكُمْ، وَاللهِ لَئِنِ اسْتَقَمْتُمْ لَقَدْ سُبِقْتُمْ سَبْقًا بَعِيدًا، وَلَئِنْ تَرَكْتُمُوهُ يَمِينًا وَشِمَالًا لَقَدْ ضَلَلْتُمْ ضَلَالًا بَعِيدًا. (بَابُ مَا يَكُونُ بِدْعَةً)

3۔ حضرت امام شاطبی رحمہ اللہ اپنی شہرہ آفاق کتاب ''الاعتصام''میں فرماتے ہیں کہ حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ: ''تم ہماری پیروی کرواور دین میں نئی باتیں ایجاد نہ کرو، یہ تمہارے لیے کافی ہے۔''
وَخَرَّجَ [ابْنِ وَضَّاحٍ] أَيْضًا عَنْ عبد الله بن مسعود رضي الله تعالى عَنْهُ أَنَّهُ قَالَ: اتَّبِعُوا آثَارَنَا وَلَا تَبْتَدِعُوا فَقَدْ كُفِيتُمْ.

- البدع لابن وضاح القرطبي:

١١- حَدَّثَنَا أَسَدٌ قَالَ: أخبرنا أَبُو هِلَالٍ عَنْ قَتَادَةَ عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ مَسْعُودٍ قَالَ: اتَّبِعُوا آثَارَنَا، وَلَا تَبْتَدِعُوا، فَقَدْ كُفِيتُمْ. (بَابُ مَا يَكُونُ بِدْعَةً)

- مجمع الزوائد:

٨٥٣- عن عبد الله بن مسعود قال: اتبعوا ولا تبتدعوا فقد كفيتم.
رواه الطبراني في «الكبير»، ورجاله رجال الصحيح.

معلوم ہوا کہ حضرات صحابہ کرام کی پیروی کرنی چاہیے اور دین میں نئی نئی باتیں ایجاد کرنے سے بچنا چاہیے۔ ظاہر ہے کہ نمازِ جمعہ کے بعد امام صاحب اور مقتدیوں کا اجتماعی طور پر بلند آواز سے درود شریف پڑھنا بھی صحابہ کرام سے ثابت تو نہیں بلکہ دین میں ایک اضافہ ہی ہے جس کا بدعت ہونا واضح ہے!

حضراتِ صحابہ کرام عشقِ رسالت اور دینداری کا بہترین اور کامل نمونہ ہیں:

سنت تو ہر مسلمان کے لیے بہترین نمونہ اور معیار ہے ہی، یہی وجہ ہے کہ جب دین یا عشقِ رسالت کے نام پر کوئی ایسی بات ایجاد کی جائے جو سنت سے ثابت نہ ہو تو گویا کہ سنت ہاتھ سے چھوٹ گئی اور بدعت ہاتھ آگئی، جو کہ بہت بڑا نقصان ہے۔ جہاں تک حضرات صحابہ کی بات ہے تو وہ سنت کی حقیقت سے خوب واقف تھے، سنت پر مر مٹنے والے تھے کہ اس سے ذرہ برابر بھی انحراف کو جرم سمجھتے تھے، اور عشقِ رسالت کا کامل اور بہترین نمونہ بھی تھے، اس لیے ان کو بھی معیار قرار دیا گیا۔ اس سے واضح طور پر یہ بات سامنے آتی ہے کہ حضرات صحابہ کرام جب عشقِ رسالت کا بہترین اور کامل نمونہ تھے تو انھوں نے جو کام نہیں اپنائے تو انھیں آج

دین کے نام پر ہر گز نہیں اپنایا جاسکتا، اسی طرح عشقِ رسالت کے تمام تر اعمال اور معیارات ان میں موجود تھے، اس لیے جو عمل انھوں نے عشقِ رسالت کے نام پر نہیں اپنایا آج اسے عشقِ رسالت کے نام پر ہر گز نہیں اپنایا جاسکتا، کیوں کہ حضرات صحابہ زیادہ مستحق تھے اس بات کے کہ وہ عشقِ رسالت کے نام پر نت نئے اعمال کی بنیاد رکھتے حالاں کہ ایسا نہیں ہے بلکہ انھوں نے دین میں نت نئے طریقے ایجاد کرنے کو جرم سمجھا۔

اس سے نمازِ جمعہ کے بعد اجتماعی طور پر بلند آواز سے درود وسلام ایجاد کرنے کی حقیقت بھی واضح ہو جاتی ہے کہ اگر یہ عشقِ رسالت پر مبنی عمل ہوتا یا اس کا معیار ہوتا تو حضرات صحابہ کرام اس کے زیادہ مستحق تھے کہ وہ اسے اپناتے!

کیا درود شریف پڑھنا کوئی غلط کام ہے؟

جب نمازِ جمعہ کے بعد اجتماعی طور پر بلند آواز سے درود شریف پڑھنے کی مروجہ رسم کو بدعت اور گناہ قرار دے کر اس سے روکا جاتا ہے تو بعض لوگ یہ کہتے ہیں کہ کیا درود شریف پڑھنا کوئی غلط کام ہے جو کہ اس سے روکا جارہا ہے؟ تو اس کا جواب یہ ہے کہ درود وشریف پڑھنا اپنی ذات میں بہت ہی فضیلت اور اہمیت والا عمل ہے، اس لیے درود شریف سے روکنے کا تو کوئی تصوُّر بھی نہیں کیا جاسکتا، لیکن زیرِ بحث مسئلہ میں درود شریف کی فضیلت کا معاملہ نہیں اور نہ ہی اس پر اعتراض ہے، بلکہ اعتراض تو خود ساختہ طریقے سے بے موقع درود وسلام پڑھنے پر ہے اور اسی سے روکا جارہا ہے کہ نمازِ جمعہ کے بعد امام صاحب اور مقتدیوں کا اجتماعی طور پر بلند آواز سے درود شریف پڑھنا ثابت نہیں، اس لیے اس کو ترک کر دیا جائے۔

اس نکتہ کو سمجھنے کے لیے سنن الترمذی کی یہ روایت ملاحظہ فرمائیں کہ حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کے سامنے ایک شخص کو چھینک آئی تو اس نے کہا: اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ، وَالسَّلَامُ عَلَى رَسُولِ اللّٰهِ، تو حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے فرمایا کہ میں بھی کہتا ہوں کہ: اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ، وَالسَّلَامُ عَلَى رَسُولِ اللّٰهِ، لیکن اس طرح ہمیں حضور اقدس ﷺ نے نہیں سکھایا بلکہ ہمیں یوں سکھایا ہے کہ: اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ عَلٰى كُلِّ حَالٍ.

٢٧٣٨- عَنْ نَافِعٍ: أَنَّ رَجُلًا عَطَسَ إِلَى جَنْبِ ابْنِ عُمَرَ، فَقَالَ: اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ، وَالسَّلَامُ عَلَى رَسُولِ اللّٰهِ. قَالَ ابْنُ عُمَرَ: وَأَنَا أَقُولُ: اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ، وَالسَّلَامُ عَلَى رَسُولِ اللّٰهِ، وَلَيْسَ هٰكَذَا عَلَّمَنَا رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ، عَلَّمَنَا أَنْ نَقُولَ: « اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ عَلٰى كُلِّ حَالٍ». (بَابُ مَا يَقُولُ العَاطِسُ إِذَا عَطَسَ)

غور کیجیے کہ چھینکنے والے شخص نے چھینک کے بعد الحمد للہ تو کہا لیکن ساتھ میں حضور اقدس ﷺ پر سلام بھی بھیج دیا، حالاں کہ سب جانتے ہیں کہ چھینک کے بعد کی دعا میں الحمد للہ کے بعد درود و سلام پڑھنا سنت سے ثابت نہیں، اس پر حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما جیسے عاشقِ سنت صحابی نے فوراً تنبیہ فرمائی کہ میں بھی اس کا قائل ہوں کہ اللہ تعالیٰ کی حمد و ثنا بھی ہونی چاہیے اور حضور اقدس ﷺ پر درود و سلام بھی پڑھنا چاہیے یعنی کہ درود و سلام کی اہمیت و فضیلت کا میں بھی قائل ہوں لیکن یہ اس کا موقع نہیں، اس لیے چھینک کے بعد درود و سلام پڑھنا درست نہیں کیوں کہ ہمیں حضور اقدس ﷺ نے چھینک کے بعد الحمد للہ ہی سکھایا ہے جس میں درود و سلام کا ذکر نہیں۔

اس سے معلوم ہو جاتا ہے کہ چھینک کے بعد کی دعا میں الحمد للہ کے بعد درود و سلام سنت سے ثابت نہ تھا اس لیے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما نے اسے پسند نہیں فرمایا اور تنبیہ فرمائی، گویا کہ درود شریف پڑھنا بہت بڑا عمل ہے لیکن اس کے لیے ایسا موقع اور طریقہ ایجاد کرنا جو سنت اور صحابہ سے ثابت نہ ہو اسے بدعت ہی قرار دیا جا سکتا ہے۔

اس سے یہ بات بخوبی واضح ہو جاتی ہے کہ درود و سلام پڑھنا بڑی ہی فضیلت کی بات ہے لیکن نمازِ جمعہ کے بعد امام صاحب اور مقتدیوں کا اجتماعی طور پر بلند آواز سے درود شریف پڑھنے کا کوئی ثبوت نہیں ملتا، اس لیے اس کو بدعت ہی کہا جائے گا اور اس سے منع ہی کیا جائے گا جیسا کہ حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے کیا۔

دین اپنی اصلی اور حقیقی صورت میں کب برقرار رہ سکتا ہے؟

دین اپنی حقیقی شکل و صورت میں تبھی برقرار رہ سکتا ہے جب اس کے لیے سنت اور صحابہ کو معیار قرار

دیا جائے کیوں کہ اگر ہر ایک اپنی طرف سے دین کے نام پر کوئی عمل ایجاد کرے گا یا اپنے کسی خود ساختہ عمل کو دینداری یا عشقِ رسالت کا معیار قرار دے گا تو دین کا حلیہ ہی مسخ ہو جائے گا اور دین اپنی اصلی صورت میں باقی نہیں رہ پائے گا، اور نہ ہی بعد والوں کو حقیقی دین پہنچ سکے گا، حالاں کہ خود ساختہ اعمال اور پیمانوں کا تو نام دین نہیں۔ اس لیے دین کے معاملے میں سنت اور صحابہ کرام کو معیار قرار دینے کی ایک بڑی ضرورت یہ بھی ہے۔

خلاصہ:

ماقبل کی تفصیل سے یہ بات بخوبی واضح ہو جاتی ہے کہ نمازِ جمعہ کے بعد امام صاحب اور مقتدیوں کا اجتماعی طور پر بلند آواز سے درود شریف پڑھنا قرآن وسنت، حضرات صحابہ کرام، تابعین عظام اور تبع تابعین سے کہیں ثابت نہیں، اس لیے اس کا بدعت ہونا واضح ہے، اور بدعت اسی قابل ہوتی ہے کہ اس سے بیزاری کا اعلان کرتے ہوئے اجتناب کیا جائے! اور اس بدعت کی قباحت اُس وقت مزید بڑھ جاتی ہے جب اس میں غلط عقائد ونظریات بھی شامل ہو جاتے ہیں۔

مبین الرحمٰن

فاضل جامعہ دار العلوم کراچی

محلہ بلال مسجد نیو حاجی کیمپ سلطان آباد کراچی

3 جُمادیٰ الاُولیٰ 1443ھ/ 8 دسمبر 2021

عید اور جمعہ

ایک ہی دن جمع ہونے کو بھاری سمجھنے کا نظریہ

مبین الرحمٰن

فاضل جامعہ دار العلوم کراچی
متخصص جامعہ اسلامیہ طیبہ کراچی

عید اور جمعہ ایک ہی دن جمع ہونے کو بھاری سمجھنے کا نظریہ:

آجکل بہت سے لوگ عید اور جمعہ کے ایک دن جمع ہونے کو بھاری بلکہ منحوس سمجھتے ہیں، جس کے نتیجے میں طرح طرح کی بدفالیاں اور بدشگونیاں مراد لیتے ہیں، واضح رہے کہ یہ نظریہ اور سوچ شریعت کی تعلیمات کے سراسر خلاف ہے، جس کی وجوہات درج ذیل ہیں:

1۔ حضور اقدس ﷺ کے دور میں بھی ایسا موقع آیا کہ عید اور جمعہ دونوں ایک ہی دن میں جمع ہوگئے تھے، لیکن اس کے باوجود بھی حضور اقدس ﷺ نے اس بارے میں کوئی بدشگونی یا نحوست کی خبر نہیں دی، اس لیے اگر اس میں کوئی بھاری پن، بدشگونی یا بدفالی ہوتی تو حضور اقدس ﷺ ضرور اس کی خبر دیتے، حالاں کہ ایسا کچھ بھی ثابت نہیں، بلکہ حضور اقدس ﷺ نے ایسے موقع پر عید اور جمعہ کی نمازیں اپنے اپنے اوقات میں ادا فرمائی ہیں۔

- صحیح مسلم کی حدیث ملاحظہ فرمائیں:

٨٧٨- حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ يَحْيَى وَأَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ وَإِسْحَاقُ جَمِيعًا عَنْ جَرِيرٍ -قَالَ يَحْيَى: أَخْبَرَنَا جَرِيرٌ- عَنْ إِبْرَاهِيمَ بْنِ مُحَمَّدِ بْنِ الْمُنْتَشِرِ عَنْ أَبِيهِ عَنْ حَبِيبِ بْنِ سَالِمٍ مَوْلَى النُّعْمَانِ بْنِ بَشِيرٍ عَنِ النُّعْمَانِ بْنِ بَشِيرٍ قَالَ: كَانَ رَسُولُ اللهِ ﷺ يَقْرَأُ فِي الْعِيدَيْنِ وَفِي الْجُمُعَةِ بِـ«سَبِّحِ اسْمَ رَبِّكَ الأَعْلَى» وَ«هَلْ أَتَاكَ حَدِيثُ الْغَاشِيَةِ». قَالَ: وَإِذَا اجْتَمَعَ الْعِيدُ وَالْجُمُعَةُ فِي يَوْمٍ وَاحِدٍ يَقْرَأُ بِهِمَا أَيْضًا فِي الصَّلَاتَيْنِ. (باب مَا يُقْرَأُ فِي صَلَاةِ الْجُمُعَةِ)

2۔ دینِ اسلام میں عید کا دن بھی مبارک ہے اور جمعہ کا دن بھی مبارک ہے، جب دونوں مبارک ایام ایک ہی دن میں جمع ہوجاتے ہیں تو اس کی وجہ سے اس دن کی برکات اور فضائل میں اضافہ ہوجاتا ہے، اس لیے اس کے نتیجے میں بدشگونی اور بدفالی لینا یا اس کو منحوس اور بھاری سمجھنا واضح غلطی اور غلط فہمی ہے جو کہ شریعت کے خلاف ہونے کے ساتھ ساتھ بلادلیل بات بھی ہے۔

3۔ شریعت میں بدشگونی اور بدفالی لینے سے منع کیا گیا ہے، اس لیے عید اور جمعہ کے ایک ہی دن میں جمع ہونے

کو بھاری سمجھتے ہوئے طرح طرح کی بد فالیاں اور بد شگونیاں مراد لینا شریعت میں واضح طور پر ممنوع ہے۔

4۔ دین اسلام میں نحوست کا تعلق اللہ تعالیٰ کی نافرمانی اور گناہوں کے ساتھ ہے، اس لیے اس کے علاوہ کسی بھی سال، مہینے، ہفتے یا دن وغیرہ میں نحوست کا نظریہ رکھنا نہایت ہی غلط اور بے بنیاد ہے۔

تنبیہ:

بہت سے دنیا دار یعنی عملًا دین سے دور لوگ عید اور جمعہ کے ایک دن جمع ہونے کو اس لیے بھی اچھا نہیں سمجھتے کہ انھیں عید اور جمعہ دونوں نمازوں کی ادائیگی کا اہتمام کرنا پڑتا ہے، جس کو وہ اپنی عید کی تفریح میں ۔۔۔ معاذ اللہ ۔۔۔ رکاوٹ سمجھتے ہیں اور وہ یہی خواہش رکھتے ہیں کہ عید جمعہ کے دن نہ آئے تاکہ عید کی تفریحات سے اچھی طرح لطف اندوز ہو سکیں۔ اور یہی خیال بعض دین دار حضرات کا بھی ہے کہ وہ بھی انھی جیسی وجوہات کی وجہ سے عید اور جمعہ کے ایک ہی دن میں جمعہ ہونے کو اچھا نہیں سمجھتے۔ حالاں کہ یہ نہایت ہی بے بنیاد اور غلط سوچ ہے جو کہ ایک مسلمان کی شایانِ شان ہرگز نہیں ہو سکتی، بلکہ جب عید اور جمعہ ایک ہی دن جمع ہو جائیں تو ایسے دن کو تو بہت مبارک سمجھنا چاہیے، اس پر خوشی کا اظہار کرنا چاہیے اور اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کرنا چاہیے کہ اس نے ایسا مبارک دن عطا فرمایا ہے۔ باقی اس بات کی تردید کرنے کی ضرورت نہیں کہ مسلمان نماز جیسی اہم عبادت سے کیسے تنگدل ہو سکتا ہے اور اس سے کیسے جی چُرا سکتا ہے، حالاں کہ یہ تو اس کی زندگی کا اہم مقصد ہے۔

مبین الرحمٰن
فاضل جامعہ دار العلوم کراچی
محلہ بلال مسجد نیو حاجی کیمپ سلطان آباد کراچی
یکم شوال 1442ھ/13 مئی 2021

جمعہ کے دن عید ہونے کی صورت میں نمازِ جمعہ کی ادائیگی کا حکم

مبین الرحمٰن
فاضل جامعہ دار العلوم کراچی
متخصص جامعہ اسلامیہ طیبہ کراچی

جمعہ کے دن عید ہونے کی صورت میں نمازِ جمعہ کی ادائیگی کا حکم:

عید کی نماز واجب ہے جو کہ سال میں دو مرتبہ ادا کی جاتی ہے، جبکہ جمعہ کی نماز فرض ہے جو کہ ہر ہفتے جمعہ کے دن نمازِ ظہر کی جگہ ادا کی جاتی ہے، گویا کہ دونوں مستقل نمازیں ہیں، ان میں سے ایک نماز کی ادائیگی سے دوسری نماز ساقط نہیں ہوتی اور نہ ہی اس کی حیثیت یا حکم میں کوئی تبدیلی آتی ہے۔

اس سے معلوم ہوا کہ اگر جمعہ کے دن عید ہو جائے تو ایسی صورت میں نمازِ عید بھی ادا کی جائے گی اور نمازِ جمعہ بھی، یعنی دونوں نمازیں اپنے اپنے وقت پر ادا کرنا ضروری ہے۔ عید کی نماز کی ادائیگی کی وجہ سے نمازِ جمعہ ساقط نہیں ہو جاتی، بلکہ اس کی اپنی حیثیت اور اس کا اپنا حکم برقرار رہتا ہے۔

اس لیے جو لوگ یہ سمجھتے ہیں کہ جمعہ کے دن عید ہو جانے کی صورت میں جب نمازِ عید ادا کر دی جائے تو نمازِ جمعہ ساقط ہو جاتی ہے یا کم از کم اس کے فرض ہونے کا حکم برقرار نہیں رہتا، تو ایسے لوگ کھلی غلطی کا شکار ہیں، ان کا یہ کہنا قرآن و سنت کے خلاف اور بے بنیاد بات ہے۔

بلکہ خود حضور اقدس ﷺ نے بھی جمعہ کے دن عید ہونے کی صورت میں نمازِ عید اور نمازِ جمعہ دونوں ہی اپنے اپنے اوقات میں ادا فرمائی ہیں۔ صحیح مسلم کی حدیث ملاحظہ فرمائیں:

٨٧٨- حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ يَحْيَى وَأَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ وَإِسْحَاقُ جَمِيعًا عَنْ جَرِيرٍ -قَالَ يَحْيَى: أَخْبَرَنَا جَرِيرٌ- عَنْ إِبْرَاهِيمَ بْنِ مُحَمَّدِ بْنِ الْمُنْتَشِرِ عَنْ أَبِيهِ عَنْ حَبِيبِ بْنِ سَالِمٍ مَوْلَى النُّعْمَانِ بْنِ بَشِيرٍ عَنِ النُّعْمَانِ بْنِ بَشِيرٍ قَالَ: كَانَ رَسُولُ اللهِ ﷺ يَقْرَأُ فِي الْعِيدَيْنِ وَفِي الْجُمُعَةِ بِـ«سَبِّحِ اسْمَ رَبِّكَ الأَعْلَى» وَ«هَلْ أَتَاكَ حَدِيثُ الْغَاشِيَةِ». قَالَ: وَإِذَا اجْتَمَعَ الْعِيدُ وَالْجُمُعَةُ فِي يَوْمٍ وَاحِدٍ يَقْرَأُ بِهِمَا أَيْضًا فِي الصَّلَاتَيْنِ. (باب مَا يُقْرَأُ فِي صَلَاةِ الْجُمُعَةِ)

اسی طرح حضرت امام شافعی رحمہ اللہ نے اپنی کتاب "الاُمّ" میں اس بات کی صراحت فرمائی ہے کہ جب جمعہ کے دن عید ہو جائے یعنی جمعہ اور عید دونوں ایک ہی دن میں جمع ہو جائیں تو شہر والوں کے لیے نمازِ جمعہ ترک کرنا جائز نہیں، بلکہ اپنے اپنے اوقات میں نمازِ عید اور نمازِ جمعہ ادا کی جائے گی:

أخبرنا الرَّبِيعُ قال: أخبرنا الشَّافِعِيُّ قال: أخبرنا إِبْرَاهِيمُ بن مُحَمَّدٍ قال: أخبرنا إِبْرَاهِيمُ بن عُقْبَةَ عن عُمَرَ بن عبد الْعَزِيزِ قال: اجْتَمَعَ عِيدَانِ على عَهْدِ رسول اللّٰهِ ﷺ فقال: «من أَحَبَّ أَنْ يَجْلِسَ من أَهْلِ الْعَالِيَةِ فَلْيَجْلِسْ في غَيْرِ حَرَجٍ».

أخبرنا الرَّبِيعُ قال: أخبرنا الشَّافِعِيُّ قال: أخبرنا مَالِكٌ عن ابن شِهَابٍ عن أبي عُبَيْدٍ مولى أبن أَزْهَرَ قال: شَهِدْتُ الْعِيدَ مع عُثْمَانَ بن عَفَّانَ فَجَاءَ فَصَلَّى ثُمَّ انْصَرَفَ فَخَطَبَ فقال: إِنَّهُ قد اجْتَمَعَ لَكُمْ في يَوْمِكُمْ هذا عِيدَانِ، فَمَنْ أَحَبَّ من أَهْلِ الْعَالِيَةِ أَنْ يَنْتَظِرَ الْجُمُعَةَ فَلْيَنْتَظِرْهَا، وَمَنْ أَحَبَّ أَنْ يَرْجِعَ فَلْيَرْجِعْ فَقَدْ أَذِنْتُ له.

قَالَ الشّافعِيُّ: وإذا كان يَوْمُ الْفِطْرِ يوم الْجُمُعَةِ صلى الإِمَامُ الْعِيدَ حين تَحِلُّ الصَّلَاةُ، ثُمَّ أَذِنَ لِمَنْ حَضَرَهُ من غَيْرِ أَهْلِ الْمِصْرِ في أَنْ يَنْصَرِفُوا إنْ شاؤوا إلَى أَهْلِيهِمْ، وَلَا يَعُودُونَ إلَى الْجُمُعَةِ، وَالِاخْتِيَارُ لهم أَنْ يُقِيمُوا حتى يَجْمَعُوا أو يَعُودُوا بَعْدَ انْصِرَافِهِمْ إنْ قَدَرُوا حتى يَجْمَعُوا، وَإِنْ لم يَفْعَلُوا فَلَا حَرَجَ إنْ شَاءَ اللّٰهُ تَعَالَى.

قَالَ الشّافعِيُّ: وَلَا يَجُوزُ هذا لأَحَدٍ من أَهْلِ الْمِصْرِ أَنْ يدْعَوْا أَنْ يَجْمَعُوا إلَّا من عُذْرٍ يَجُوزُ لهم بِهِ تَرْكُ الْجُمُعَةِ وَإِنْ كان يوم عِيدٍ. (اجْتِمَاعُ الْعِيدَيْنِ)

مبین الرحمٰن

فاضل جامعہ دار العلوم کراچی

محلہ بلال مسجد نیو حاجی کیمپ سلطان آباد کراچی

27 رمضان المبارک 1442ھ/10 مئی 2021

گھروں میں نمازِ جمعہ کی ادائیگی کا حکم

مبین الرحمٰن
فاضل جامعہ دار العلوم کراچی
متخصص جامعہ اسلامیہ طیبہ کراچی

گھروں میں نمازِ جمعہ کی ادائیگی کا حکم

کروناوائرس وبا سے بچاؤ کے لیے احتیاطی تدابیر کے طور پر بہت سے شہروں میں حکومت نے مساجد میں جمعہ اور جماعت کی نماز میں نمازیوں کی تعداد نہایت ہی محدود کرتے ہوئے یہ فیصلہ صادر کیا ہے کہ صرف چار پانچ افراد ہی مسجد میں جمعہ اور جماعت کی نماز ادا کر سکتے ہیں، باقی حضرات اپنے گھروں میں نماز ادا کریں، یہ فیصلہ صادر ہوتے ہی گھروں میں نمازِ جمعہ ادا کرنے سے متعلق متعدد سوالات سامنے آرہے ہیں، ذیل میں اسی حوالے سے کچھ تفصیل ذکر کی جاتی ہے۔

مسئلہ:

مساجد اور وہ مقامات جہاں جمعہ کی نماز ادا کی جاتی ہے وہاں امام سمیت کم از کم چار افراد جمعہ کی نماز ادا کرلیں۔ جبکہ دیگر حضرات سے متعلق حضرات اکابر کی دو آرا سامنے آرہی ہیں:

1۔ جامعہ دار العلوم کراچی کے حضرات کی رائے یہ ہے کہ دیگر حضرات گھروں میں جمعہ کی بجائے ظہر کی نماز باجماعت ادا کریں، بصورتِ دیگر تنہا ادا کرلیں۔ البتہ اس صورت میں جامعۃ الرشید کے اہلِ علم حضرات کی رائے یہ ہے کہ ظہر کی نماز باجماعت بھی جائز ہے البتہ بہتر یہ ہے کہ تنہا ادا کرلی جائے۔

2۔ جبکہ جامعہ بنوری ٹاؤن اور دیگر متعدد اہلِ علم کی رائے یہ ہے کہ چند حضرات مل کر گھروں اور دیگر مقامات میں جمعہ کی نماز قائم کرنے کی کوشش کریں، البتہ جہاں جمعہ کی ادائیگی مشکل ہو تو وہاں ظہر کی نماز تنہا ادا کریں، ایسی صورت میں بعض حضرات باجماعت ظہر کی نماز کو بھی جائز سمجھتے ہیں۔

اہلِ علم کے اختلاف میں عوام کے لیے لائحہ عمل:

گھروں میں نمازِ جمعہ یا نمازِ ظہر کی ادائیگی سے متعلق ما قبل میں متعدد آرا ذکر ہوئیں، چوں کہ یہ تمام آرا حضرات اکابر اہلِ علم کی ہیں اس لیے ان میں سے کسی ایک کو بھی غلط قرار نہیں دیا جا سکتا بلکہ یہ اجتہادی اختلاف ہے جو کہ ہر دور میں ہوتا چلا آرہا ہے، اس لیے ان میں سے کسی بھی قول پر عمل کیا جائے تو درست ہے، البتہ

باہمی انتشار سے اجتناب کرنے کی بھرپور کوشش کی جائے۔اسی کے ساتھ ساتھ یہ بات بھی واضح رہے کہ جن حضرات اہلِ علم کے قول پر بھی عمل کیا جائے تو اس سے متعلق اہلِ علم سے بنیادی ضروری مسائل سیکھ لیے جائیں تاکہ غلطی سے حفاظت ہوسکے، اور قانون کی پاسداری کی بھی کوشش کی جائے تاکہ پریشانی کا سامنا نہ ہو۔

ذیل میں حضرات اہلِ علم کے مابین اختلاف سے متعلق مزید تفصیل ذکر کی جاتی ہے تاکہ عوام کی مزید راہنمائی ہوسکے۔

اہلِ علم کے مابین اختلاف کی صورت میں کس کی بات پر عمل کیا جائے؟

جب کسی معاملے میں اہلِ حق اہلِ علم کا اختلاف سامنے آئے تو ایسی صورت میں اپنی آخرت کو سامنے رکھتے ہوئے ان میں سے جس کے علم و عمل، تقویٰ اور دین میں مہارت پر زیادہ اعتماد ہو اسی کی بات پر عمل کریں، لیکن دیگر اہل علم کو بُرا نہ کہیں اور نہ ہی ان کی توہین اور استہزا کریں۔

چنانچہ مفتی اعظم پاکستان مفتی شفیع صاحب رحمہ اللہ تفسیر معارف القرآن میں فرماتے ہیں کہ:

”بہت سے لوگ جو اس حقیقت سے واقف نہیں وہ مذاہبِ فقہاء اور علماءِ حق کے فتووں میں اختلاف کو بھی حقارت کی نظر سے دیکھتے ہیں، اُن کو یہ کہتے سنا جاتا ہے کہ علماء میں اختلاف ہے تو ہم کدھر جائیں؟ حالاں کہ بات بالکل صاف ہے کہ جس طرح کسی بیمار کے معاملہ میں ڈاکٹروں طبیبوں کا اختلافِ رائے ہوتا ہے تو ہر شخص یہ معلوم کرنے کی کوشش کرتا ہے کہ ان میں سے فنّی اعتبار سے زیادہ ماہر اور تجربہ کار کون ہے، بس اس کا علاج کرتے ہیں، دوسرے ڈاکٹروں کر بُرا نہیں کہتے، مقدمہ کے وکیلوں میں اختلاف ہوجاتا ہے، تو جس وکیل کو زیادہ قابل اور تجربہ کار جانتے ہیں اس کے کہنے پر عمل کرتے ہیں، دوسروں کی بدگوئی کرتے نہیں پھرتے، یہی اصول یہاں ہونا چاہیے، جب کسی مسئلہ میں علماء کے فتوے مختلف ہوجائیں تو مقدور بھر تحقیق کرنے کے بعد جس عالم کو علم اور تقویٰ میں دوسروں سے زیادہ اور افضل سمجھیں اس کا اتباع کریں اور دوسرے علماء کو بُرا بھلا کہتے نہ پھریں۔

حافظ ابن قیم رحمۃ اللہ علیہ نے "اعلام الموقعین" میں نقل کیا ہے کہ ماہر مفتی کا انتخاب اور درصورتِ اختلاف ان میں سے اس شخص کے فتوے کو ترجیح دینا جو اس کے نزدیک علم اور تقویٰ میں سب سے زیادہ ہو، یہ کام ہر صاحبِ معاملہ مسلمان کے ذمہ خود لازم ہے، اس کا کام یہ تو نہیں کہ علماء کے فتووں میں کسی فتوے کو ترجیح دے لیکن یہ اسی کا کام ہے کہ مفتیوں اور علماء میں سے جس کو اپنے نزدیک علم اور دیانت کے اعتبار سے زیادہ افضل جانتا ہے اس کے فتوے پر عمل کرے، مگر دوسرے علماء اور مفتیوں کو برا کہتا نہ پھرے، ایسا عمل کرنے کے بعد اللہ کے نزدیک وہ بالکل بَری ہے، اگر حقیقتاً کوئی غلطی فتویٰ دینے والے سے ہو بھی گئی تو اس کا وہی ذمہ دار ہے۔" (معارف القرآن: 3/ 365،366)

وضاحت: زیرِ نظر تحریر کرونا وائرس وبا کے ابتدائی ایام میں لکھی گئی تھی، اس لیے اس کو اسی تناظر میں سمجھا جائے۔

مبین الرحمٰن
فاضل جامعہ دار العلوم کراچی
محلہ بلال مسجد نیو حاجی کیمپ سلطان آباد کراچی
9 شعبان المعظم 1441ھ/ 3 اپریل 2020

ماہِ رَمَضان المُبارک
کا آخری جمعہ اور قضائے عمری کی حقیقت

فہرست:

- ماہِ رمضان کے آخری جمعہ سے متعلق منگھڑت خیالات اور فضائل۔
- ماہِ رمضان کے آخری جمعہ سے متعلق کوئی مخصوص عمل ثابت نہیں۔
- ماہِ رمضان کا آخری جمعہ اور قضائے عمری کی منگھڑت حدیث۔
- محض توبہ سے قضا نمازوں کی معافی کا خود ساختہ نظریہ۔
- قضا نمازوں سے متعلق شریعت کی تعلیمات۔
- قضا نمازوں کی ادائیگی سے متعلق بنیادی احکام۔

مبین الرحمٰن

فاضل جامعہ دار العلوم کراچی
متخصص جامعہ اسلامیہ طیبہ کراچی

ماہِ رمضان کے آخری جمعہ سے متعلق منگھڑت خیالات اور فضائل:

ماہِ رمضان المبارک کے آخری جمعہ سے متعلق عوام میں مختلف قسم کے منگھڑت خیالات رائج ہیں، بہت سے لوگوں نے اس کو جمعۃ الوداع قرار دے کر اس کے لیے خود ساختہ فضائل بھی گھڑ رکھے ہیں، انھی بے بنیاد خیالات اور منگھڑت فضائل کی وجہ سے اس آخری جمعہ کو بہت اہتمام کے ساتھ منایا جاتا ہے۔ واضح رہے کہ شریعت میں ماہِ رمضان کے آخری جمعہ کی کوئی بھی مخصوص اضافی فضیلت ثابت نہیں، اس لیے اس جمعہ سے متعلق جتنے بھی اضافی فضائل بیان کیے جاتے ہیں وہ سب خود ساختہ اور بے بنیاد ہیں۔

ماہِ رمضان کے آخری جمعہ سے متعلق کوئی مخصوص عمل ثابت نہیں:

ماقبل کی تفصیل سے یہ بات بھی بخوبی واضح ہو جاتی ہے کہ ماہِ رمضان کے آخری جمعہ سے متعلق قرآن وسنت سے کوئی اضافی مخصوص عمل ثابت نہیں، اس لیے اس جمعہ سے متعلق جس قدر بھی اضافی نوافل اور عبادات کے فضائل بیان کیے جاتے ہیں وہ سب خود ساختہ اور منگھڑت ہیں۔

ماہِ رمضان کا آخری جمعہ اور قضائے عمری کی منگھڑت حدیث:

ماہِ رمضان کے آخری جمعہ سے متعلق ایک خود ساختہ عمل قضائے عمری کی نماز کا بھی ہے، جس کے لیے ایک منگھڑت حدیث بھی بیان کی جاتی ہے کہ جس نے ماہِ رمضان کے آخری جمعہ کے دن چار رکعات نماز ایک ہی سلام کے ساتھ ادا کی اور اس میں فلاں فلاں سورت اتنی اتنی بار پڑھی تو اس کی بدولت تمام قضا نمازیں معاف ہو جاتی ہیں اگرچہ ستر سال کی نمازیں ہی کیوں نہ ہوں۔ اس مضمون کی مختلف روایات بیان کی جاتی ہیں، جن سے یہی ثابت کرنا مقصود ہوتا ہے کہ ہر ایک قضا نماز کی ادائیگی ضروری نہیں، بلکہ ماہِ رمضان کے آخری جمعہ کو چار یا دو رکعات کی مخصوص نماز ادا کر دی جائے تو بس وہ تمام قضا نمازوں کی طرف سے کافی ہے۔

واضح رہے کہ ایسی تمام روایات منگھڑت اور خود ساختہ ہونے کے ساتھ ساتھ واضح روایات، شرعی

تعلیمات اور اجماعِ امت کے بھی خلاف ہیں۔ مذکورہ حدیث کے بے اصل ہونے کی تفصیل ملاحظہ فرمائیں:

1۔ قضائے عمری کی مذکورہ روایت سے متعلق حضرت ملا علی قاری رحمہ اللہ لکھتے ہیں:

٥١٩– حَدِيثُ: «مَنْ قَضَى صَلَاةً مِنَ الْفَرَائِضِ فِي آخِرِ جُمُعَةٍ مِنْ شَهْرِ رَمَضَانَ كَانَ ذَلِكَ جَابِرًا لِكُلِّ صَلَاةٍ فَائِتَةٍ فِي عُمُرِهِ إِلَى سَبْعِينَ سَنَةً» بَاطِلٌ قَطْعًا؛ لِأَنَّهُ مُنَاقِضٌ لِلْإِجْمَاعِ عَلَى أَنَّ شَيْئًا مِنَ الْعِبَادَاتِ لَا يَقُومُ مَقَامَ فَائِتَةٍ سَنَوَاتٍ. (الأسرار المرفوعة في الأخبار الموضوعة)

ترجمہ: یہ روایت کہ ”جو شخص رمضان کے آخری جمعہ میں ایک فرض نماز قضا پڑھ لے تو ستر سال تک اس کی عمر میں جتنی نمازیں چھوٹی ہوں ان سب کی تلافی ہو جاتی ہے“ یہ روایت قطعی طور پر باطل ہے، اس لیے کہ یہ حدیث اِجماع کے خلاف ہے، اِجماع اس پر ہے کہ کوئی بھی عبادت سالہا سال کی چھوٹی ہوئی نمازوں کے قائم مقام نہیں ہو سکتی ہے۔ (فتاویٰ عثمانی)

2۔ قضائے عمری اور اس کی روایت سے متعلق جامعہ دار العلوم کراچی کا فتویٰ:

”بعض لوگ قضائے عمری کے نام سے رمضان المبارک کے آخری جمعہ کے دن جو نماز پڑھتے ہیں یہ شرعًا ثابت نہیں ہے، ایسا کرنا خلافِ شریعت اور بدعت ہے، اور مذکورہ وقت میں چند رکعات نماز پڑھ لینے سے یہ سمجھ لینا کہ اس سے میرے ذمہ تمام قضا نمازیں ادا ہو جائیں گی؛ درست نہیں ہے۔

شرعی مسئلہ یہ ہے کہ جس شخص کے ذمہ قضا نمازیں ہوں خواہ عمدًا قضا ہوئی ہوں یا سہوًا قضا ہوئی ہوں ان سب قضا نمازوں کی ادائیگی کرنا شرعًا ضروری ہے، جن کی قضا کے لیے کوئی دن، تاریخ یا وقت مقرر نہیں، بلکہ ممنوع اوقات اور عصر کے آخری وقت (جس وقت سورج کی روشنی زرد ہو جائے) کے علاوہ وہ قضا نمازیں کسی بھی وقت ادا کی جا سکتی ہیں، بلکہ روزانہ ہر نماز کے ساتھ وقتی نماز کے علاوہ ایک ایک قضا نماز کی ادائیگی کی جا سکتی ہے، البتہ لوگوں کے سامنے اس طرح ظاہر کر کے نہ پڑھی جائیں کہ ان کو معلوم ہو کہ یہ اپنی قضا نمازیں پڑھ رہا ہے۔“ (فتویٰ نمبر: 90/1881)

محض توبہ سے قضا نمازوں کی معافی کا خود ساختہ نظریہ:

اسی کے ضمن میں یہ وضاحت بھی ضروری ہے کہ بعض حضرات نے قضا نمازوں سے متعلق یہ منگھڑت نظریہ بنا رکھا ہے کہ قضا نمازیں محض توبہ کرنے سے بھی معاف ہو جاتی ہیں خصوصًا وہ نمازیں جو عمدًا ترک کی گئی ہوں، واضح رہے کہ یہ بھی قرآن وسنت اور اجماعِ امت کے خلاف نظریہ ہے۔

قضا نمازوں سے متعلق شریعت کی تعلیمات:

قضا نمازوں سے متعلق شریعت کی تعلیمات بالکل واضح ہیں کہ جتنی بھی نمازیں قضا ہوئی ہیں خواہ کم ہوں یا زیادہ، خواہ عمدًا قضا ہوئی ہوں یا سہوًا؛ ان سب کی ادائیگی ضروری ہے، یہی مذہب صحیح روایات سے ثابت ہے اور اسی پر چاروں مذاہب کے ائمہ کرام اور فقہاء عظام کا اتفاق ہے، گویا کہ اس پر امت کا اجماع ہے۔

ذیل میں نمازوں کی قضا سے متعلق چند روایات ذکر کی جاتی ہیں:

1۔ حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور اقدس ﷺ فرماتے ہیں کہ: ’’جو شخص کوئی نماز پڑھنا بھول جائے تو اس پر لازم ہے کہ جب بھی اسے یاد آئے اس کو ادا کردے، اس کے سوا اس کا کوئی کفارہ نہیں۔‘‘

- صحیح بخاری میں ہے:

٥٩٧- حَدَّثَنَا أَبُو نُعَيْمٍ وَمُوسَى بْنُ إِسْمَاعِيلَ قَالَا: حَدَّثَنَا هَمَّامٌ عَنْ قَتَادَةَ عَنْ أَنَسٍ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: «مَنْ نَسِيَ صَلَاةً فَلْيُصَلِّ إِذَا ذَكَرَهَا، لَا كَفَّارَةَ لَهَا إِلَّا ذَلِكَ؛ «وَأَقِمِ الصَّلَاةَ لِذِكْرِي»».

2۔ حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور اقدس ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ: ’’جو شخص نماز پڑھنا بھول جائے یا سوتا رہ جائے تو اس کا کفارہ یہی ہے کہ جب یاد آجائے تو نماز پڑھ لے۔‘‘

- صحیح مسلم میں ہے:

٦٨٤- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى: حَدَّثَنَا عَبْدُ الأَعْلَى: حَدَّثَنَا سَعِيدٌ عَنْ قَتَادَةَ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ

قَالَ: قَالَ نَبِيُّ اللهِ ﷺ: «مَنْ نَسِيَ صَلَاةً أَوْ نَامَ عَنْهَا فَكَفَّارَتُهَا أَنْ يُصَلِّيَهَا إِذَا ذَكَرَهَا».

3۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور اقدس ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ: "جب تم میں سے کوئی شخص نماز سے سو جائے یا غفلت کی وجہ سے چھوڑ دے تو جب بھی اسے یاد آئے وہ نماز پڑھے، کیوں کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ: اَقِمِ الصَّلَاۃَ لِذِکْرِیْ (میری یاد آنے پر نماز قائم کرو)۔"

- صحیح مسلم میں ہے:

٦٨٤- حَدَّثَنَا نَصْرُ بْنُ عَلِيٍّ الْجَهْضَمِيُّ: حَدَّثَنِي أَبِي: حَدَّثَنَا الْمُثَنَّى عَنْ قَتَادَةَ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «إِذَا رَقَدَ أَحَدُكُمْ عَنِ الصَّلَاةِ أَوْ غَفَلَ عَنْهَا فَلْيُصَلِّهَا إِذَا ذَكَرَهَا؛ فَإِنَّ اللهَ يَقُولُ: أَقِمِ الصَّلَاةَ لِذِكْرِي».

4۔ حضور اقدس ﷺ سے ایسے شخص کے بارے میں سوال کیا گیا جو نماز کے وقت سو جائے یا اس کو غفلت کی وجہ سے چھوڑ دے، تو حضور اقدس ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ: "اس کا کفارہ یہ ہے کہ جب بھی اسے نماز یاد آئے تو وہ اسے پڑھ لے۔"

- سنن نسائی میں ہے:

٦١٣- أَخْبَرَنَا حُمَيْدُ بْنُ مَسْعَدَةَ عَنْ يَزِيدَ قَالَ: حَدَّثَنَا حَجَّاجٌ الْأَحْوَلُ عَنْ قَتَادَةَ عَنْ أَنَسٍ قَالَ: سُئِلَ رَسُولُ اللهِ ﷺ عَنِ الرَّجُلِ يَرْقُدُ عَنِ الصَّلَاةِ أَوْ يَغْفُلُ عَنْهَا؟ قَالَ: «كَفَّارَتُهَا أَنْ يُصَلِّيَهَا إِذَا ذَكَرَهَا». (فِيمَنْ نَامَ عَنْ الصَّلَاةِ)

فقہ حنفی سے صراحت:

حضرت امام ابن نجیم حنفی رحمہ اللہ "البحر الرائق" میں فرماتے ہیں:

فَالْأَصْلُ فِيهِ أَنَّ كُلَّ صَلَاةٍ فَاتَتْ عَنِ الْوَقْتِ بَعْدَ ثُبُوتِ وُجُوبِهَا فِيهِ فَإِنَّهُ يَلْزَمُ قَضَاؤُهَا، سَوَاءٌ تَرَكَهَا عَمْدًا أَوْ سَهْوًا أَوْ بِسَبَبِ نَوْمٍ، وَسَوَاءٌ كَانَتْ الْفَوَائِتُ كَثِيرَةً أَوْ قَلِيلَةً. (باب قضاء الفوائت)

ترجمہ: اس سلسلے میں اصول یہ ہے کہ ہر وہ نماز جو کسی وقت میں واجب ہونے کے بعد چھوٹ گئی ہو اس کی قضا لازم ہے، چاہے انسان نے وہ نماز جان بوجھ کر چھوڑی ہو یا بھول کر، یا نیند کی وجہ سے، چاہے چھوٹی ہوئی نمازیں زیادہ ہوں یا کم ہوں۔

فائدہ: مذکورہ بالا اکثر روایات وعبارات اور ان کے ترجمے فتاویٰ عثمانی سے ماخوذ ہیں۔

قضا نمازوں کی ادائیگی سے متعلق بنیادی احکام

ذیل میں قضا نمازوں سے متعلق چند بنیادی احکام ذکر کیے جاتے ہیں تاکہ قضا نمازوں کی ادائیگی سے متعلق راہنمائی ہوسکے۔

قضا نماز کس وقت ادا کرنا جائز ہے؟

قضا نماز ادا کرنے کے لیے کوئی خاص وقت مقرر نہیں، بلکہ جب بھی موقع ملے تو ادا کرلینا چاہیے اور اس میں بلاوجہ تاخیر نہیں کرنی چاہیے، البتہ شب وروز میں تین اوقات ایسے ہیں جن میں قضا نماز پڑھنا جائز نہیں جن کی تفصیل درج ذیل ہے:

1۔ سورج طلوع ہونے کے وقت:

جب سورج طلوع ہونے لگتا ہے تو مکروہ وقت شروع ہوجاتا ہے جو کہ کم از کم دس منٹ تک رہتا ہے۔ اوقاتِ نماز کے نقشوں میں طلوعِ آفتاب کا جو وقت لکھا ہوا ہوتا ہے اُس کے بعد سے کم از کم دس منٹ تک مکروہ وقت رہتا ہے۔ اس مکروہ وقت میں قضا نماز ادا کرنا جائز نہیں۔

(رد المحتار، اعلاء السنن، احسن الفتاویٰ، دائمی نقشہ اوقاتِ نماز از جامعہ دار العلوم کراچی)

2۔ دوپہر کو سورج کے اِستوا کے وقت:

سورج طلوع ہونے کے بعد سے لے کر سورج ڈوبنے تک پورے دن کا جتنا بھی وقت ہے ان کو دو

حصوں میں تقسیم کیا جائے تو ان دونوں کے درمیانی حصے کو نصف النہار عرفی یعنی آدھا دن کہتے ہیں، یہی وہ وقت ہوتا ہے جب سورج خطِ استوا سے گزر رہا ہوتا ہے اور ہمارے سروں کے اوپر ہوتا ہے۔ جب سورج اس کیفیت سے گزر کر مغرب کی طرف ڈھلنے لگتا ہے تو اس کو زوال کہتے ہیں۔ شریعت کی نگاہ میں یہ نصف النہار عرفی (یعنی سورج کے استوا کا وقت) مکروہ اور ممنوع وقت کہلاتا ہے۔ چوں کہ سورج تو استوا کے وقت ٹھہرتا نہیں بلکہ وہ اپنا سفر مسلسل جاری رکھے ہوئے ہوتا ہے، اس لیے استوا کا یہ وقت بہت ہی مختصر ہوتا ہے جو کہ ایک منٹ سے بھی کم وقت میں پورا ہو جاتا ہے، البتہ احتیاط کا تقاضا یہ ہے کہ اوقاتِ نماز کے نقشوں میں جو زوال کا وقت لکھا ہوا ہوتا ہے اس سے چند منٹ پہلے اور چند منٹ بعد کے وقت کو مکروہ وقت شمار کرتے ہوئے اس میں نماز نہ پڑھی جائے، بعض اہلِ علم حضرات نے سہولت کی خاطر زوال کے وقت سے 5 منٹ پہلے اور 5 منٹ بعد احتیاط کرنے کی ترغیب دی ہے۔ یہاں یہ غلط فہمی دور رہے کہ دوپہر کو سورج کے زوال کا وقت مکروہ نہیں، بلکہ سورج کے استوا کا وقت مکروہ وقت کہلاتا ہے جس کی تفصیل بیان ہو چکی، شاید لوگوں کی سہولت کی خاطر استوا کی بجائے زوال کہہ دیا جاتا ہے۔

اس تفصیل کے مطابق دوپہر کو سورج کے استوا کے وقت قضا نماز ادا کرنا جائز نہیں۔

(آپ کے مسائل اور ان کا حل، عمدۃ الفقہ، دائمی نقشہ اوقاتِ نماز از جامعہ دار العلوم کراچی)

3۔ سورج ڈوبنے کے وقت:

جب سورج ڈوبنے کا وقت آتا ہے تو سورج کا رنگ پیلا پڑ جاتا ہے، اس کی طرف دیکھنے سے نگاہوں پر کچھ اثر نہیں پڑتا، یہاں سے مکروہ وقت شروع ہو جاتا ہے جو کہ تقریباً 15 منٹ پر مشتمل ہوتا ہے۔ اوقاتِ نماز کے نقشوں میں جو غروبِ آفتاب کا وقت لکھا ہوا ہوتا ہے اس سے تقریباً 15 منٹ پہلے یہ مکروہ وقت شروع ہو جاتا ہے، اور یہ وقت ختم ہو جانے کے بعد مغرب کا وقت شروع ہو جاتا ہے۔ اس مکروہ وقت میں قضا نماز ادا کرنا جائز نہیں۔

(رد المحتار، احسن الفتاویٰ، امداد الفتاویٰ، نفل اور سنت نمازوں کے فضائل اور احکام از مفتی محمد رضوان صاحب دام ظلہم)

خلاصہ: مذکورہ بالا تین ممنوع اوقات میں قضا نماز ادا کرنا جائز نہیں، ان تین ممنوع اوقات سے اجتناب کرتے ہوئے ان کے علاوہ دن رات میں کسی بھی وقت قضا نماز ادا کرنا جائز ہے، چاہے عصر کے بعد ہو، فجر کے بعد ہو یا کسی بھی وقت ہو۔

قضا نمازوں کی تعداد یاد نہ ہو تو:

کسی شخص سے بہت سی نمازیں قضا ہو چکی ہوں اور ان کی تعداد معلوم نہ ہو تو ایسی صورت میں خوب غور و فکر کر کے اندازے سے حساب لگالے کہ اتنی نمازیں رہتی ہوں گی، پھر مزید ان میں کچھ اضافہ کر لے تاکہ احتیاط رہے۔

قضا نمازوں کا حساب بلوغت سے ہو گا:

واضح رہے کہ قضا نمازوں کا حساب بلوغت کے بعد سے ہو گا کہ بلوغت کے بعد جتنی نمازیں ادا نہ کی ہوں اُن سب کی ادائیگی ضروری ہے، بلوغت سے پہلے کی نمازوں کی قضا نہیں۔

کن نمازوں کی قضا ضروری ہے؟

متعدد نمازیں ایسی ہیں کہ اگر وہ وقت پر ادا نہ کی جائیں اور وقت نکل جائے تو ان کی قضا لازم ہوتی ہے، وہ نمازیں درج ذیل ہیں:

- شب و روز کی پانچ نمازیں۔
- نمازِ وتر۔
- جمعہ کی نماز جب قضا ہو جائے تو ایسی صورت میں قضا کے طور پر ظہر ہی کی چار رکعات فرض ادا کی جائے گی۔
- اسی طرح وہ نفل نماز جو شروع کر کے توڑ دی جائے تو اس کی بھی قضا ضروری ہے۔

مسئلہ: سنت نماز کی قضا نہیں، البتہ اگر فجر کی سنتیں قضا ہو جائیں تو اسی دن سورج کے زوال سے پہلے

پہلے قضا پڑھ لینا بہتر ہے، اسی طرح نمازِ تراویح کی بھی قضا نہیں۔ (ردالمحتار، ہندیہ و دیگر کتب)

قضا نماز کی نیت کیسے کی جائے؟

1۔ قضا نماز کے لیے نیت کرنا فرض ہے۔ نیت در حقیقت دل کے ارادے اور عزم کا نام ہے، حقیقی نیت دل ہی کی ہوتی ہے اور اسی کا اعتبار ہوتا ہے، اس لیے دل میں نیت کرلینا کافی ہے۔ زبان سے نیت کے الفاظ ادا کرنا ضروری نہیں، البتہ اگر کوئی زبان سے بھی نیت کے الفاظ ادا کرلے تب بھی درست، بلکہ نیت کرنے میں دل اور زبان دونوں کو یکجا کرنے کے اعتبار سے اچھا بھی ہے۔

2۔ قضا نماز کی نیت یوں کرے: میں ظہر کی چار رکعت قضا فرض نماز ادا کرتا ہوں، یا: میں فجر کی دو رکعت قضا فرض نماز ادا کرتا ہوں۔ اور اگر بہت سی نمازیں قضا ہوچکی ہوں تو یوں نیت کرے: میں ظہر کی پہلی چار رکعت قضا فرض نماز ادا کرتا ہوں، یا: میں فجر کی پہلی دو رکعت قضا فرض نماز ادا کرتا ہوں۔ اسی طرح ہر قضا نماز ادا کرتے وقت پہلی نماز کا ذکر کرے۔ (ردالمحتار، فتاوی عثمانی)

- **دارالافتاء جامعہ علوم اسلامیہ علامہ محمد یوسف بنوری ٹاؤن:**

”قضائے عمری کا طریقہ یہ ہے کہ قضا نماز کی نیت میں ضروری ہے کہ جس نماز کی قضا پڑھی جارہی ہے اس کی مکمل تعیین کی جائے یعنی فلاں دن کی فلاں نماز کی قضا پڑھ رہا ہوں، مثلاً پچھلے جمعہ کے دن کی فجر کی نماز کی قضا پڑھ رہا ہوں، لہٰذا اگر متعینہ طور پر قضا نمازوں کی تعداد اور اوقات کا علم ہو تو متعینہ طور پر نیت کرکے ایک ایک کرکے نماز قضا کرلی جائے، البتہ اگر متعینہ طور پر قضا نماز کا دن اور وقت معلوم نہ ہونے کی وجہ سے اس طرح متعین کرنا مشکل ہو تو اس طرح بھی نیت کی جاسکتی ہے کہ مثلاً جتنی فجر کی نمازیں مجھ سے قضا ہوئی ہیں ان میں سے پہلی فجر کی نماز ادا کر رہا ہوں، یا مثلاً جتنی ظہر کی نمازیں قضا ہوئی ہیں ان میں سے پہلی ظہر کی نماز ادا کر رہا ہوں، اسی طرح بقیہ نمازوں میں بھی نیت کریں، اسی طرح پہلی کے بجائے اگر آخری کی نیت کرے تو بھی درست ہے۔ لہٰذا اگر کئی نمازیں قضا ہوں اور ان کی تعداد اور اوقات معلوم نہ ہوں تو اندازہ کرکے غالب گمان

کے مطابق ایک تعداد مقرر کر لیجیے، اور مذکورہ طریقے کے مطابق نمازیں قضا کرنا شروع کر دیجیے۔

ایک دن کی تمام فوت شدہ نمازیں یا کئی دن کی فوت شدہ نمازیں ایک وقت میں پڑھ لیں، یہ بھی درست ہے۔ نیز ایک آسان صورت فوت شدہ نمازوں کی ادائیگی کی یہ بھی ہے کہ ہر وقتی فرض نماز کے ساتھ اس وقت کی قضا نمازوں میں سے ایک پڑھ لیا کریں، (مثلاً: فجر کی وقتی فرض نماز ادا کرنے کے ساتھ قضا نمازوں میں سے فجر کی نماز بھی پڑھ لیں، ظہر کی وقتی نماز کے ساتھ ظہر کی ایک قضا نماز پڑھ لیا کریں)، جتنے برس یا جتنے مہینوں کی نمازیں قضا ہوئی ہیں اتنے سال یا مہینوں تک ادا کرتے رہیں، جتنی قضا نمازیں پڑھتے جائیں اُنہیں لکھے ہوئے ریکارڈ میں سے کاٹتے جائیں، اِس سے ان شاء اللہ مہینہ میں ایک مہینہ کی اور سال میں ایک سال کی قضا نمازوں کی ادائیگی بڑی آسانی کے ساتھ ہو جائے گی۔

- الدر المختار وحاشیۃ ابن عابدین (رد المحتار):

(كثرت الفوائت نوى أول ظهر عليه أو آخره):

(قوله: كثرت الفوائت إلخ) مثاله: لو فاته صلاة الخميس والجمعة والسبت فإذا قضاها لا بد من التعيين؛ لأن فجر الخميس مثلا غير فجر الجمعة، فإن أراد تسهيل الأمر يقول: أول فجر مثلا، فإنه إذا صلاه يصير ما يليه أولا، أو يقول: آخر فجر، فإن ما قبله يصير آخرا، ولا يضره عكس الترتيب؛ لسقوطه بكثرة الفوائت .فقط والله اعلم" (فتویٰ نمبر:144010200082)

مبین الرحمٰن

فاضل جامعہ دار العلوم کراچی

محلہ بلال مسجد نیو حاجی کیمپ سلطان آباد کراچی

27 رمضان المبارک 1441ھ/21 مئی 2020

نمازِ جنازہ کو نمازِ جمعہ تک مؤخر کرنے کا حکم

مبین الرحمٰن

فاضل جامعہ دار العلوم کراچی
متخصص جامعہ اسلامیہ طیبہ کراچی

آجکل نمازِ جنازہ کو کسی معقول وجہ کے بغیر محض غیر معتبر وجوہات کی وجہ سے مؤخر کرنے کا ایک عام رواج سا ہونے لگا ہے جو کہ شریعت کے خلاف ہے۔ اسی تناظر میں ذیل میں نمازِ جنازہ کو نمازِ جمعہ تک مؤخر کرنے کا حکم ذکر کیا جاتا ہے تاکہ اس کے ضمن میں اس جیسی دیگر صورتوں کا حکم بھی معلوم ہوسکے۔

نمازِ جنازہ کو نمازِ جمعہ تک مؤخر کرنے کا حکم:

1۔ شریعت کی رو سے میت کو غسل اور کفن دینے، اس کی نمازِ جنازہ ادا کرنے اور اس کو دفن کرنے میں کسی شرعی وجہ اور معقول عذر کے بغیر تاخیر نہیں کرنی چاہیے، بلکہ جتنی جلدی ہوسکے میت کو دفنانے کا اہتمام کرنا چاہیے، شریعت میں اس کی تاکید آئی ہے۔ یہی درست مسئلہ اور احادیث کا تقاضا ہے۔

2۔ مذکورہ مسئلے سے یہ بات واضح ہوجاتی ہے کہ میت کو غسل اور کفن دینے میں بلاوجہ تاخیر نہیں کرنی چاہیے، اور جب جنازہ تیار ہوجائے تو اس کے بعد اس کو محض اس لیے نمازِ جمعہ تک مؤخر کرنا تاکہ لوگ زیادہ سے زیادہ اس میں شریک ہوں؛ یہ مکروہ اور ناجائز ہے۔ اس لیے اگر نمازِ جمعہ سے پہلے ہی میت کی نمازِ جنازہ کی ادائیگی اور اس کی تدفین سے فراغت ہوسکتی ہو تو ایسا ضرور کرلینا چاہیے اور اس کے لیے نمازِ جمعہ سے پہلے ہی ایسے وقت کا انتخاب کرلینا چاہیے جس میں میت کی نمازِ جنازہ اور تدفین بھی سہولت سے ہوسکے اور نمازِ جمعہ بھی فوت نہ ہونے پائے، البتہ اگر وقت اتنا مختصر ہو کہ نمازِ جمعہ سے پہلے میت کی نمازِ جنازہ کی ادائیگی اور تدفین کی وجہ سے نمازِ جمعہ فوت ہوجانے کا خدشہ ہو تو پھر ایسی صورت میں نمازِ جمعہ تک نمازِ جنازہ کو مؤخر کرنا درست بلکہ شریعت کا تقاضا ہے۔ (الدر المختار، حاشیۃ الطحطاوی علی المراقی، فتاوی محمودیہ باب الجنائز)

3۔ یہاں مختصراً یہ بات بھی سمجھ لینی چاہیے کہ احادیث کی رو سے نمازِ جنازہ میں کثرتِ تعداد کی بڑی برکت اور فضیلت ہے، لیکن اس کے لیے نمازِ جنازہ میں تاخیر کرنا درست نہیں، کیوں کہ اوّل تو یہ بھی احادیث ہی کا تقاضا ہے کہ میت کی نمازِ جنازہ اور تدفین میں بلاوجہ تاخیر نہ کی جائے، اس لیے ان احادیث پر بھی عمل ہونا چاہیے، بلکہ مزید یہ کہ نمازِ جنازہ میں لوگوں کے زیادہ سے زیادہ شریک ہونے کی رعایت محض ایک مستحب معاملہ ہے، جبکہ

نمازِ جنازہ میں تاخیر نہ کرنا اور میت کو جلد دفن کرنا ایک تاکیدی بلکہ واجب حکم ہے، گویا کہ اس کی اہمیت زیادہ ہے، اس لیے اگر نمازِ جنازہ میں کثرتِ تعداد کو حاصل کرنے کی وجہ سے نمازِ جنازہ اور تدفین میں تاخیر لازم آئے گی تو پھر اس کی اجازت نہیں دی جائے گی۔ دوم یہ کہ نمازِ جنازہ میں کثرتِ تعداد کی فضیلت حاصل کرنے کے لیے کوئی بڑا اجتماع ضروری نہیں، بلکہ احادیث سے جو نمازِ جنازہ میں کثرتِ تعداد کی فضیلت ثابت ہے تو اس کی حقیقت خود تین طرح کی مختلف احادیث میں مذکور ہے کہ نمازِ جنازہ میں یا تو سو افراد شریک ہو جائیں یا چالیس افراد شریک ہو جائیں یا تین صفیں بن جائیں، ان تینوں صورتوں میں سے کوئی بھی صورت حاصل ہو جائے تو میت کو اس کی فضیلت نصیب ہو جاتی ہے اور اللہ تعالیٰ اس کی مغفرت فرما دیتا ہے۔ جس سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ نمازِ جنازہ کے لیے جو وقت مقرر ہو جائے تو اس وقت تک جتنے بھی افراد حاضر ہو جائیں انھی کے ساتھ نمازِ جنازہ ادا کر لی جائے، اس صورت میں اگر تعداد سو یا چالیس سے بھی کم ہو تو جتنے بھی لوگ حاضر ہو جائیں ان کی تین صفیں بنا دی جائیں، یوں میت کو نمازِ جنازہ میں تین صفوں کی شرکت کی فضیلت تو حاصل ہو ہی جائے گی، حتیٰ کہ حضرات فقہاء کرام نے لکھا ہے کہ اگر صرف سات آدمی نمازِ جنازہ میں شریک ہوں تو ایک آدمی ان میں سے امام بنا دیا جائے، اور پہلی صف میں تین آدمی کھڑے ہوں، دوسری میں دو اور تیسری میں ایک۔ (حلبی صغیر، بہشتی گوہر صفحہ: 146 ناشر: البشریٰ)

خلاصہ یہ ہے کہ لوگوں کی زیادہ سے زیادہ شرکت کی وجہ سے نمازِ جنازہ میں تاخیر کرنا درست نہیں۔

فائدہ:

نمازِ جنازہ میں کثرتِ تعداد کی فضیلت کی تفصیل کے لیے بندہ کے سلسلہ اصلاحِ اغلاط کا سلسلہ نمبر 372: ''نمازِ جنازہ میں کثرتِ تعداد کی برکت'' ملاحظہ فرمائیں۔

حدیث اور فقہی عبارات

1۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور اقدس ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ: ''اے علی! تین

چیزوں میں تاخیر نہ کرنا: ایک تو نماز میں جب اس کا وقت ہو جائے، دوم: نمازِ جنازہ میں جب وہ (تیار ہو کر) حاضر ہو جائے، سوم: غیر شادی شدہ لڑکی کے نکاح میں جب اس کے ہم پلہ کوئی مناسب رشتہ مل جائے۔“

- مستدرک حاکم میں ہے:

٢٧٤٣- عَنْ عَلِيِّ بْنِ أَبِي طَالِبٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ: أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: «ثَلَاثٌ يَا عَلِيُّ لَا تُؤَخِّرْهُنَّ: الصَّلَاةُ إِذَا آنَتْ، وَالْجَنَازَةُ إِذَا حَضَرَتْ، وَالْأَيِّمُ إِذَا وَجَدَتْ كُفْؤًا».

2۔ حکیم الامت حضرت مولانا اشرف علی تھانوی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

”ایک کوتاہی یہ ہے کہ بعض جگہ نمازِ جمعہ کے انتظار میں جنازے کو رکھے رکھتے ہیں کہ زیادہ نمازی نماز پڑھیں گے، سو یہ بالکل جائز نہیں، جس قدر جلد ممکن ہو نماز اور دفن سے فراغت واجب ہے۔“

(اصلاحِ انقلابِ امت صفحہ 250، ناشر: البشریٰ)

3۔ الدر المختار میں ہے:

(وَكُرِهَ تَأْخِيرُ صَلَاتِهِ وَدَفْنِهِ لِيُصَلِّيَ عَلَيْهِ جَمْعٌ عَظِيمٌ بَعْدَ صَلَاةِ الْجُمُعَةِ) إِلَّا إِذَا خِيفَ فَوْتُهَا بِسَبَبِ دَفْنِهِ، «قُنْيَةٌ». (بَابُ صَلَاةِ الْجِنَازَةِ)

4۔ حاشیۃ الطحطاوی علی مراقی الفلاح میں ہے:

قوله: (وكذا يستحب الإسراع بتجهيزه كله) أي من حين موته، فلو جهز الميت صبيحة يوم الجمعة يكره تأخير الصلاة عليه ليصلي عليه الجمع العظيم بعد صلاة الجمعة، ولو خافوا فوت الجمعة بسبب دفنه يؤخر الدفن، اهـ من السيد. (باب أحكام الجنائز)

5۔ حلبی صغیر میں ہے:

ويستحب أن يصفوا ثلاثة صفوف حتى لو كانوا سبعة يتقدم أحدهم للإمامة ويقف وراءه ثلاثة ووراءهم اثنان ثم واحد، وأفضل صفوف الجنازة آخرها بخلاف سائر الصلوات.

(فصل في الجنائز)

تنبیہ: مذکورہ تفصیل سے یہ بات بخوبی واضح ہو جاتی ہے کہ آجکل جو نمازِ جنازہ کی ادائیگی میں بلاوجہ تاخیر

کی جاتی ہے تاکہ زیادہ سے زیادہ لوگ اس میں شریک ہوں اور ایک تاریخی نمازِ جنازہ بنے تو ان کا یہ عمل شریعت کے خلاف ہے۔ حقیقت یہ کہ مؤمن ہر حال میں شریعت کا پابند رہتا ہے، وہ شریعت کی پیروی کے مقابلے میں بڑے سے بڑے دنیوی فائدے کی طرف ہر گز توجہ نہیں کرتا۔ کاش کہ ہمیں یہ حقیقت سمجھ آجائے۔

مبین الرحمٰن
فاضل جامعہ دار العلوم کراچی
محلہ بلال مسجد نیو حاجی کیمپ سلطان آباد کراچی
24 صفر المظفّر 1443ھ/ 2 اکتوبر 2021

جمعہ کے دن نکاح کرنے کا حکم

مبین الرحمٰن
فاضل جامعہ دارالعلوم کراچی
متخصص جامعہ اسلامیہ طیبہ کراچی

جمعہ کے دن نکاح کرنے کی شرعی حیثیت:

نکاح کرنے کے لیے شریعت نے کوئی خاص دن لازم اور مسنون قرار نہیں دیا ہے، بلکہ کسی بھی دن نکاح کرلیا جائے تو بالکل درست ہے، اس میں کوئی حرج نہیں، البتہ متعدد فقہائے امت نے صراحت فرمائی ہے کہ جمعہ کے دن نکاح کرنا مستحب ہے کیوں کہ جمعہ کا دن مبارک اور افضل دن ہے جس کی وجہ سے زَوجَین کو اس کی برکتیں حاصل ہوسکیں گی۔ نیز بعض حضرات نے جمعہ کے دن عصر کے بعد نکاح کرنے کو مستحب قرار دیا ہے، جس کی ایک وجہ یہ بیان کی گئی ہے کہ ایک قول کے مطابق جمعہ کے دن عصر کے بعد قبولیت کا وقت ہوتا ہے، اس لیے اس وقت نکاح کرنے سے اس بابرکت وقت کے فوائد بھی نصیب ہوسکیں گے ان شاءاللہ۔

عبارات

- العرف الشذي شرح سنن الترمذي:

قوله: (في المساجد إلخ) في كتبنا أن النكاح يوم الجمعة بعد العصر في المسجد مستحب.
(باب ما جاء في إعلان النكاح)

- الدر المختار:

وَيُنْدَبُ إعْلَانُهُ وَتَقْدِيمُ خُطْبَةٍ وَكَوْنُهُ فِي مَسْجِدِ يَوْمِ جُمُعَةٍ بِعَاقِدٍ رَشِيدٍ وَشُهُودٍ عُدُولٍ.

- رد المحتار على الدر المختار:

(قَوْلُهُ: وَيُنْدَبُ إعْلَانُهُ) أَيْ إظْهَارُهُ، وَالضَّمِيرُ رَاجِعٌ إلَى النِّكَاحِ بِمَعْنَى الْعَقْدِ؛ لِحَدِيثِ التِّرْمِذِيِّ: «أَعْلِنُوا هَذَا النِّكَاحَ وَاجْعَلُوهُ فِي الْمَسَاجِدِ وَاضْرِبُوا عَلَيْهِ بِالدُّفُوفِ»، فَتْحٌ ..... (قَوْلُهُ: فِي مَسْجِدٍ)؛ لِلْأَمْرِ بِهِ فِي الْحَدِيثِ، ط. (قَوْلُهُ: يَوْمَ جُمُعَةٍ) أَيْ وَكَوْنُهُ يَوْمَ جُمُعَةٍ، «فَتْحٌ». (كِتَابُ النِّكَاحِ)

- الفِقْهُ الإسلاميُّ وأدلَّتُهُ:

يستحب للزواج ما يأتي:

٣- أن يعقد النكاح يوم الجمعة مساءً؛ لحديث أبي هريرة مرفوعا: «أمسوا بالمِلَاك؛ فإنه أعظم

برکة». ولأن الجمعة يوم شريف ويوم عيد، والبركة في النكاح مطلوبة، فاستحب له أشرف الأيام؛ طلبًا للبركة. والإمساء به؛ لأن في آخر النهار من يوم الجمعة ساعة الإجابة .
(الأحوال الشّخْصيَّة: البَاب الأوَّل: الزّواج وآثاره: مندوبات عقد الزواج أو ما يستحب له)

مبین الرحمٰن
فاضل جامعہ دار العلوم کراچی
محلہ بلال مسجد نیو حاجی کیمپ سلطان آباد کراچی
18 ذوالقعدہ 1443ھ/ 18 جون 2022

ہر جمعہ کو قبرستان جاکر سورتِ "یٰسٓ" پڑھنے کی رسم

مبین الرحمٰن
فاضل جامعہ دار العلوم کراچی
متخصص جامعہ اسلامیہ طیبہ کراچی

ہر جمعہ کو اجتماعی طور پر قبرستان جاکر سورتِ ”یٰسٓ“ پڑھنے کی رسم:

بعض علاقوں میں یہ رواج ہے کہ وہ ہر جمعہ کے دن صبح کے وقت اجتماعی طور پر قبرستان جاتے ہیں اور وہاں سورتِ ”یٰسٓ“ پڑھتے ہیں اور اس کا بہت اہتمام بھی کیا جاتا ہے حتی کہ اس کو ضروری قرار دیتے ہوئے اس سے منع کرنے والوں پر طعن وملامت بھی کیا جاتا ہے۔ واضح رہے کہ جمعہ کے دن صبح کے وقت اجتماعی طور پر قبرستان جاکر وہاں سورتِ ”یٰسٓ“ پڑھنے کا عمل قرآن وسنت، حضرات صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اور ائمہ مجتہدین رحمہم اللہ تعالٰی سے ثابت نہیں، بلکہ اپنی طرف سے ایجاد کردہ عمل ہے، جس کی وجہ سے اس کے بدعت ہونے میں کوئی شبہ نہیں، اس لیے اس خودساختہ رسم سے اجتناب کرنا ضروری ہے۔

حقیقت یہ ہے کہ مسلمان کو اسی طریقے کی پیروی کرنی چاہیے کہ جو شریعت سے ثابت ہے، اس میں اپنی طرف سے باتیں ایجاد نہیں کرنی چاہییں۔ چنانچہ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ حضور اقدس ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ: ”جس نے ہمارے اس دین میں کوئی نئی بات ایجاد کی تو وہ (نئی بات) مردود (یعنی ناقابلِ اعتبار اور قابلِ رد) ہے۔“ (صحیح البخاری حدیث: 2697)

روایاتِ مبارکہ

- صحيح البخاري:

٢٦٩٧- عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهَا قَالَتْ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «مَنْ أَحْدَثَ فِي أَمْرِنَا هَذَا مَا لَيْسَ فِيهِ فَهُوَ رَدٌّ».

- سنن الترمذي:

٢٦٤١- عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ عَمْرٍو قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «لَيَأْتِيَنَّ عَلَى أُمَّتِي مَا أَتَى عَلَى بني إسرائيل حَذْوَ النَّعْلِ بِالنَّعْلِ، حَتَّى إِنْ كَانَ مِنْهُمْ مَنْ أَتَى أُمَّهُ عَلَانِيَةً لَكَانَ فِي أُمَّتِي مَنْ يَصْنَعُ ذَلِكَ، وَإِنَّ بني إسرائيل تَفَرَّقَتْ عَلَى ثِنْتَيْنِ وَسَبْعِينَ مِلَّةً، وَتَفْتَرِقُ أُمَّتِي عَلَى ثَلَاثٍ وَسَبْعِينَ مِلَّةً، كُلُّهُمْ فِي النَّارِ إِلَّا مِلَّةً وَاحِدَةً»، قَالُوا: وَمَنْ هِيَ يَا رَسُولَ اللهِ؟ قَالَ: «مَا أَنَا عَلَيْهِ وَأَصْحَابِي».

- البدع لابن وضاح القرطبي:

١١ - حَدَّثَنَا أَسَدٌ قَالَ: أخبرنا أَبُو هِلَالٍ عَنْ قَتَادَةَ عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ مَسْعُودٍ قَالَ: اتَّبِعُوا آثَارَنَا، وَلَا تَبْتَدِعُوا، فَقَدْ كُفِيتُمْ. (بَابُ مَا يَكُونُ بِدْعَةً)

- مجمع الزوائد:

٨٥٣- عن عبد الله بن مسعود قال: اتبعوا ولا تبتدعوا فقد كفيتم.

رواه الطبراني في «الكبير»، ورجاله رجال الصحيح.

مبین الرحمٰن

فاضل جامعہ دار العلوم کراچی

محلہ بلال مسجد نیو حاجی کیمپ سلطان آباد کراچی

20 جمادی الاولی 1444ھ/15 دسمبر 2022

تحقیقِ حدیث:
ماہِ محرم کے پہلے جمعہ کو روزہ رکھنے کی فضیلت!

مبین الرحمٰن
فاضل جامعہ دار العلوم کراچی
متخصص جامعہ اسلامیہ طیبہ کراچی

تحقیقِ حدیث: ماہِ محرم کے پہلے جمعہ کو روزہ رکھنے کی فضیلت!

حدیث: حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور اقدس ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ: ’’جس شخص نے ماہِ محرم کے پہلے جمعہ کو روزہ رکھا تو اُس کے گذشتہ تمام گناہ معاف کر دیے جاتے ہیں۔‘‘

تحقیقِ حدیث:

مذکورہ روایت حضرت شیخ عبد الرحمٰن صفوری رحمہ اللہ نے ’’نزہۃ المجالس‘‘ میں کسی سند اور حوالے کے بغیر ذکر فرمائی ہے:

- نزهة المجالس ومنتخب النفائس:

وعن أنس رضي الله عنه عن النبي ﷺ: «من صام أول جمعة من المحرم كفر له ما تقدم من ذنبه». (باب فضل صيام عاشوراء وصيام الأيام البيض والسود أيضا)

جبکہ احادیث کی کتب سے اس کا کوئی بھی ثبوت نہیں ملتا۔ اس لیے اس روایت پر اعتماد نہیں کیا جا سکتا اور نہ ہی اس کو ثابت تسلیم کیا جا سکتا ہے، اس لیے اس روایت کو ثابت ماننے اور اسے بیان کرنے سے اجتناب کرنا ضروری ہے۔ گویا کہ احادیث سے ماہِ محرم کے پہلے جمعہ کے روزے کی کوئی اضافی فضیلت ثابت نہیں، البتہ چوں کہ ماہِ محرم میں ہر دن روزہ رکھنے کی فضیلت ثابت ہے اس لیے اگر کوئی اس حیثیت سے جمعہ کو ماہِ محرم کا ایک عام دن سمجھتے ہوئے روزہ رکھے تو جائز بلکہ باعثِ ثواب عمل ہے، لیکن ماہِ محرم کے پہلے جمعہ کے روزے کو بے اصل اضافی فضیلت دینے اور اسی بنیاد پر اس دن روزہ رکھنے سے اجتناب کرنا چاہیے۔

مبین الرحمٰن
فاضل جامعہ دار العلوم کراچی
محلہ بلال مسجد نیو حاجی کیمپ سلطان آباد کراچی
4 محرم الحرام 1443ھ/ 13 اگست 2021

تحقیقِ حدیث:

جمعہ کے دن دو سو مرتبہ درود شریف پڑھنے کی فضیلت

مبین الرحمٰن
فاضل جامعہ دار العلوم کراچی
متخصص جامعہ اسلامیہ طیبہ کراچی

تحقیقِ حدیث: جمعہ کے دن دو سو مرتبہ درود شریف پڑھنے کی فضیلت

عوام میں یہ حدیث مشہور ہے کہ: جمعہ کے دن دو سو مرتبہ درود شریف پڑھنے سے دو سو سال کے گناہ معاف ہو جاتے ہیں۔

تبصرہ:

جمعہ کے دن درود شریف پڑھنے کی فضیلت اور اہمیت متعدد احادیث سے ثابت ہے، اس لیے جمعہ کے دن کثرت سے درود شریف پڑھنے کا اہتمام کرنا چاہیے، البتہ کتبِ احادیث سے مذکورہ روایت کا کوئی ثبوت نہیں ملتا، اس لیے اس کو حدیث سمجھنے اور حدیث کہہ کر بیان کرنے سے اجتناب کرنا ضروری ہے۔ واضح رہے کہ جمعہ کے دن درود شریف پڑھنے کی فضیلت کے بارے میں جو صحیح اور معتبر احادیث ثابت ہیں انھی کو بیان کرنا چاہیے، ان کے علاوہ کسی منگھڑت اور بے اصل روایت کو بیان کرنے کی کوئی ضرورت نہیں۔

فائدہ:

حدیث کو ثابت ماننے سے متعلق مروّجہ غلط فہمیوں کے ازالے اور احادیث بیان کرنے میں شدتِ احتیاط کے لیے بندہ کا رسالہ "احادیث بیان کرنے میں احتیاط کیجیے!" ملاحظہ فرمائیں۔

مبین الرحمٰن
فاضل جامعہ دار العلوم کراچی
محلہ بلال مسجد نیو حاجی کیمپ سلطان آباد کراچی
10 جُمادی الآخرۃ 1442ھ/ 24 جنوری 2021

تحقیقِ حدیث:

شبِ جمعہ کو مخصوص درود پڑھنے سے قبر میں حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زیارت!

مبین الرحمٰن

فاضل جامعہ دارالعلوم کراچی
متخصص جامعہ اسلامیہ طیبہ کراچی

تحقیقِ حدیث: شبِ جمعہ کو مخصوص درود پڑھنے سے قبر میں حضور اقدس ﷺ کی زیارت!

روایت: یہ حدیث شریف کافی مشہور ہے کہ: جو شخص ہر جمعہ کی رات یہ درود شریف کم از کم ایک مرتبہ بھی پڑھ لے تو وہ موت کے وقت بھی حضور اقدس ﷺ کی زیارت کرے گا اور قبر میں داخل ہوتے وقت بھی زیارت کرے گا، یہاں تک کہ وہ دیکھے گا کہ حضور اقدس ﷺ اس کو قبر میں اپنے رحمت بھرے ہاتھوں سے اُتار رہے ہیں۔ وہ درود شریف یہ ہے:

اَللّٰهُمَّ صَلِّ وَسَلِّمْ وَبَارِكْ عَلٰى سَيِّدِنَا وَمَوْلَانَا مُحَمَّدِ نِ النَّبِيِّ
الْاُمِّيِّ الْحَبِيْبِ الْعَالِي الْقَدْرِ الْعَظِيْمِ الْجَاهِ وَعَلٰى اٰلِهٖ وَصَحْبِهٖ وَسَلِّمْ.

تبصرہ:

1۔ مذکورہ روایت بعض کتب جیسے ”افضلُ الصلوات علٰی سیدِ السادات ﷺ“ وغیرہ میں بغیر کسی سند اور معتبر حوالے کے مختلف الفاظ اور مختلف فضائل کے ساتھ ذکر کی گئی ہے، لیکن اس روایت کا کتبِ احادیث سے کوئی ثبوت نہیں ملتا، حتی کہ اس روایت کی نہ تو کوئی صحیح سند ملتی ہے اور نہ ہی کوئی ضعیف سند۔ اس لیے اس کو حدیث سمجھنا، اس فضیلت کو ثابت ماننا اور اس کو آگے بیان کرنا درست نہیں، اس سے اجتناب کرنا ضروری ہے۔

2۔ البتہ چوں کہ مذکورہ درود شریف کے الفاظ درست ہیں اس لیے اگر کوئی اس کو پڑھنا چاہے تو جائز ہے اس شرط کے ساتھ کہ اس درود شریف کو اور اس کی مذکورہ فضیلت کو ثابت نہ سمجھے۔ اسی کے ساتھ ساتھ یہ بات بھی اچھی طرح ذہن نشین کرلینی چاہیے کہ درود شریف کے جو الفاظ احادیث سے ثابت ہیں اُن کے فضائل، فوائد، برکات، انوارات، درجہ اور اہمیت دیگر تمام غیر ثابت درودوں سے زیادہ ہیں۔

مبین الرحمٰن
فاضل جامعہ دار العلوم کراچی
محلہ بلال مسجد نیو حاجی کیمپ سلطان آباد کراچی
4ربیع الاوّل 1444ھ/ یکم اکتوبر 2022